"بٹر سکاچ"

ہما وقاص

مکمل ناول

اس نے جھنجلا کر ہاتھ میں پکڑا سلک کا قمیض ایک طرف پھینکا۔ندرت جو پلنگ کی پائنتی پر آڑھی ترچھی لیٹی تھی سیدھی ہوئی اور موبائل سے نظریں ہٹا اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

گہرے سرخ رنگ کے شوخ جوڑے میں اس کی رنگت بھی سفید سے سرخ ہو گئ تھی۔چہرہ پھول کر کُپا ہو رہا تھا اور پیشانی پر بھی انگنت بل واضح تھے۔

ضحیٰ۔۔۔۔یہ ہے ضحیٰ آفتاب ، اور اس کے سامنے پلنگ کی تکیے پر کہنی ٹکائے ، ایک کروٹ لیٹی ، اس کی ہم عمر ، بچپن کی سہیلی اور چچا زاد ندرت ماہتاب۔

ندرت ماہتاب اس کی اکلوتے چچا کی بیٹی تھی جو اوپر والے پورشن میں مقیم تھے۔آفتاب امجد کے تین بچے تھے حفصہ آفتاب ، ضحی آفتاب یعنی کے وہ اور چھوٹا علی آفتاب۔ماہتاب امجد کی دو بیٹاں تھیں۔ بڑی ندرت ماہتاب اور چھوٹی نکہت ماہتاب۔

اس وقت دوپہر کے بارہ بجے ضحیٰ کے چہرے پر بھی بارہ بج رہے تھے جو اس کی زندگی میں آ جانے والے اچانک مسئلے کے سبب تھے۔ویسے تو اس کی زندگی میں آیئے دن کوئی نہ کوئی مسئلہ درپیش رہتا تھا لیکن اس دفعہ والا تھوڑا نہیں بہت منفرد تھا۔

اُس کی ماسٹرز کی ڈگری مکمل ہوئے دو سال ہو چکے تھے۔اگرچہ اس کے رشتے کی تلاش پچھلے ایک سال سے زور و شور سے جاری تھی لیکن وہ حفصہ کی جلد شادی ہو جانے اور پھر اس کی شادی شدہ زندگی کے جھمیلوں سے حد درجہ خائف تھی اسی لئے وہ شادی سے زیادہ اپنی تعلیم کو فوقیت دیتے ہوئے ایم فل کرنا چاہتی تھی مگر وہی متوسط طبقے کے مسائل۔

آفتاب امجد نے اس کے ایم فل کا خرچہ اٹھانے سے صاف انکار کر دیا تھا۔اس نے خود سے ایم فل کرنے کی ٹھان لی اور ایک نجی سکول میں ملازمت شروع کر دی۔

وہ اپنی زندگی سے بے حد خوش تھی اور اب تو ایم فل کا داخلہ فارم بھر چکی تھی لیکن حفصہ کے پیغام نے اس کی ساری خوشیوں کو ملیا میٹ کر دیا۔وہ اس کی شادی کے لئے آفتاب اور ثریا سے زیادہ فکر مند رہتی تھی۔

حفصہ کی نند کی شادی تھی جس میں اس کی ساس کی کوئی کزن شرکت کر رہی تھیں۔خاتون کو اپنے خوبرو بیٹے کے لئے ایک عدد حسین لڑکی درکار تھی جو وہ بھی ہو سکتی تھی اور حفصہ اس حسین موقعے کا پورا فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔منتقی نیتجہ یہ نکلا کہ لڑکی اور لڑکے کو شادی پر ملوا دیا جائے تاکہ ایک دوسرے کو پسند کر لیں اور حفصہ نے پیغام میں لکھ بھیجا کہ انیلا کی شادی پر ضحیٰ لازمی آئے۔اس خبر نے تو اس کے تن بدن میں آگ لگا دی اور اب اسی آگ کو وہ لفظوں کا پیرہن پہنا پہنا کر اپنے مخصوص انداز میں باہر انڈیل رہی تھی۔

" یہ کوئی بات ہوئی بھلا ؟ اب حفصہ کی نند کی شادی پر میں لڑکے کو پسند کروں۔عجیب لوگ ہیں یار یہ گھر والے۔"

ندرت نے بغور اس کے سلگتے چہرے کو دیکھا۔

" اب اتنی بھی عجیب بات نہیں پاکستان میں ستر فیصد لڑکیوں کے رشتے دوسروں کی شادیوں پر ہی طے پاتے ہیں۔"

ندرت نے پرسکون لہجے میں جواب دیا۔وہ کُڑھ کر سیدھی ہوئی۔

" ہوتے ہوں گے لیکن یہاں وجوہات اور بھی بہت ساری ہیں۔"

اس نے ناک بھینچی اور ایک جھٹکے سے پلنگ پر سے اتری۔

" مثال کے طور پر ؟ " ندرت نے مستفسرانہ بھنویں اچکائیں۔

" سب سے پہلی وجہ تو حفصہ کا سسرال ہے۔وہ جیسے بڑی خوش ہے نہ جو میں بھی اس کے سسرالی خاندان میں شادی کر لوں۔"

" ارے شُب شُب بولو لڑکی۔ماشااللہ سے حفصہ آپی خوش ہیں۔شعیب بھائی اتنے اچھے ، شریف تو ہیں ۔"

ندرت نے خشمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں ہندی الفاظ کی مدد لیتے ہوئے تصیح کی۔

" رہنے ہی دو زیادہ منہ مت کھلواؤ میرا۔مجال ہو جو اُس شریف نے اپنی ماں کے سامنے میری بہن کی طرفداری کی ہو کبھی اور حفصہ کی ساس اُن کی تو مت پوچھو۔ہٹلر کی کوئی گمشدہ بہن ہیں جس نے غلطی سے جنم اس صدی میں لے لیا ہے۔یہاں آتی ہے تو ایک سکینڈ میں اپنی ساس کی دس دس برائیاں کرتی ہے اور اب محترمہ میری شادی اپنی ہی ساس کی کزن کے بیٹے سے کروا رہی ہے۔حد نہیں ہو گئی۔"

اس نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھ کر جلے کٹے انداز میں ہمیشہ کی طرح لمبی وضاحت دی۔

" تو ضروری تو نہیں کہ جیسی حفصہ آپی کی ساس ہوں ویسی ہی تمھاری بھی ہوں ؟ " ندرت نے کندھے اچکائے۔

"کزن ہیں وہ حفصہ کی ساس کی۔لکھوا لو ان کے جیسی ہی ہوں گی اور کیا پتا اُن سے بھی چار ہاتھ آگے ہوں۔"

" اب یہ کہاں لکھا ہے کہ ان کی کزن ہے تو ان جیسی ہی ہوں گی۔تمہاری لاجکس بھی نہ تمھاری طرح اوٹ پٹانگ ہوتی ہیں۔"

" نہیں جی بالکل اوٹ پٹانگ نہیں۔اب ہر بات لکھی تھوڑی ہوتی ہے۔دیکھو میں تمہیں سمجھاتی ہوں۔ جیسے تم ہماری کزن ہو۔بالکل ہم جیسی ہو۔ملن سار ، خوبصورت ، خوب سیرت ، سگھڑ۔سعادت مند ہے۔"

" بس بس میری آڑ میں خود کی جھوٹی تعریفیں کرنے کی کوشش مت کرو اور فار یور کائینڈ انفارمیشن وہ نائمہ آنٹی کی دور پار کی کزن ہیں۔میری طرح چچا زاد نہیں ہیں جو اتنی ملتی جلتی خصوصیات والی ہوں گی۔"

ندرت نے بازو کو لمبا تانتے ہوئے دور پار کا اشارہ کیا۔

" اچھا چلو مانا کہ وہ اچھی ہوں گی تو دوسری وجہ لے لو۔ان کا بیٹا محترم۔خود جرمنی میں جاب کرتا ہے اور یقیناً مجھے یہاں دھکے کھانے اور ماں کی خدمتیں کرنے چھوڑ جائے گا۔انکل طاہر کی طرح کہیں تین سال بعد ایک دفعہ آیا کرے گا اور ایک عدد بچہ تحفے میں دے جایا کرے گا۔"

اس نے ایک دم سے رک کر جھرجھری لی جبکہ اس کی ایسی وضاحت پر ندرت کھلکھلا کر ہنس دی۔

" اففف امیجن کرو ذرا۔کیا میں ایسی لائف گزاروں گی۔ہر تین سال بعد ایک عدد بچہ اور شوہر کے بنا ساری ذمہ داریاں اکیلے اٹھائے ہوئے۔دن رات اس کی اماں کی خدمتیں۔اف اف مجھ سے نہ ہو گا یہ سب۔"

وہ کانوں کو ہاتھ لگا رہی تھی۔ندرت نے بمشکل اپنی ہنسی پر قابو پایا۔

"پاگل لڑکی انکل طاہر اور آنٹی صائمہ کا زمانہ اور تھا۔اب تو لڑکیاں شادی سے پہلے ہی کاغذات تیار کروا لیتی ہیں اور ساتھ ہی جاتی ہیں تم بھی ساتھ چلی جانا۔حفصہ آپی بتا رہی تھیں بہت ہینڈسم ہے۔ پڑھا لکھا ہے تو یقیناً بچوں کے معاملے میں بھی عقل و فہم تو رکھتا ہو گا۔"

"ہاں مجھے بھی بتا رہی تھی کہ سائیڈ پوز بالکل فواد خان جیسا ہے اور آواز تو بہت ہی سریلی ہے۔پر میرا تیسرا مسئلہ یہی خوبصورتی تو ہے۔"اس نے منہ بسوارا جبکہ اس کی بات پر ندرت تعجب سے سیدھی ہوئی۔

"کیا! اس کی خوبصورتی تمھارا مسئلہ کیسے ہوئی میڈیم۔"

"بالکل ہوئی۔دیکھو نہ۔میں نے بچپن سے لے کر اب تک اپنے لئے بس تعریفی کلمات ہی سنے ہیں۔ اب اگر وہ خوبصورت ہوا تو اسے اس بات کا گھمنڈ ہو گا۔جہاں بھئ ہم ساتھ ہوں گے اس کی بھی تعریف ہو گی اور پھر وہ میری تعریف کم کرے گا۔میں نے سنا ہے جو مرد خوبصورت ہوتے ہیں بس خود کی لش پش میں لگے رہتے ہیں اور تو اور ان کی بیویوں کو تاحیات ان پر شک ہی رہتا ہے۔"

"ارے بس کرو تم تو ایسے خوفناک خاکے کھینچ رہی ہو۔ایسا بھی کچھ نہیں ہوتا۔فواد خان کو لے لو۔ اس کی بیوی پیاری نہیں لیکن جان لُٹاتا ہے اس پر۔"

ندرت نے اس کے دلائل مسترد کرتے ہوئے مثال دی۔

"ہاں تم تو جیسے فواد خان کی پھپھی زاد ہو نہ جو سب پتا ہے۔حقیقت یہی ہے جو میں نے کہا ہے۔وہ پارلر والی سکینہ یاد ہے۔ایسا شلجم جیسا گورا چٹا میاں تھا اس کا۔ایک سال تو اتراتی پھرتی تھی اور اب

اس کے رونے ختم نہیں ہوتے۔میاں لڑکیوں سے باتیں کرتا ہے چھپ چھپ کر۔پرسوں اپنے دکھڑے سناتے سناتے میری بھنویں خراب کر دیں منحوس ماری نے۔"

وہ بات کرتے ہوئے اب شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور چہرے کو شیشے کے قریب کئے اپنی بھنوؤں کو جانچنے لگی۔

" ندرت۔۔ندرت۔۔۔اوپر آؤ۔۔فوراً۔"یہ چیختی چلاتی پکار راضیہ کی تھی۔ندرت جو بڑے مزے سے گاؤ تکیے پر بازو رکھے ایک کروٹ لیٹی تھی اچھل کر سیدھی ہوئی۔

" اوہ امی بلا رہی ہیں۔میں تو جاؤں نہیں تو شامت آ جائے گی۔"

وہ عجلت بھرے انداز میں پلنگ کے نیچے رکھے سلیپر پیروں میں اڑسنے لگی۔

"ارے رکو تو۔میری تو سفارش کر کے جاؤ امی سے۔"

ضحیٰ نے لپک کر اس کا بازو تھام لیا۔لہجہ ملتجی تھا۔

"کیسی سفارش ؟ "

" ارے سمجھو نہ جاؤ میری پیاری بہن۔امی کو سمجھاو۔تائی ایسے رشتے نہیں ہوتے اور ضحیٰ کو وہ لڑکا پسند ہے۔"

"پاگل تم ہو میں نہیں۔بنا دیکھے ہی نہیں پسند ہے۔واہ۔تائی امی پوچھیں گی نہیں کیا کہ کہاں دیکھا اس نے اس لڑکے کو جو نہیں پسند اور جو وجوہات تم بتا رہی ہو وہ سراسر بے بیناد ہیں۔میں تو کہتی ہوں۔چلی جاؤ شادی پر وہاں دیکھ کر ریجیکٹ کر دینا۔"

" اگر وہاں بات بگڑ گئی تو ؟ " اس نے خائف زدہ لہجے میں خدشہ ظاہر کیا۔

" ارے کیوں بگڑے گی۔ تمہیں کیوں ساتھ لے جا رہے ہیں اسی لئے نہ کہ تم لڑکے کو دیکھ لو ، پسند کر لو۔"

"تم چلو نہ ساتھ۔"لاڈ سے التجا کی۔

" میں کیسے جا سکتی ہوں۔ تمھاری بہن کی نند کی شادی ہے۔ہم لوگ تھوڑی انوائیٹڈ ہیں۔"ندرت نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

" جیسے دادو جا رہی ہیں تم بھی چلو ؟ "

" ہاں چل ہی نہ پڑوں۔ ہٹلر کی ایک بہن اوپر بھی ہیں تمھاری چچی اور میری امی۔اچھا میں چلتی ہوں ۔آل ٹائم وٹس ایپ پر میرے ساتھ ساتھ رہنا پہلے ہی پتا نہیں کیسے اتنے دن رہوں گی تمھارے بغیر ۔"

"رہ لو گی۔رہ لو گی زیادہ مسکے مت لگاؤ مجھے۔سب جانتی ہوں۔وہ ہیں نہ تمھارے فیصل تمھارا دل لگانے کو۔"

ضحیٰ نے نروٹھے پن سے کہا۔ندرت اچھل ہی تو گئی۔

" ششش کمینی آہستہ کوئی سن لے گا۔"

اس کے لمبے ناخن ضحیٰ کے بازو میں ایسے گڑے کے اس نے جھنجلا کر بازو چھڑوایا۔فیصل ندرت کی اس خالہ کا بیٹا تھا جس سے ان کی امی جان یعنی کے بشریٰ صاحبہ کی بالکل نہیں نبھتی تھی۔دونوں بہنوں میں بچپن سے ہی ایسا بیر تھا کہ اب تک ختم نہ ہوا۔قدرت تو ہمیشہ محبت میں کڑا امتحان لیتی ہے۔اپنی اپنی ماؤں کی شدید نفرت کو جانتے ہوئے بھی فیصل اور ندرت کو ایک دوسرے سے دھواں

دھار قسم کا عشق تھا جس کی ایک واحد رازدار وہ تھی۔یعنی کہ مس ضحیٰ آفتاب اور اسی لئے اب ضحی کے یوں سرے عام فیصل کا نام لینے پر ندرت اچھل پڑی تھی۔

" توبہ ہے تمھاری تو۔ارے بھئ عشق کیا تو ڈرنا کیا۔ویسے تو اس عشق اور عاشقی کا مجھ سے کوئی خاص ہی بیر ہے لیکن اگر میں تمھاری جگہ میں ہوتی نہ تو۔۔۔"

وہ اپنی جون میں بولنا شروع ہو چکی تھی۔ندرت نے بیزار صورت بنائی۔

" تمھاری پٹر پٹر بند نہیں ہو گی مجھے امی کی ڈانٹ سننی پڑ جائے گی جا رہی ہوں میں۔"

ندرت تیزی سے دروازے کی طرف لپکی۔

" ارے سنو تو۔۔۔"

" نہیں اب وٹس ایپ پر۔۔۔"

وہ ضحیٰ کی پکار کا اونچی آواز میں جواب دیتی لاؤنج سے باہر نکل کر تھپ تھپ اوپری زینہ چڑھ گئی۔

" لو۔چلی گئی۔یہ تو بتا دیتی کونسا ڈریس کونسے فکشن پر پہنوں۔"ضحیٰ نے لبوں کو گولائی میں سکیڑتے ہوئے پلنگ پر ڈھیر کپڑوں کو دیکھا۔

" یہ گوٹے کے کام والا ہے۔یہ مہندی پر۔۔۔نہیں نہیں مہندی پر فراک اچھی لگے گی۔"

وہ اب کھڑی کپڑوں سے الجھ رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

اس نے اپنے سامنے کھڑے زین کے بلند و بانگ قہقہے پر بیزار شکل بنا کر سگریٹ کو فرش پر پھینکا اور پاؤں سے مسل دیا۔رات کی خاموشی اور چھت کے سناٹے میں زین کا پھٹے ڈھول جیسا قہقہ عجیب وحشت طاری کر رہا تھا۔وہ اب لب بھینچے بدمزہ صورت بنائے اُس کو دیکھ رہا تھا۔

کیف۔۔۔یہ ہے کیف امان۔دو بہنوں کا اکلوتا بھائی۔پہلے امان احمد اکلوتے تھے اور ان کے بعد وہ اب ان کا اکلوتا سپوت تھا۔اُن کی امیدوں کا مرکز اور اکلوتا وارث اور یہ اُس کے سامنے پوری بتیسی نکالے کھڑا۔زین۔۔۔زین عابد۔کیف کا دوست، مطلب وہ چڈی یار والا دوست۔

"بہت منحوس لگ رہے ہو ہنسنا بند کر دو اب۔"کیف نے دانت پیستے ہوئے اس کے مسلسل ہنسنے پر اپنی رائے کا اظہار کیا لیکن مجال ہے جو زین پر کوئی اثر ہوا ہو۔

وہ اب غصے سے اسے گھور رہا تھا جو اس کی پریشانی سن کر بس ہنسنے پر اکتفا کر رہا تھا۔وہ جرمنی میں پاکستانی بنک کی شاخ میں ملازم تھا اور اب پورے دو سال بعد لمبی چھٹی پر گھر آیا تھا اور اس دفعہ گھر والے دن کے چوبیس گھنٹوں میں سے ساڑھے تیرہ گھنٹے اس کی شادی کو لے کر بحث کرتے رہتے تھے۔وہ اس دفعہ ہر حال میں اس کے ہاتھ پیلے مطلب اس کے ہاتھوں کو ہتھکڑی لگانا چاہتے تھے۔
شمائلہ بیگم اپنے بیٹے کے شایان شان بہو لانا چاہتی تھی اور اسی سلسلے میں اسے ایک عدد حسین لڑکی سے ملوانے کی تیاری زور و شور پر تھی۔یہاں تک تو سب ٹھیک تھا۔لڑکی دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں تھا لیکن یہ کیا اُس لڑکی کو دیکھنے کے لئے اُسے ایک شادی میں پورے پانچ دن کی شرکت کرنی تھی اور سب سے تکلیف دہ بات یہ کہ وہ شادی فیصل آباد میں تھی۔بات لاہور کی ہوتی تو بھی ٹھیک تھا کم از کم وہاں اس کے یونیورسٹی فیلو تو تھے اب فیصل آباد جیسے شہر میں فیملی کے ساتھ پورے پانچ دن بندھے رہنے کی تُک اسے ہضم نہیں ہو رہی تھی۔اس نے زین کو اپنی پریشانی بتانے کے لئے گھر بلایا تھا اور وہ بجائے کوئی حل نکالنے کے مزے سے بتیس کے بتیس دانت نکالے ہنس رہا تھا۔

"ہنسنا بند کرو گے کہ اب ایک تھپڑ رسید کروں تمہیں۔"کیف نے اب کی بار جھنجلا کر کہا۔

"تم ایسی شکل بنا کر کھڑے ہو گے تو اور کیا کروں گا۔ ارے بھئی ایسی فلمی سچویشن میں تمہیں یوں پریشان ہونے کے بجائے انجوائے کرنا چاہیے۔ دل والے دلہنیا لے جائیں گے جیسا منظر ہو گا۔ فیصل آباد کے لہلہاتے کھیت اور سمرن جیسی لڑکی اور وہ گانا۔ تجھے دیکھا تو یہ جانا صنم۔ م۔ م۔۔ سدرہ، رابعہ، ثنا، عنم کے پیچھے فضول میں خوار ہوئے ہم۔۔۔۔"

"بکواس بند کر۔ اپنی بھی میری لسٹ میں شامل کر رہا ہے۔ تجھے پتا ہے مصیبت کس بات کی ہے۔ خالص عورتوں والا ماحول ہوتا ہے شادی کے گھر میں اور ہمارے فیصل آباد کے رشتہ داروں سے میں کوئی دس بارہ سال بعد ملنے جا رہا ہوں۔ بچپن میں جایا کرتے تھے مجھے اچھے سے یاد ہے ایسی درگت بناتے ہیں وہاں کے لوگ۔ سیدھی بات کرو جواب اُلٹا۔"

"ہاں ویری جگت باز پیوپل آں۔"

زین نے انگلی کو ہوا میں جھلاتے ہوئے تائید کی۔

"ایسے ویسے۔ اٹھتے بیٹھتے بس ایک ہی کام ہے سب کو۔ میری پریشانی کی بڑی وجہ اس شہر میں پانچ دن رہنا ہے۔ یہ شادی اور فیملی ساتھ نہ ہوتی تو لڑکی کا چکر نمٹا کر آرام سے لاہور نکل جاتا۔"

اس نے تاسف سے سر جھکایا۔

"تو اب بھی کیا مشکل ہے۔ لڑکی دیکھنا اور آنکھ بچا کر نکل جانا لاہور۔" زین نے چٹکی بجا کر حل پیش کیا۔

"نہیں یار تو نہیں سمجھے گا۔ وہاں کوئی شادی ختم ہونے سے پہلے جانے نہیں دے گا۔ پھپھی، خالہ، مالہ، ممامموں، شاموں پتا نہیں کون کون سے رشتے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ خیر سے امی کی خالہ زاد کی

لاسٹ والی بیٹی کی شادی ہے تو اس نے پورا خاندان مدعو کیا ہے۔مجھے تو سب سے تعارف میں ہی بدہضمی ہو جائے گی۔"کیف نے بدمزہ چہرہ بنا کر اصل پریشانی بیان کی۔

"ہاں یہ تو فیکٹ ہے پر میں اس میں تمھاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"زین نے ہاتھ کھڑے کئے۔

"تم سے مدد مانگی کس نے ہے۔"کیف نے ناک بھینچی۔

"تو تب سے رو کیوں رہا ہے میرے سامنے۔"

"کمینے اپنی پریشانی شئیر کر رہا ہوں بس اور تو تب سے کیا کر رہا بجائے کوئی حل بتانے کے منہ پھاڑ کر ہنسے جا رہا ہے۔"

"تو اور کیا کروں بھائی۔اب یہ تمھارا خالص فیملی میٹر ہے۔"زین نے کندھے اچکائے۔

"کچھ نہ کر یہاں سے دفعہ ہو جا۔"اس نے جھنجلا کر چھت کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں بس یہی سننا باقی تھا۔او بھئ ابھی تو اسے صرف دیکھنے جا رہا ہے۔"زین نے ہاتھ نچا کر جتایا۔

"تو جا رہا ہے یا دھکے مار کے نکالوں۔"کیف نے آگے بڑھتے ہوئے دھمکی دی تو وہ جلدی سے دو قدم پیچھے ہوا۔

"جا رہا ہوں۔جا رہوں۔تمھارا زور نہ صرف مجھ معصوم پر چلتا ہے۔بھلائی کا زمانہ ہی نہیں رہا۔" شرٹ کے کالر کو درست کرتا وہ نروٹھے پن سے آگے بڑھا اور پھر ایک دم پلٹا۔

"ایک سگریٹ تو دے۔دوکانیں بند ہو گئ ہوں گی۔"

کیف نے آبروُ اچکائے۔

"کیمنگی ختم ہے تم پر ویسے۔کھلُی بھی ہوتیں تب بھی مانگتا۔"

کیف نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور سگریٹ کا پیکٹ باہر نکالا۔

"اڑا لے بچو میری غربت کا مذاق۔ان شاءاللہ میری بھی جاب لگتے ہی۔۔۔۔"

زین نے سگریٹ منہ میں دباتے ہی تڑی لگائی۔

"او پلیز جا یار۔سونا ہے مجھے۔صبح سات بجے کی ٹرین ہے۔"

"ہاں جا رہا ہوں۔نیند پوری کر چہرے پر روپ آئے گا۔اللہ حافظ۔"

وہ جاتے جاتے مفید مشورہ دے گیا تھا جبکہ وہ اب کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔جانا تو ہر حال میں تھا بس الجھن وہاں کے ماحول سے اور اتنے دن کے قیام سے تھی۔

☆☆☆☆

حفصہ جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوئی سامنے بیڈ کا منظر دیکھ کر آنکھیں غصے سے سُکڑ گئیں۔ضحیٰ سکون سے اس کے بیڈ پر ٹانگیں پسارے لیٹی تھی۔کانوں میں ہینڈ فری گھسا رکھی تھی اور ہاتھ میں موبائل تھا۔ان لوگوں کو لاہور سے فیصل آباد پہنچے پانچ گھنٹے ہو چکے تھے اور وہ تب سے اس کے کمرے میں بند موبائل سے چپکی تھی۔

حفصہ نے اس کے استری شدہ کپڑے جو اس کے بازؤ پر لٹک رہے تھے ایک طرف رکھے اور تیوری چڑھائے اس کے سر پر آ کھڑی ہوئی۔کیف کی فیملی اسٹیشن پر پہنچ چکی تھی اور شعیب اب اُن لوگوں کو لینے گیا تھا۔

"اٹھ جاؤ اب کیا منہ پھاڑ سر جھاڑ لیٹی ہوئی ہو۔شعیب لینے گئے ہیں وہ لوگ پہنچ گئے ہیں اسٹیشن پر۔"

حفصہ نے متوجہ کرنے کے لئے غصے سے اس کا بازؤ ہلایا۔

" تو ؟ "

کانوں میں ہینڈ فری ہونے کے باعث وہ قدرے اونچی آواز میں بولی تھی۔

" تو کیا اٹھ کر تھوڑا تیار شیار ہو جاؤ بیوقوف لڑکی۔ فرسٹ امپریشن از اے لاسٹ امپریشن۔" حفصہ نے انگلی تانے تنبیہہ کے انداز میں کہا۔

" نو فرسٹ امپریشن از اے لیسٹ امپریشن۔"

پر سکون لہجے میں تصیح کی۔ وہ تاہنوز اسی حالت میں لیٹی تھی۔

" سب کے دماغ نہ تمھاری طرح الٹے نہیں ہوتے۔ کپڑے استری کروا دیے ہے میں نے۔ اٹھا جا اب میری ماں۔ں۔ں۔ں "

" ماں تو تم لگ رہی ہو میری اس وقت۔ جس نے پسند کرنا ہے اسی حلیے میں کرے نہ ویسے بھی مجھے رات کے فنکشن سے پہلے تیار نہیں ہونا۔ کون بار بار میک اپ کرے پھر اتارے پھر کرے۔ بھئ پمپل نکل آتے ہیں اور میرا تو فاؤنڈیشن بھی آخری سانسوں پر ہے بس یہ تین فنکشن بڑی مشکل سے نمٹائے گا "

" تو میک اپ کرنے کو کون کہہ رہا ہے۔ چہرہ دھو لو۔ کنگھی کر لو۔ جب سے آئی ہو بس پوستیوں کی طرح لیٹی ہو اور کان کھول کر سن لو میرے ساتھ کام شام میں ہاتھ بٹاتی رہنا۔" آخری جملہ حفصہ نے گھورتے ہوئے تحکم میں ادا کیا۔

وہ ایک جھٹکے سے بیڈ سے ٹیک ہٹا کر سیدھی ہوئی تھی۔ چہرے کے تیور اور بدمزہ ہو گئے تھے۔

" چلو۔۔۔اب یہ ہاتھ بٹانے والا کیا سین ہے۔اچھے سے جانتی ہو مجھے تمھاری ساس کی گھوری سے کتنا ڈر لگتا ہے۔بنتا کام بھی بگڑ جاتا ہے۔یاد نہیں جب وہ میرے ہاتھ سے گر کر پلیٹ ٹوٹی تھی۔ تمھاری ساس کا بس نہیں چل رہا تھا سٹرا لگا کر میرا سارا خون چوس جاتی۔"

حفصہ نے خائف نظروں سے دروازے کی طرف دیکھا۔

"آہستہ بات کرو۔ہر وقت ٹر ٹر اور سین یہ ہے کہ کیف کے رشتے کے چند اور امید وار نکل آئے ہیں۔تم آگے آگے رہو گی تو ان کی نظروں میں رہو گی۔"

حفصہ کے جواب پر اس کے چہرے کے تیور مزید بگڑ گئے۔

"کیا۔۔۔عجیب ہے سب یہاں۔مطلب کیف نہ ہو گیا کوئی ٹرافی ہو گئی۔میں بتا رہی ہوں میں ایسا کوئی نمبر شمبر بنانے والا کام نہیں کروں گی۔آیا بڑا مجھے سلیکٹ کرنے والا۔میں سلیکٹ یا ریجیکٹ کرنے آئی ہوں۔"اس نے گردن اکڑائی اور چھوٹی سی ناک غرور سے چڑھائی۔

" زیادہ اترانے کی ضرورت نہیں ہے۔اتنا اچھا رشتہ روز روز نہیں ملتا۔"

حفصہ نے خشمگیں نگاہوں سے گھورا۔

" حفصہ۔۔۔ضحیٰ۔۔۔کہاں ہو دونوں ؟" ثریا بیگم کی ہانک پر وہ چھلانگ لگانے جیسے انداز میں بیڈ سے اتری۔

" لو آ گئیں اصل والی ماں اب تو اٹھنا ہی پڑے گا۔"

کپڑوں کے شکن درست کرتی وہ اپنے استری شدہ کپڑوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔

" تم تیار نہیں ہوئی ابھی تک ؟ عجیب نمونہ لڑکی ہے۔اتنا ستاتی ہے کہ خدا کی پناہ۔"ثریا کی کرخت آواز اسے اپنے عقب سے سنائی دی۔وہ کمرے میں آ چکی تھیں۔

گود میں حفصہ کے چھوٹے بیٹے کو اٹھائے وہ اُسے خونخوار نگاہوں سے گھور رہی تھیں جو بکھرے بال اور الجھے حلیے میں کھڑی تھی۔

" اچھا بس بس جا رہی ہوں تیار ہونے۔۔۔"اس سے پہلے کہ ثریا بیگم اسے مزید ڈانٹتیں اس نے ہاتھ اٹھا کر تنبیہہ کیا اور پھر منہ بسور کر جوڑا دیکھنے لگی۔کتھیے رنگ کا کھدر کا جوڑا حفصہ نے اپنی پسند سے استری کیا تھا جس کی قمیض گھٹنوں سے لمبی اور کیپری ٹخنوں سے نیچے آتا تھا۔

" ہاں ایک بات بتا دوں مجھے پسند نہ آیا تو صاف انکار ہے۔"

اس نے کپڑوں سے نگاہ اٹھائے جیسے دونوں کو دھمکی دی۔ثریا بیگم کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا۔

" دیکھا۔۔۔دیکھا۔۔۔ایسے خون پیتی ہے یہ لڑکی میرا۔"

انہوں نے بے بسی سے حفصہ کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا دکھڑا رویا۔

" یہ الفاظ لڑکے والوں کے سامنے مت کہہ دیجیے گا۔خون چڑیلیں پیتی ہیں۔اب وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو چڑیل سے تو ہرگز نہیں بیاہیں گے۔"

وہ مزے سے جواب دے رہی تھی۔ثریا نے سر پیٹ لیا اور پھر بیچارگی سے حفصہ کی طرف دیکھا۔

" سر درد کی کوئی گولی ہے۔"

☆☆☆☆☆

" فیصل آباد تو کافی ڈیولپ ہو گیا ہے۔"

کیف نے کھڑکی سے باہر نگاہ جمائے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شعیب کو مخاطب کیا۔وہ شمائلہ اور دادی کے ساتھ گاڑی کی پچھلی نشست پر بیٹھا تھا جبکہ امان احمد شعیب کے ساتھ اگلی نشست پر تھے۔گاڑی اسٹیشن سے نکل کر اب گھر کی طرف رواں دواں تھی۔

"ہاں تو بیک ورڈ کب تھا؟ بس آس پاس گاؤں زیادہ تھے۔"

شعیب نے مبہم مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"ہوں۔"اس نے سر اثبات میں ہلا کر ہنکارا بھرا۔

"لگتا ہے بہت عرصے بعد فیصل آباد آئے ہو۔تم تو ویسے لاہور یونیورسٹی میں ہی پڑھتے تھے نہ کبھی چکر نہیں لگایا فیصل آباد کا۔اتنا نزدیک تو ہے۔"شعیب نے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں شعیب بھائی کبھی موقع ہی نہیں ملا۔"وہ باہر دیکھتے ہوئے جواب دے رہا تھا جہاں کشادہ جدید سڑکیں کہیں سے بھی کسی بیک ورڈ شہر کی نہیں لگ رہی تھیں۔

"اچھا اچھا۔اب تو موٹر وے نے راستہ اور کم کر دیا تھا۔بس یوں سمجھو یہ لاہور کے ساتھ جڑ ہی گیا ہے۔"

"اوہ واہ۔"

اس نے ستائیشی انداز میں لب نکال کر کندھے اچکائے۔

"خالو آپ لوگ ٹرین سے کیوں آئے ہیں۔اسلام آباد کا بھی تو بہت کم فاصلہ ہے۔گاڑی پر آتے تو۔" شعیب اب امان احمد سے مخاطب تھا۔

"بس بیٹا اب لمبی ڈرائیو ہوتی نہیں مجھ سے۔"

امان احمد نے گہری سانس بھرتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیف کو دیتے نہ گاڑی۔"

"میں نے تو بہت کہا تھا۔حوصلہ نہیں پڑتا ان کا۔گاڑی بہت لاڈلی ہے ان کی۔"

امان احمد کے بجائے کیف نے استہزائیہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے جواب دیا۔اس نے بہت کہا تھا وہ اُن کو بائے روڈ لے چلتا ہے۔لیکن مجال ہو جو امان احمد رضامند ہوئے ہوں۔

"اب ایسی بھی بات نہیں برخوردار۔گاڑی کی حالت بھی اچھی نہیں ہے اور دوسرا امی سے کہاں بیٹھ کر سفر ہوتا ہے۔"امان احمد نے فوراً جوابی وار کیا۔

"جی جانتا ہوں۔"

کیف نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بس اتنا جواب دینے پر اکتفا کیا اور ایک نظر نڈھال سی دادی پر ڈال کر پھر سے کھڑکی کے پار دیکھنے لگا۔

"اور کیف جرمنی کیسا ہے ؟ جاب ٹھیک چل رہی ہے۔"

گاڑی کے گرم ہوتے ماحول کے پیش نظر شعیب نے موضوع بدلنے کی خاطر پھر سے اسے مخاطب کیا

۔

"جی ماشااللہ سب سیٹ ہے۔"

وہ زبردستی مسکرا کر متوجہ ہوا۔گاڑی اب ایک پوش علاقے میں داخل ہو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

"وہ دیکھو سیاہ لیدر جیکٹ والا۔"

حفصہ نے اس کے کندھے کو ہلکا سا ٹہوکا اور کان میں سرگوشی کی۔آنے والے چار مہمانوں میں دو عورتیں اور دو مرد تھے جس میں سے جوان وہی تھا تو مطلب حفصہ کو بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس وقت لاؤنج میں جھمگٹا لگا تھا۔کل شام کو مہندی تھی تو دور دراز کے مہمان پہنچ چکے تھے۔وہ صوفے کے پیچھے حفصہ کی تاکید پر سلیقے سے سر پر دوپٹہ جمائے کھڑی تھی۔

محترم پیٹھ موڑے کسی سے بغل گیر تھے اور وہ اب اُس کے پلٹنے کی منتظر تھی اور پھراس نے رخ پھیرا۔

"کیف امان۔۔۔۔"

اس کی آنکھیں پھیل گئی تھیں اور دوسری طرف وہ بھی ٹھٹک کر منجمند ہوا اور پھر چند سیکنڈ کے توقف سے لبوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔

"بٹر سکاچ !"

تین سال پہلے کے تمام منظر ایک فلم کی طرح ذہن کے پردے پر گھوم گئے۔وہ بادل نخواستہ پلٹی۔ گال اور کان تپنے جیسا احساس اچھی طرح محسوس ہو رہا تھا۔سب مہمانوں کے جھرمٹ میں سے گزرتے ہوئے بھی وہ کیف امان کی نگاہوں کو خود پر محسوس کر سکتی تھی۔

تیز تیز ڈگ بھرتی لاؤنج سے نکل کر سیڑھیاں پھلانگتی ایک سکینڈ میں وہ حفصہ کے کمرے میں کھڑی تھی۔سانس اتنا تیز چلنے پر بری طرح پھولا ہوا تھا۔

اسے وہاں سے جاتے ہوئے حفصہ دیکھ چکی تھی اور اس کے اندازے کے عین مطابق پورے تین سکینڈ کے بعد وہ بھی کمرے میں داخل ہوئی۔

" تم یہاں کیوں چلی آئی۔خود تو پاگل ہو اب ہمیں بھی پاگل کرنے پر تلی ہوئی ہو۔"وہ دانت پیستے ہوئے آگے بڑھی۔

" پاگل نہیں ہوں اسی لئے اندر چلی آئی۔مجھے اس لوفر لفنگے سے ہر گز شادی نہیں کرنی۔"بنا کسی تمہید کے بم بلاسٹ کیا۔

" ارے ارے دماغ درست ہے تمھارا ؟ کس کو لوفر لفنگا کہہ رہی ہو۔"

" ہاں بالکل درست ہے اسی لئے یہ سب کہہ رہی ہوں اور تو اور مجھے دیکھ کر اُس کیف کا دماغ بھی درست ہو گیا ہو گا۔"سلگ کر جواب دیا۔

"کیا الٹا سیدھا بولے جا رہی ہو صاف صاف بتاؤ۔"حفصہ جو تب سے کچھ سمجھنے کی کوشش میں تھی جھنجھلا کر مستفسر ہوئی۔

" صاف صاف یہ کہ موصوف کو میں جانتی ہوں۔ایک نمبر کا لُچا انسان ہے۔یونیورسٹی میں ہمارے سنئیر تھے جناب اور وہ کونسی لڑکی نہیں ہو گی جو ان پر نہیں مرتی تھی اور یہ جناب۔ب۔ب۔ ان کے تو کام ہی نرالے تھے۔پورے چھ ماہ میرے پیچھے بھی جوتے چٹخائے اور جب میں نے گھاس نہیں ڈالی تو میرے ہی گروپ کی لڑکی رابعہ کے ساتھ عشق معاشقہ چلا لیا۔"

وہ تو پھٹ پڑی تھی۔اُس کی اس گوہر افشانیوں پر سامنے کھڑی حفصہ کا تو حیرت سے منہ ہی کُھل گیا۔

" منہ بند کر لو مکھی چلی جائے گی۔ویسے بھی آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگلی جا سکتی۔"
حفصہ نے فوراً منہ بند کیا جبکہ آنکھوں میں حیرت کا سمندر اب بھی ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔وہ اب صرف گہرے گہرے سانس لے رہی تھی جیسے برسوں کا غصہ ضبط کر رہی ہو۔چند منٹ گہری تاسف میں لپٹی خاموشی کے بعد حفصہ کی آواز سنائی دی۔
" ویسے ایک بات کہوں ایسی بھی کوئی معیوب بات نہیں ہے یہ۔ سبھی لڑکے کالج ، یونیورسٹی لائف میں ایسے ہی کرتے ہیں۔اکثر لڑکوں کے شادی سے پہلے کتنے کتنے چکر ہوتے ہیں۔اب تمھارے شعیب بھائی تو خود مجھے ہنس ہنس کر اپنے کالج اور یونیورسٹی کے قصے سنا رہے ہوتے ہیں۔"
حفصہ نے تو جیسے جلتی پر تیل چھڑک دیا تھا۔وہ بھُنا کر چند قدم آگے ہوئی۔
"کیا۔۔۔کیا۔کیا۔۔تو تم وہ سب سن لیتی ہو آرام سے؟ "
" تو پاگل وہ تو بس وقت گزاری ہوتی تھی۔اصل محبت تو ہر مرد اپنی بیوی سے ہی کرتا ہے۔"
" ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ۔۔۔یہ ہی وقت گزاری اگر ہم لڑکیوں نے کی ہو تو۔پھر کیا کہتے ہیں یہ مرد حضرات کہ جی لڑکی کا کریکٹر اچھا نہیں تھا۔لڑکی کا ماضی داغ دار ہے۔یہ۔۔وہ۔۔بلا بلا۔۔۔"
ایک تو اس کے انوکھے دلائل۔حفصہ جو کچھ کہنے ہی جا رہی تھی ایک دم چپ ہوئی۔
" اور تمھاری بہت مہربانی ہے۔تم یہ مجھے حاتم طائی اور مدر ٹریسا بننے کے مشورے نہ ہی دو تو اچھا ہے۔"دونوں ہاتھ جوڑے۔

" تم نے شعیب بھائی کی ساری بے غیرتیاں اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھی ہوں گی۔میں نے ان صاحب کے سارے لوفری کی ریکارڈ اپنی آنکھوں سے دیکھ رکھے ہیں۔میں اس جیسے شخص سے شادی کرنا تو دور ان جیسوں کے بارے میں سوچنا بھی پسند نہیں کرتی۔"

ایک جھٹکے میں بات ختم کئے اب بازو سینے پر لپیٹے پر عزم کھڑی تھی۔حفصہ دم بخود اسے دیکھ رہی تھی۔

" میری طرف سے صاف انکار ہے۔جاؤ جا کر امی اور ابو کو بتا دو۔"چہرے کا رُخ موڑ کر دو ٹوک فیصلہ سنایا۔

اگلے کچھ سکینڈ تک دوسری طرف سے کوئی بھی پیش رفت نہ ہونے پر اس نے سراسیمگی میں حفصہ کی طرف رُخ موڑا جو بیچارگی کے تمام ریکارڈ توڑے رونی صورت بنائے کھڑی تھی۔

" اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو مسکین صورت بنا کر ؟ پلیز۔ز۔ز۔مجھ سے کسی بھی قسم کی کوئی قربانی کی توقع مت رکھنا۔میں سب برداشت کر سکتی ہوں مگر اپنی زندگی میں آنے والا واحد مرد لوز کریکٹر برداشت نہیں کر سکتی۔"ہاتھ کو ہوا میں پھیرتے ہوئے قطعیت سے کہا اور سختی سے لب بھینچ لئے۔

" ضحیٰ دیکھو میرے سسرال کا معاملہ ہے۔تم ایسے اس سے ملے بنا انکار کرو گی اور یہ وجہ بتاؤ گی تو بلاوجہ کا تماشہ بنے گا۔تم اس سے ایک دفعہ چپ چاپ مل لو پھر بے شک انکار کر دینا۔پلیززز میری خاطر۔"

" پر۔۔۔"

"پر وررر کچھ نہیں۔پلیز میرے لئے۔بہن ہو نہ میری۔ایسے تماشہ کھڑا ہو گا تو۔تمہیں پتا ہے نہ میری ساس کیسی ہیں۔اب چلو باہر خاموشی سے سب سے ملو۔"حفصہ نے ملتجی لہجے میں گزارش کی۔
وہ یونہی چہرے پر سلوٹیں ڈالے کھڑی اسے گھور رہی تھی اور پھر حفصہ کی مسکین صورت پر رحم آ گیا۔وہ ٹھیک کہہ رہی تھی۔اس کی ساس نے تو ویسے بھی ہٹلر پن کے ریکارڈ توڑ رکھے تھے اور اب اگر وہ ایسا کچھ کرتی تو یہ معاملہ بھی ساری عمر کے لئے حفصہ کے کھاتے میں لکھ دیا جاتا۔
"چلو نہ۔۔کیا سوچ رہی ہو۔۔۔چلو سب انتظار کر رہے ہیں۔۔"حفصہ نے اس کا بازو تھام کر دروازے کی طرف گھسیٹا۔
"رکو۔۔۔یہ یاد رکھنا میں یہ سب صرف تمھارے لئے کر رہی ہوں۔"وہ ایک دم سے رک کر انگشت دکھاتے ہوئے اسے باور کروا رہی تھی۔
"ہاں بابا سب پتا ہے۔اب چلو۔و۔و۔۔۔"وہ تقریباً دھکا دیتی ہوئی اسے کمرے سے باہر لے جا رہی تھی۔
☆☆☆☆☆
"یہ ضحیٰ ہے میری چھوٹی بیٹی۔"
ثریا نے اسے بازو سے تھام کر آگے کرتے ہوئے تعارف کروایا اور سامنے کھڑی خاتون تو جیسے اس دیکھ کر مبہوت ہو گئ اور پھر والہانہ پن سے اپنی نشست پر سے اٹھی۔
"ماشااللہ۔۔۔ماشااللہ۔بیٹے میرے پاس آ کر بیٹھو۔"
محبت سے اس کا بازو تھامے اپنے پاس صوفے پر بیٹھنے کی پیش کش کی۔لاؤنج میں اب پہلے سے رش قدرے کم تھا مگر وہ چاروں مہمان ، حفصہ کی ساس ، شعیب ، آفتاب ثریا اور دادؤ اب بھی وہیں تھے

اور کیف کو تو جیسے کسی سانپ نے سونگھ لیا تھا ہونق بنا اس کے بالکل سامنے والے صوفے پر بیٹھا تھا۔

وہ اب صوفے پر دو خواتین کے درمیان میں سینڈوچ بنی بیٹھی تھی۔ایک کیف کی والدہ ماجدہ شمائلہ بیگم تھیں اور دوسری ضعیف خاتون غالباً اُس کی دادی تھیں۔

شمائلہ تو اُسے ایسی محبت لٹاتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں جیسے بس نہیں چل رہا ہو کہ اس کے واری صدقے چلی جاتیں۔ حسین تو وہ تھی ہی مگر اس وقت کتھئی رنگ کے جوڑے میں اس کا دمکتا روپ غضب ڈھا رہا تھا۔

" کیسی ہو بیٹا ؟ " شمائلہ نے دو انگلیوں میں اس کی ٹھوڑی تھام کر والہانہ لہجے میں پوچھا۔

" جی ٹھیک۔۔۔"ضحیٰ نے بمشکل گھٹی آواز میں جواب دیا۔

" ماشااللہ بیٹے آپ تو بہت پیاری ہو میری سوچ سے بھی کہیں زیادہ۔"شمائلہ نے فرط جذبات میں اس کے گداز سفید ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

ضحیٰ نے پہلو بدل کر سامنے کھڑی حفصہ کو گھورا جو اب بھی مسکین صورت بنائے آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کے منت سماجت کر رہی تھی۔

"امی جی۔۔۔یہ ہے ضحیٰ۔۔۔"شمائلہ نے اونچی آواز میں اس کے بائیں طرف بیٹھی ضعیف خاتون سے اس کا تعارف کروایا۔شاید وہ اونچا سنتی تھیں۔

" ہیں۔ں۔۔ں۔کیا کہا " دادی نے کان پر ہاتھ رکھے مستفسرانہ اس سے بھی اونچی آواز میں ہیں کہا۔

" ارے دادی میں کہہ رہی ہوں۔یہ ہے وہ لڑکی ضحی۔ی۔ی۔"شمائلہ نے آواز کا درجہ اور بڑھایا تو وہ سٹپٹا گئی کیونکہ دادی کا تو پتا نہیں کہ انہیں سنائی دیا ہو گا یا نہیں البتہ اس کے کان کے پردے ضرور سن ہو گئے تھے۔

ضو۔۔۔و حا۔۔"دادی نے با آواز بلند اس کا نام بگاڑا۔

" ارے نہیں امی جی ضحیٰ۔ی۔ی۔"

اس کے کانوں میں سائیں سائیں ہونے لگی۔

" اچھا اچھا سو ہا۔اپنے کیفی کی دلہن۔۔۔"

دادی نے اسکا چہرہ دونوں اطرف سے اپنی بوڑھی ہتھیلوں میں دوبوچ کر کہا تو وہ گڑبڑا گئی۔چاروں طرف سے قہقوں کی آواز گونج اُٹھی۔

ضحیٰ نے ناک پھلا کر حفصہ کو گھورا جو آنکھیں باہر نکالے چپ رہنے کا اشارہ کرنے لگی۔اس نے ضبط کرتے ہوئے سانس اندر انڈیلی۔

" ہاں جی کیوں نہیں ان شا اللہ۔اللہ زبان مبارک کرے آپ کی۔اپنے کیفی کی ہی دلہن بنے گی۔ دیکھیں بتائیں کیسی لگی آپکو۔"شمائلہ نے آواز اور اونچی کی۔

اُسے لگا اب اگر مزید ان کی گفتگو جاری رہی تو وہ ضرور اپنی قوت سماعت کھو بیٹھے گی مگر حفصہ کی مسکین صورت اور آنکھوں کے اشارے اسے کسی بھی قسم کی پیش قدمی سے روک رہے تھے۔

" ماں صدقے۔۔۔بو۔۔ت۔ت۔ت سونی کُڑی اے۔چن دا ٹوٹا پورا۔میرے کیفی واسطے ہی بنی اے۔"دادی نے اس کے سر پر اس زور کا پیار دیا کہ نہ صرف سر سے دوپٹہ اتر گیا بلکہ بال بھی بکھر کر چہرے پر الجھی لٹیں پھیلا گئے۔

اس نے دوپٹہ درست کرنے کے لئے جیسے ہی نگاہیں اٹھائیں تو سامنے بیٹھے کیف کی نگاہوں سے جا ملیں۔وہ دم سادھے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ضحیٰ نے فوراً سپاٹ چہرہ بنا کر نظروں کا ارتکاز بدلہ۔

" لو جی امی جان نے تو اپنی پوت بہو اپروو کر دی۔"

شمائلہ نے ہنستے ہوئے شگوفہ چھوڑا۔باقی لوگ بھی ساتھ مل کر چہک رہے تھے ایک وہ تھی جس کا دل چاہ رہا تھا اُٹھے اور بھاگ جائے یہاں سے۔

" بیٹے جی یہ کیف کی دادی اماں ہیں۔"

شمائلہ نے بڑے رسان سے اب دادی کا تعارف اس سے کروایا۔اس نے بمشکل لبوں کے کناروں پر زبردستی کی جھوٹی مسکان سجا کر سر اثبات میں ہلایا۔

" بیگم صاحبہ پہلے اُسے کیف کا تو بتا دیں۔وہ کون ہے۔"امان احمد نے ہنستے ہوئے چھیڑا۔

سب پر پھر سے ہنسی کا دورہ پڑا۔اُس نے موقع پا کر ایک بار پھر حفصہ کو گھورا۔دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہی ہو۔("کیا مصیبت ہے یہ سب ختم کرواؤ جلدی۔")

" ارے اسے کیف کا پتا ہی ہو گا۔کیوں بیٹے ؟ "

شمائلہ نے محبت سے اس کی ٹھوڑی تھام کر پوچھا۔

" جی۔۔۔"(بہت اچھی طرح)

اس نے دانت پیسے اور پھر سے زبردستی کی جھوٹی مسکان سجائی۔

"بیٹے جی میں اس نالائق کا بابا ہوں۔"

امان احمد نے خوش اخلاقی سے اپنا تعارف خود کروایا۔اس نے سر جھکانے پر اکتفا کیا۔زبردستی کی مسکان سجائے رکھنے پر چہرے کے پٹھوں کے دکھنے کا احساس ہونے لگا تھا۔

"بیٹے جی کس سبجیکٹ میں ماسٹرز کیا ہے آپ نے ؟"

امان احمد نے مٹھاس بھرے لہجے میں پہلا سوال پوچھا۔دل تو چاہا کہہ دے اپنے بیٹے سے پوچھ لیں بہت اچھی طرح جانتے ہیں محترم میں کس مضمون میں ،کس سن میں اور کس یونیورسٹی میں پڑھتی تھی

۔

"جی میں نے اکنامکس میں ماسٹرز کیا ہے۔"

"ارے واہ۔۔۔یہ تو مضمون بھی ملتے ہیں دونوں کے۔"امان احمد نے باچھیں کھلائیں۔سب کی ہنسی کا فوارا پھر سے پھوٹا۔کھی۔کھی۔۔کھی چاروں طرف گونج اٹھی۔سب لوگ اس سچویشن سے بھرپور لطف اٹھا رہے تھے اور وہ الاؤ بن کر دہک رہی تھی۔

(جی اور بھی بہت کچھ ملتا ہے میرا آپ کے بیٹے سے۔)اس نے دانت پیستے ہوئے سوچا اور پھر خونخوار نگاہوں سے حفصہ کو گھورا۔وہ فوراً اس کی آنکھوں کا مفہوم سمجھتے ہوئے گڑبڑا کر آگے بڑھی۔

"آنٹی جی اب آ جائیں فریش ہو جائیں۔باتیں تو ہوتی رہیں گی۔کھانا لگ رہا ہے ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

حفصہ کی بات پر باقی لوگوں نے بھی تائید میں سر ہلایا تو اس نے جیسے شکر کا سانس لیا۔

"چلیں بیٹا آپ بھی کھانا کھائیں ہمارے ساتھ۔"

شمائلہ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت سے پیش کش کی۔اس کا دل چاہا کھڑی ہو کر پوری قوت سے چِلائے۔ نہیں۔ں۔ں۔اب بس اور نہیں۔

" نہیں آنٹی میں کھا چکی ہوں۔آپ کھایئے۔"

وہی زبردستی کی مسکان سجائے ملائم لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے اپنی جگہ سے اُٹھی۔

نگاہ ایک دفعہ پھر سے کیف کی نگاہوں سے جا ملی جو ہونٹوں پر گلائی صورت ہاتھ رکھے اسے چور نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔اس کے دیکھتے ہی جزبز ہو کر نگاہیں بدلیں۔بغیریتی کی بھی حد ہوتی ہے۔لگتا ہے موصوف ان تین سالوں میں وہ بھی پھلانگ چکے تھے۔

اب سب لوگ کھانے کے لئے اُٹھ رہے تھے۔اس افراتفری میں کھسک لینا غنیمت تھا اور پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ نظر بچا کر حفصہ کے کمرے کی طرف بھاگی۔اپنی پشت پر کسی کی چور نگاہیں اب بھی محسوس ہو رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ قینچی صورت رکھے وہ پھر سے حفصہ کے بیڈ پر لیٹی تھی۔ہاتھ میں موبائل تھا اور مخروطی ، مخملی انگلیاں ٹھکا ٹھک پیغام ٹائپ کر رہی تھیں۔سکرین پر ندرت کا وٹس ایپ پیغام باکس کھلا تھا اور موبائل کی روشنی اس کے سپاٹ اور سرخ چہرے پر پڑ رہی تھی۔

" نو۔و۔و وے۔کسی صورت نہیں۔انکار کی چوتھی ریزن ایسی سولڈ ہے کہ تم سنو گی تو تمھارا منہ کھلے کا کھلا رہ جائے گا۔"

" ہیں۔۔۔ایسی کیا ریزن ہے ؟ " ندرت کی طرف سے حیرت کے ایموجی کے ساتھ پیغام آیا۔

" تمہیں پتا ہے یہ کیف کون سا کیف نکلا۔۔۔"اس نے پیغام ٹائپ کر کے غصے سے لب بھینچے۔

"کون۔۔۔سا۔۔؟"

"کیف امان۔۔۔کیف امان ہے یہ۔"

دوسری طرف سے ایک ساتھ پھٹی آنکھوں والے کتنے ہی ایموجی سکرین پر آئے۔وہ اب لب بھینچے اس کے اگلے پیغام کا انتظار کر رہی تھی اور ایک سکینڈ کے بعد اس کا پیغام آیا۔

"ارے نہ کر یار۔۔۔وہ تمھارا سنئیر۔۔وہ رابعہ والا ؟"

"جی بالکل وہی رابعہ والا لوفر لفنگا۔"

ناک بھینچ کر پیغام ٹائپ کیا۔

"اف دنیا کتنی چھوٹی ہے یار۔۔۔مطلب۔۔۔تو یہ یہاں ہے تو رابعہ کہاں ہے پھر ؟"

"مجھے کیا پتا کہاں ہے ؟" منہ چڑانے والا ایموجی بھیجا جبکہ اپنا چہرہ بھی ویسے ہی تاثرات پیش کر رہا تھا۔

"کیوں۔ں۔ں۔ں وہ تو بڑا کہتی تھی۔کیف یہ کہتے ہیں۔۔کیف وہ کہتے ہیں۔۔۔کیف نے تو اپنے گھر والے بھی راضی کر لئے ہیں۔"

"ہا۔ہا۔ہا۔یہ کیف جیسے لوفر ایسے ہی ہوتے ہیں۔اپنی خوبصورتی کی جال میں لڑکی کو پھنساتے ہیں۔کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔آئی ہیٹ۔ٹ۔ٹ۔ٹ دس ٹائپ آف بوائیز۔"کتنے ہی سرخ شکل والے غصیلے ایموجی بھیجے۔

"تو تم نے بتا دیا پھر حفصہ آپی کو ؟"

"جی بالکل بتا دیا مگر وہاں تو راوی چین ہی چین لکھتا ہے۔بقول محترمہ کے کہ یہ کوئی بگ ایشو نہیں ہے۔اس عمر میں ہر لڑکا ایسا ہی ہوتا ہے۔میں نے تو صاف کہا۔ہوتا ہو گا لیکن میرے والا ایسا بالکل نہیں ہو گا اور یہ کیف امان یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ام۔م۔م پاسبل۔"اس نے گردن اکڑائی۔

"چلو اچھی بات ہے۔پھر سمجھ آ گئی کیا آپی کو؟"

"اتنی سمجھدار ہوتی تو اٹھائیس سال کی عمر میں تین بچوں کی اماں ہوتی کیا۔کہہ رہی ہے۔میرے سسرال کا معاملہ ہے۔پلیز کوئی تماشہ کریٹ مت کرنا۔چپ چاپ لڑکے سے مل لو پھر انکار کر دینا۔" ایک آبرو اٹھائے والا ایموجی بھیجا۔

"پھر تم نے کیا کہا؟"

میں نے کیا کہنا تھا۔اس کی مسکین شکل پر ترس آ گیا۔ماں جائی جو ہوئی۔حفصہ کی ہٹلر ساس کا ڈر نہ ہوتا تو سب کے سامنے بے نقط سنا دیتی۔"

"تو اب ملنے کے بعد انکار کرو گی؟ ذرا پوچھنا تو اُس سے رابعہ کو کیوں چھوڑا۔"

"میں کیا وہ بھی انکار کرے گا۔اچھے سے یاد ہو گا جناب کو سب کچھ جو جو میں نے اس کے ساتھ کیا تھا۔کانوں کو ہاتھ لگاتا تھا۔پاس سے گزرتی تھی تو سہم کر راستہ بدل لیتا تھا اور میں کیوں پوچھتی پھروں اس کی ہوتی سوتی رابعہ کے بارے میں میری طرف سے بھاڑ میں جائیں دونوں۔"

اس کی پیشانی کے بل مزید گہرے ہو چکے تھے۔غصے سے سنڈ کے بٹن پر انگوٹھا مارا۔

"ہا۔ہا۔ہا تم بھی نہ بس۔بیچارا اتنا سفر کر کے آیا اور آگے سے لڑکی کون نکلی تم۔"کتنے ہی پورا منہ کھول کر ہنستے ہوئے ایموجی کے ساتھ پیغام ابھرا۔

ندرت کے پیغام پر اب کی بار اس کی بھی ہنسی چھوٹ گئی۔

" مجھے تو یہ سوچ سوچ کر ہنسی آ رہی ہے۔بیچارے کی کیا حالت ہو رہی ہو گی اس وقت۔"

وہ اب ہنسی دباتی ہوئی اگلا پیغام ٹائپ کر رہی تھی اور اب یہ بات تو گھنٹوں چلنے والی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

" ہیلو کہاں مر گیا تھا۔کب سے فون کر رہا ہوں۔"

دوسری طرف سے فون رسیو ہوتے ہی اس نے عجلت بھرے لہجے میں پوچھا۔وہ اس وقت لان میں موجود تھا۔جہاں رات کے فنکشن کے لئے سٹیج سج رہا تھا۔کشادہ لان تھا جس کے ایک کونے میں چھوٹا سا تیراکی کا تالاب بھی موجود تھی۔رات کو شاید ڈھولکی کی تقریب تھی۔جس کی سجاوٹ شروع تھی۔

کھانا کھانے کے بعد وہ نظر بچا کر لان میں آیا تھا اور کافی دیر بعد زین نے فون اٹھایا۔

" سوری سوری واش روم میں تھا تم بتاؤ کس وقت پہنچے ؟ " دوسری طرف سے زین کی چہکتی آواز ابھری۔

" نہ پوچھ حال ؟ " بیزار صورت بنا کر ارد گرد دیکھا۔

" چل نہ بتا حال۔یہ بتا بھابھی کیسی ہے ؟ پسند آئی ؟" وہ گرم جوشی سے پوچھ رہا تھا۔

" پسند تو بہت ہے شروع سے ہی مگر۔۔۔"

ٹھنڈی سانس بھری اور سرسری نگاہ ارد گرد ڈالی۔سب اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

" شروع سے۔۔۔او بھئ ایک نظر دیکھ کر ہی جنم جنم کے رشتے گانٹھ لیے۔اب تو تمہارا کریکٹر کافی سٹرانگ ہو گیا تھا نہ پچھلے تین سال سے ؟ "

" بکواس بند۔۔۔تمہیں پتا ہے جو لڑکی یہاں دیکھنے آیا ہوں وہ کون نکلی ؟ "

"کون نکلی ؟ " زین کی تجسس بھری آواز ابھری۔

" بٹر سکاچ۔"جواب دے کر گہری سانس خارج کی۔

"بٹ۔۔ررر۔۔۔اوہ تیری۔۔۔وہ لاہور یونیورسٹی والی۔"

زین کو پہچاننے میں چند سکینڈ لگے تھے۔

" جی جی وہی۔ مس ضحیٰ آفتاب "

" اوہ وہ تو تمہیں دیکھتے ہی شروع ہو گئی ہو گی سب کے سامنے۔۔ ٹڑ ٹڑ۔۔ ٹڑ اٹڑ۔۔۔"

" نہیں ایسا تو کچھ نہیں کیا اس نے " زین کی بات پر اس کی بھنویں بھی حیرت سے اوپر اُٹھیں۔

" انفیکٹ ایسا کچھ بھی نہیں کیا اس نے۔"وہ اب حیرت سے گردن کی گدی پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔

" شاید بھول گئی ہو۔"زین نے لقمہ دیا۔

" یہ کیسے ہو سکتا ہے اس نے مجھے پہچانا نہ ہو ؟ ام پاسبل۔"زور سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے گردن جھکا دی۔

" یہ تو سٹرینج ہے۔ویری ویری سٹرینج۔جہاں تک میں اُسے جانتا تھا۔مطلب تمھارے دیے گئے تعارف سے وہ تو اب تک سب کے سامنے تمھاری عزت کو تار تار کر چکی ہوتی۔"

زین بالکل ٹھیک کہہ رہا تھا۔وہ بٹر سکاچ تھی۔چلتی تھی تو پھر رکنے کا نام نہیں لیتی تھی۔مگر آج کیسے سب کے ساتھ اتنی خاموش طبع بنی بیٹھی تھی۔

" ہوں میں بھی اسی بات سے ڈر رہا تھا لیکن اس نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا بلکہ مما ، دادو سب سے مسکرا کر مل رہی تھی۔میری طرف ایک دو دفعہ دیکھا مگر پھر نظریں پھیر لیں۔"

" واہ واہ۔۔۔واٹ اے تبدیلی۔ویسے اب کیسی ہے ؟ مطلب جیسے پہلے۔۔"

" مت پوچھ۔۔۔۔بہت بہت بہت پیاری۔"

لبوں کی مسکان اور آنکھوں کی چمک گہری ہوئی

" ماشا اللہ۔میں تو پہلے ہی کہتا تھا۔اس لڑکی سے تمھارا کوئی خاص ہی کنکشن لگتا۔"زین نے پر جوش لہجے میں خیال ظاہر کیا۔

"ہاں یار خاص کنکشن تو تھا لیکن میں نے تو بہت بیوقوفیاں کی ہیں تین سال پہلے مجھے نہیں لگتا اگر وہ مجھے پہچان گئی تو معاف کرے گی۔"

آنکھوں کی چمک پھر سے ماند پڑی۔دوسری طرف زین بھی خاموش ہوا۔

" سن کیا میں بہت چینج ہو گیا ہوں تین سال پہلے کی نسبت۔"بھنویں اکٹھی کئے مستفسر ہوا۔

" ہاں کافی چینج۔کریکٹر کافی سٹرانگ کر لیا ہے میرے بھائی نے۔"

" منحوس میں کریکٹر کی بات نہیں کر رہا ہوں۔اپنی شکل کی بات کر رہا ہوں۔کیا میری شکل اتنی چینج ہو گئی ہے کہ اس نے مجھے پہچانا نہیں۔"دانت پیس کر پوچھا۔

"شکل۔ل۔ل۔ل نہیں ویسی ہی ہے۔ہاں صحت پہلے سے بہتر ہے۔شکل تو ویسی ہی ہے۔"

" پھر ؟ "

" پھر کیا ؟ ارے بھائی خوش ہو جا۔دھمال ڈال۔اتنے سال پہلے جس لڑکی نے چین وین رین سب چرا لیا تھا۔آج خود بخود تیری جھولی میں آ گری۔"

زین نے چہک کر اس کے حوصلے بلند کئے مگر وہ اب بھی لب بھینچے مضطرب کھڑا تھا۔

" نہیں خوش نہیں ہو سکتا ابھی۔وہ کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے۔بٹر سکاچ ہے۔"

مریل لہجے میں دل میں چھپا خدشہ ظاہر کیا اور پھر لان کی طرف آتے طارق بھائی کو دیکھ کر فون بند کر دیا۔

"اچھا پھر بات کرتا ہوں۔ پھنس گیا ہوں۔"

طارق شعیب کا بڑا بھائی تھا۔جب وہ لوگ پہنچے تھے وہ اس وقت گھر نہیں تھا اور اب شاید سب سے مل کر اس کی طرف آ رہا تھا۔آتے ہی گرم جوشی سے بغل گیر ہوا۔

" ہاں بھئی کیف۔ کیفا حالو کا ؟ "

انہوں نے ہنستے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں پوچھا۔

" اللہ کا شکر طارق بھائی آپ سنائیں۔"

" ارے ہم فٹ فاٹ۔تم سناو کترینہ کیف کیسی ہے؟ "

" ہیں۔"

اس کے حیران ہونے پر وہ پر جوش قہقہ لگا گئے۔

" مطلب کیف کو ابھی کوئی کترینہ نہیں ملی کیا ؟ میں نے تو سنا ہے جرمنی کی کڑیاں بڑی فٹ فاٹ ہوتیں ہیں بھئی۔سٹینگ وٹینگ نہیں ہوئی کسی کے ساتھ۔"

وہ اب بڑی بے تکلفی سے اس کی گردن کے گرد بازو حائل کیئے کچھ دور لگی کرسیوں کی طرف لے جا رہے تھے۔

بس اب گھنٹے دو گھنٹے ضائع تھے۔اس نے دل میں سوچا اور پھر زبردستی مسکرا کر ان کی طرف دیکھا جو اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر رہے تھے۔

"جی میں نے کبھی دیکھی نہیں وہاں کی کڑیاں۔"

معصوم صورت بنا کر جواب دیا۔

"ہاں بھئی تمہیں کیا ضرورت دیکھنے کی۔کڑیاں خود فواد خان سمجھ کر پاس آتی ہوں گی۔پھر تم کہتے ہو گے۔جی میں اوریجنل نہیں فرسٹ کاپی ہوں۔"

طارق نے شریر لہجے میں کہتے ہوئے آنکھ دبائی۔وہ بھی ہنس دیا۔پتا تھا اب یہ چھیڑ خانی کا دورانیہ کافی لمبا جانے والا تھا اور اسے بس ہنس ہنس کر اپنے جبڑے دکھانے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ٹیرس پر پیٹھ موڑے کھڑا تھا جب وہ کمرے میں داخل ہوئی۔آخر کار فنکشن سے پہلے ان کی ملاقات ارینج کر دی گئی تھی۔عصر کے بعد ٹھنڈی شام اتری تھی۔برقی قمقموں کی روشنی ابھی مدھم تھی۔

نیچے شور شرابہ برپا تھا۔یہ دوسری منزل کا ٹیرس تھا جہاں اس وقت قدرے خاموشی تھی۔اسے حفصہ یہاں چھوڑ کو خود نیچے چلی گئی تھی۔

نرانجی رنگ کے جوڑے میں ، جاذب نظر میک اپ کئے ، کانوں میں جھمکے لٹکائے اور لبوں کو سرخ لالی سے مزین کئے وہ ہوش ربا لگ رہی تھی۔سب کچھ حفصہ کی خاطر کرنا پڑا رہا تھا۔اس کا بس چلتا تو بھاگ جاتی یہاں سے۔

قدموں کی چاپ پر کیف آہستگی سے پلٹا اور پھر اس پر نظر پڑتے ہی جیسے وقت تھم گیا۔

وہ آج بھی اتنی ہی حسین تھی۔اتنی کہ اس کے دل کی دھڑکنوں کی رفتار کو کم کر دیتی۔وقت کو تھمنے پر مجبور کر دیتی اور پھر غضب ایسا کہ آج جس رشتے کی نسبت سے وہ یہاں کھڑی تھی کیف امان نے تین برس پہلے اس رشتے کے خواب ضرور دیکھے تھے مگر کبھی سوچنے کی بھی ہمت نہیں کی تھی۔

"سوچنا بھی مت۔"ضحیٰ نے انگشت اس کی آنکھوں کے عین سامنے کرتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں مخاطب کیا۔

وہ جو اسے دیکھ کر مبہوت کھڑا تھا۔اس کہ ایک دم سے کئے گئے اس وار پر ہوش کی دنیا میں واپس آیا۔جہاں وہ ہمیشہ کی طرح بولتی اس کے سارے خوابوں ، خیالوں کا بُھرتا بنا رہی تھی۔ہلکے گندمی کرتا شلوار میں ملبوس وہ نکھرا نکھرا اس شام کا حصہ لگ رہا تھا لیکن سامنے کھڑی لڑکی کو شاید زہر لگ رہا تھا۔

"آج سے پہلے تک میں تمہیں صرف لوفر ہی سمجھتی تھی لیکن آج پتا چلا تم سے زیادہ ڈھیٹ اور عزت نفس سے آری انسان کوئی نہیں ہو سکتا۔سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے بھی تم یہاں مجھ سے ملنے کے لئے کھڑے ہو۔"

دانت پیس پیس کر نفرت میں لپٹے وار چلاتی وہ اسے باور کرواگئی تھی کہ وہ کچھ بھی نہیں بھولی تھی لیکن پھر دوپہر کو وہ سب کیا تھا اور اب یوں بن ٹھن کر جو اس کے سامنے کھڑی تھی یہ سب کس لئے ؟

"وہ تو تم بھی میرے سامنے کھڑی ہو۔"

کیف نے حیرت اور تجسس کے ملے جلے تاثر سے کہا۔اس کے چہرے کی اکتاہٹ مزید بڑھ گئی۔

" میری بات اور ہے۔میں یہ سب صرف اپنے بہن کے سسرالی ہونے کی وجہ سے کر رہی ہوں۔ تمھیں تو شرم آنی چاہیے۔جانتے بھی ہو میں کتنی نفرت کرتی ہوں تم سے پھر بھی ملاقات کی حامی بھر لی۔ تمھیں تو چاہیے تھا کی مجھے دیکھتے ہی اس رشتے سے انکار کرتے اور الٹے قدموں واپس لوٹ جاتے ۔"

وہ لفظ چبا چبا کر اسے ساری وجوہات بتا رہی تھی اور کیف ہمیشہ کہ طرح اسے کے چبھتے جملوں کا حرف حرف خندہ پیشانی سے چن رہا تھا۔

" خیر اب بھی کوئی دیر نہیں ہوئی۔دوپہر کو جو کچھ لاؤنج میں ہوا اور یہ ملاقات محض دکھاوا ہے جس کے لئے مجھے حفصہ نے مجبور کیا ہے اور اب میں نے سوچ لیا ہے میرے بجائے تم سب سے جا کر یہ کہو گے میں تمھیں پسند نہیں آئی۔"

بڑی چالاکی سے وہ خود کو بچا کر اُسے انکار کرنے کا حکم دے رہی تھی۔

" میں یہ جھوٹ کیوں بولوں گا۔"

کیف نے مسکرا کر اس کی غصیلی آنکھوں میں محبت سے جھانکا۔ایک پل میں تین سال پرانی محبت کفن پھاڑ کر سامنے کھڑی تھی۔

" تم مجھے بہت پسند آئی ہو۔"محبت بھری مسکراہٹ سجا کر کہا۔

" واٹ۔ٹ۔ٹ ! "

وہ محاورتاً نہیں حقیقتاً اچھل پڑی۔کیف اب اس کی حالت سے لطف اٹھا رہا تھا کیونکہ انجانے میں ہی سہی لیکن وہ اپنی کمزوری کا اظہار اس کے سامنے کر چکی تھی کہ وہ اپنی بہن کے سسرالی ہونے کی وجہ سے کچھ بھی ایسا ویسا تماشہ نہیں کرے گی۔

" ہاں میں یہ جھوٹ کیوں بولوں کہ تم مجھے پسند نہیں آئی۔ایک تمہی تو پسند ہو مجھے۔"اس کے چہرے کے قریب ہوتے ہوئے پھر سے کہا۔

شام کی گھلتی ٹھنڈک جیسا لہجہ تھا۔ضحیٰ نے بدمزہ شکل بنائے سر کو دونوں ہاتھ میں تھام لیا۔

" اوہ۔۔۔گاڈ۔۔۔"

وہ گھوم کر سیدھی ہوئی اور پھر شدت غضب سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ مخاطب ہوئی۔

" کتنے کتنے چیپ ہو تم کیف امان۔کم از کم میں تمہیں اتنا گھٹیا نہیں سمجھتی تھی۔"

" پہلی دفعہ سن رہا ہوں کسی کے منہ سے کہ سچ بولنا ایک گھٹیا عمل ہے۔"برجستہ جواب دیا۔

" سچ۔۔۔سچ وہ ہے جو میں تمہارے بارے میں جانتی ہوں۔صرف اپنی بہن کے سسرال میں تماشہ نہ ہو اس وجہ سے چپ ہوں ورنہ سب کے سامنے تمہاری سو کالڈ شرافت کے سارے بھانڈے پھوڑ دیتی۔"

" سن کر اچھا لگا کہ ضحیٰ آفتاب بھی کسی بات کے ڈر سے اپنی زبان کو لگام دیتی ہے۔"کیف نے شریر لہجے میں جلتی پر تیل چھڑکا اور دلچسپی سے اس کے چہرے پر نگاہ گھمائی۔

وہ ناک بھوں چڑھا کر پیچھے ہوئے اور پھر گہرا سانس لے کر کندھے اچکائے۔

" خیر تم جیسے سے یہی توقع کی جا سکتی تھی۔ٹھیک ہے۔میں خود انکار کر دوں گی۔"

بڑے رعب سے کہا، پلٹی اور قدم ٹیرس سے باہر نکالا۔

"کوئی انکار کی وجہ پوچھے گا تو کیا کہے گی ضحیٰ آفتاب ؟ "

کیف مسکراتے ہوئے اس کی پشت پر بکھرے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔خوبصورت شام میں اس کے ملائم بال کسی آبشار کی مانند لگ رہے تھے۔

" سچ بولتی ہے ضحیٰ آفتاب۔تم مجھے پسند نہیں آئے۔"مغرور لہجے میں جواب دیا۔

" پسند نہ آنے کی وجہ پوچھیں گے تو ؟ " شریر لہجے میں اگلا سوال پوچھتا وہ اب ٹیرس کے دروازے سے ٹیک لگائے اس کے بائیں جانب کھڑا تھا۔

ضحیٰ نے ایک جھٹکے سے چہرہ کا رخ اس کی جانب گھمایا۔سینے پر ہاتھ باندھے وہی جذبات سے لبریز آنکھیں لئے اور اپنی مکمل شخصیت ہونے کا اعتماد لئے کھڑا تھا۔

" تم آج بھی اتنے ہی مغرور ہو کیف امان۔پسند نہ آنے کی وجہ صرف ظاہری نہیں ہوتی۔"

" تم آج بھی مجھے سمجھ نہیں سکی ضحیٰ آفتاب۔میں صرف تمھارے حسن پر فدا نہیں ہوا تھا۔"جذبات سے بوجھل ہوتی آواز تھی۔لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ پل بھر کے لئے ٹھہری۔

" مجھے کوئی شوق نہیں چڑھا تمہیں سمجھنے کا۔بھاڑ میں جاؤ۔"ناک چڑھا کر نفرت سے سر کو جھٹکا اور پھر وہ وہاں رکی نہیں تھی۔تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئی۔

شام کے سایے گہرے ہو گئے تھے۔برقی قمقموں کی روشنیاں تیز ہو گئ تھیں۔کیف آہستگی سے چلتا ہوا پھر سے ٹیرس کی ریلنگ کے پاس آیا جہاں لان میں اب گہما گہمی تھی۔

ڈھولک رکھی جا چکی تھی۔ مہمان جمع ہو چکے تھے۔شوروغل میں اونچی آواز میں موسیقی بجنے لگی تھی۔ وہ یونہی خالی نظروں سے سب کو دیکھ رہا تھا جب وہ بھی لان میں داخل ہوتی ہوئی نظر آئی۔حفصہ کا بازو تھامے اس کے کان میں کھسر پھسر کرتی وہ یقیناً اسے اپنا فیصلہ سنا رہی تھی اور پھر بات کرتے کرتے اچانک نگاہ اوپر اٹھائی۔

وہ بے خود سا اسے دیکھ رہا تھا۔جیسے کوئی کسی ساحرہ کے سحر میں جکڑ کر اسے دیکھے اور توقع کے عین مطابق اس نے چھوٹی سی ناک اوپر چڑھائی اور لب ہلتے نظر آئے۔

"لُچا۔"

اس کا انداز ایسا تھا کہ کیف کا بے ساختہ قہقہہ بلند ہوا۔وہ اب اندھیرے میں ڈوبے ٹیرس پر کھڑا ہنسے جا رہا تھا اور پھر زیر لب محبت سے دہرایا۔

"لُچا۔"

"آئی لو یو بٹر سکاچ۔"وہ جذب سے کہتا اب آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر پوری تقریب میں گاہے بگاہے نا چاہتے ہوئے بھی نگاہیں اس دشمن جاں پر اٹھتی رہیں۔

☆☆☆☆☆

بچوں کی رونے کی آوازیں اسے واش روم میں بھی سنائی دے رہی تھیں۔آج رات کو مہندی تھی اور ابھی دوپہر کا ایک بج رہا تھا جب وہ نہا کر باہر نکلی۔

حفصہ ساڑھے چار سالہ حورین کو کندھوں سے تھامے اس کے چھوٹے سے پھولے گالوں پر چٹاخ چٹاخ تھپڑ رسید کر رہی تھی جس پر حورین بھل بھل رو رہی تھی اور بیڈ پر بیٹھا آٹھ ماہ کا رافع بھی

اس کے مقابلے میں سبقت لے جانے کے چکر میں اونچی آواز میں رو رہا تھا۔پورے کمرے میں جیسے ایک بھونچال آیا ہوا تھا۔وہ ٹاول میں گیلے بال لپیٹتی تیزی سے آگے بڑھی۔

" ارے ارے ظالم عورت چھوڑو میری لاڈو کو کیوں مار رہی ہو اسے۔"

اس نے جھپٹ کر حورین کو حفصہ سے الگ کیا۔

" زندگی عذاب ہو گئی ہے میری تو۔اس کو دیکھوں یا اس محترمہ کے نخرے اٹھاؤں۔"

حفصہ رونکھی صورت بنائے چیخی۔اس کے تین بچوں میں سب سے بڑی حورین تھی اس سے چھوٹا ڈھائی سال کا سامع اور پھر آٹھ ماہ کا رافع جو بیڈ پر بیٹھا بلاوجہ کا باجا بجا رہا تھا۔حورین اب ضحیٰ سے لپٹی ریں ریں کر رہی تھی۔

" تو کس نے کہا تھا ایک عدد اور پیدا کرتی۔ایک بیٹا تھا ایک بیٹی بہت تھے۔شوق چڑھا تھا بیٹوں کی جوڑی بنانے کا۔اب مار مار کر حال برا کر رہی ہو۔"

ضحیٰ نے اسے خفگی سے گھورا۔

" حال تو میرا برا ہے۔جلدی میں اس کے شوز خرید کر گھر لے آئی اور پھر کھول کر دیکھے بھی نہیں۔آج نکالے تو پتا چلا کمبخت دوکان دار نے سائز ہی کوئی اور دے دیا اٹھا کر۔اتنے کام ہیں مجھے اور یہ ہے کہ اسے وہی شوز پہننے ہیں۔اسے سمجھا رہی ہوں پرانا پہن لو کوئی لیکن مجال ہے جو مانے یہ لڑکی۔بس ضد لگا رکھی ہے کہ وہی شوز پہننے ہیں۔انیلا جیسی ہے بالکل ضدی۔"

حفصہ نے جل کر حورین کی ضد کی وجہ اپنی نند کو قرار دیا اور جھنجلا کر گول مٹول رافع کو گود میں اٹھایا اور وہ گود میں آتے ہی کسی کھلونے کی طرح چپ ہو کر بھیگی پلکیں جھپکانے لگا۔

" دکھاؤ کون سے شوز ہیں اور ابھی تو مہندی کے فنکشن کو بہت دیر ہے میں بدلا لاتی ہوں۔مجھے بتاؤ کس دوکان سے لئے تھے۔"

ضحیٰ نے حورین کو گود میں اٹھاتے ہوئے کہا۔حفصہ کی تو جیسے جان میں جان آ گئی ہو۔

" ہاں پلیز اگر یہ کر دو تو میری جان خلاصی ہو جائے۔پر جاؤ گی کیسے۔رکشوں کے دھکے کھاتے تو بہت دیر ہو جائے گی۔رکو میں کسی کو دیکھتی ہوں۔"

حفصہ فوراً سے کمرے سے باہر نکلی۔ضحیٰ نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر روتی حورین کو سینے سے لگا لیا۔

" چپ ہو جائے میری پرنسز۔خالہ ہیں نہ ابھی ہم جائیں گے اور شوز بدل لائیں گے۔"

حورین نے ایکدم سے ریں ریں بند کی اور ضحیٰ کے گلے میں بازو ڈال دیے۔

☆☆☆☆

"کوئی چانس نہیں۔صرف میرے ہاں کر دینے سے کیا ہو گا۔سب یاد ہے اسے اور اس نے صاف کہہ دیا ہے۔وہ انکار کر رہی ہے اس رشتے سے۔"

اُس نے فون کان سے لگائے سپاٹ لہجے میں کہا۔وہ کچھ دیر پہلے ہی اٹھا تھا۔تقریب کے بعد ساری رات وہ حواسوں پر چھائی رہی اور کہیں آخری پہر جا کر آنکھ لگی تھی۔اب زین کے فون پر آنکھ کھلی تو وہ سب سے الگ ہو کر لان میں چلا آیا۔

" اوہ ویری سیڈ۔"دوسری طرف زین کی افسردہ آواز ابھری۔

" ہوں۔۔سیڈ تو ہوں لیکن دل ہے کہ مانتا نہیں۔"

لب بھینچ کر آہ بھری۔

" اُس کو دیکھ کر جو فیلنگز آتی ہیں نہ بیان نہیں کر سکتا میں۔ساری رات نہیں سویا میں۔آئی رئیلی رئیلی لو ہر۔"وہ جذب میں ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کر رہا تھا۔

" دیکھ میرے بھائی کوئی روگ مت لگا لینا۔یہ بٹر سکاچ جب جب تمھاری زندگی میں آئی ہے لوچے ہی ہوئے ہیں۔"

" روگ کا تو پتا نہیں لیکن ایک بات کا پتا چل گیا ہے۔وہ اپنے رشتوں سے بہت محبت کرنے والی لڑکی ہے۔میں سمجھتا تھا وہ سخت دل اور مغرور ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔وہ اپنے چہرے کی طرح ہی صاف شفاف دل رکھنے والی اور مضبوط کرادر کی لڑکی ہے۔"

اس کے لبوں پر ملائم مسکان تھی۔

" تو ان سب خوبیوں کے پتا چلنے سے کیا ہو گا
۔وہ مل تو نہیں جائے گی نہ۔"

چند سکینڈ کے لئے گہری خاموشی چھا گئی۔

" ویسے کوشش کرنے میں کیا جاتا ہے۔"

کیف کی آنکھیں ایک نئے عزم سے چمکیں۔

☆☆☆☆☆

وہ بیڈ پر بیٹھی جھک کر اپنے سینڈل کے سٹرپ بند کر رہی تھی جب ہلکی سی دستک کے بعد ٹھک سے کمرے کا دروازہ کھلا۔حفصہ کی جٹھانی ہاتھ میں ایک شاپر تھامے اندر داخل ہو رہی تھی۔

" ضحیٰ حفصہ بتا رہی ہے تم بازار جا رہی ہو۔سنو یہ میری شرٹ اوور لاک کروا لینا۔شام کو پہننی ہے دھاگے نکل رہے ہیں۔"

"جی۔۔"

اس نے زبردستی کی مسکان سجائے ان کے ہاتھ سے قمیض لی اور بیڈ پر رکھی۔وہ باہر نکلیں تو اس نے منہ بسور کر قمیض کی طرف دیکھا اور پھر سنگھار میز کی طرف بڑھی۔

بال وہ ڈرائیر سے خشک کر چکی تھی اور اب ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ان کو پونی میں قید کر رہی تھی جب اپنے عقب سے آتی باز گشت پر پلٹی۔

"ضحیٰ تم بازار جا رہی ہو نہ۔ سیفٹی پنز کا ایک پیکٹ لا دینا پلیز۔"

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو انیلا کی کزن اس کی طرف سو روپے کا نوٹ بڑھائے کھڑی تھی۔

" ارے پیسے رہنے دیں میں لے آتی ہوں۔"اس نے ہلکا سا مسکرا کر پیسے لینے سے انکار کیا۔وہ جھٹ سے جواب میں مسکراہٹ کا تبادلہ کرتی مڑ گئی۔

ان کی کسر تھی۔ سیفٹی پنز لا دینا۔منہ میں بڑاڑتی آگے بڑھی اور الماری سے اپنا پرس نکالا۔کمرے کا دروازہ ایک دفعہ پھر دھڑام سے کھلا وہ چونک کر مڑی۔حفصہ کی بڑی نند کی بیٹی کھڑی تھی۔

"ضحیٰ آپی آپ بازار جا رہی ہیں ؟ امی کہہ رہی ہیں ایک الاسٹک کا رول لیتے آئے گا۔پیسے آ کر لے لیجیے گا۔"

وہ تیزی سے حکم جاری کرتی جس رفتار سے اندر داخل ہوئی تھی اسی رفتار سے باہر نکل گئی۔کچھ لمحے تو وہ یونہی ہکا بکا کھڑی رہی اور پھر خود کو کوستی حفصہ کی جٹھانی کے قمیض کو حورین کے جوتے والے شاپنگ بیگ میں ٹھونسنے لگی۔

" ضحیٰ بیٹا بازار جا رہی ہو ؟ "

ثریا شریں لہجے میں پوچھتیں کمرے میں داخل ہوئیں۔وہ سلگ کر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

" نہیں جہنم میں جا رہی ہوں۔خدا کا واسطہ ہے امی آپ اب کچھ مت منگوائے گا اور یہ کہاں ہے حفصہ؟ کیا ضرورت تھی ڈھنڈورا پیٹنے کی۔"

وہ تو جیسے ابل پڑی۔ثریا بیگم جو کچھ کہنے جا رہی تھیں اسے گھور کر رہ گئیں اور پھر خفگی سے بڑبڑاتی باہر نکل گئیں۔

" ضحیٰ چلو انتظام ہو گیا۔کار باہر کھڑی ہے۔"حفصہ عجلت بھرے لہجے میں کہتی اندر داخل ہوئی اور اس کا لال بھبھوکا چہرہ دیکھ حیرت زدہ سی مستفسر ہوئی۔

"تمہیں کیا ہوا اب ؟ "

" کچھ نہیں ہوا۔مجھے کیا ہونا ہے۔میں انسان تھوڑی ہوں۔گدھی ہوں۔کیا ضرورت تھی پورے پاکستان میں اعلان کرنے کی کہ میں بازار جا رہی ہوں۔سب کی سب تمہاری سسرالی لسٹ تھما گئی ہیں جیسے میں یہاں نوکر ہوں سب کی۔"

وہ اب آنکھوں سے شرارے نکالتی حفصہ پر برس رہی تھی۔

" وہ میں۔۔۔گاڑی میں لے جانے والے کا انتظام کر رہی تھی تو سب کو پتا چل گیا۔اچھا لے آنا نہ جو جو منگوایا ہے۔میں تمہارے کپڑے پریس کر کے رکھوں گی۔"حفصہ نے پچکارا۔

" ہاں کرنا تو پڑے گا سب۔عجیب ذلالت ہے بھئی تمہارا سسرال تو میری جان کو آ گیا۔کہاں کھڑی ہے گاڑی اور کون لے کر جا رہا ہے۔بازار اور دوکان کا پتا ہے نہ اس کو۔"

اس نے شاپر اٹھا کر حورین کا ہاتھ تھامتے ہوئے غصے سے پوچھا۔

"کیف لے کر جا رہا ہے۔طارق بھائی کا بڑا بیٹا ساتھ ہے وہ راستہ اور دوکان بتا دے گا۔"

اس پر تو جیسے بم بلاسٹ ہوا۔تنک کر آگے ہوئی۔

"کیا! تمھارا دماغ ٹھیک تھا۔کیف کو کیوں کہا ؟ "

دل چاہ ابھی اور اسی وقت ہر رشتے کو بھول کر حفصہ کا سر پھاڑ دے۔

" ارے بھئ سب اتنے بزی ہیں کیا کرتی میں۔شعیب گھر پر نہیں ہیں۔طارق بھائی باہر کے کاموں میں بزی تھے۔کیف ان کے پاس کھڑا تھا۔انہوں نے گاڑی کی چابی دے کر کہا کیف لے جاتا ہے۔اب بھلا بتاؤ میں کرتی۔"

حفصہ نے بیچارگی سے وضاحت دی۔وہ شرارے اگلتی آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔

" نہیں تم کچھ نہیں کر سکتی۔تم بس میرا اگلا دبا دو تمھاری مہربانی ہو گی۔"

" اچھا پلیز میری بہن نہیں ہو چلی جاو نہ۔"حفصہ نے ملتجی لہجے میں پچکارا۔

" تم نے امی ابو کو بتایا میرا فیصلہ ؟ " سپاٹ لہجے میں اگلا سوال پوچھا جو وہ صبح سے بیسوں بار پوچھنے کا سوچ چکی تھی لیکن حفصہ تھی کہ کمرے میں ٹکتی ہی نہیں تھی۔

"ہاں بتا دیا تھا رات کو ہی فنکشن کے بعد۔"

حفصہ نے تاسف بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" تو کیا کہا انہوں نے ؟ "

" وہی۔"حفصہ نے نگاہیں چرائیں۔

" وہی کیا ؟" اس نے بھنویں اکٹھی کیں۔

" یہی کہ ضحیٰ کا تو دماغ خراب ہے۔لڑکا بہت اچھا ہے۔"حفصہ نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

" کیا کیا۔۔یہ کہا انہوں نے۔کیا میں اتنی بیوقوف ہو گئی ہوں ان کی نظر میں۔میں خود بات کرتی ہوں ان سے "

وہ مشتعل ہو کر آگے بڑھی۔حفصہ نے لپک کر اس کا بازو تھام لیا۔

" ارے رکو تو۔صبر کرو ابھی۔میں پھر سے سمجھاؤں گی دونوں کو۔تم ابھی جاو وہ باہر کار میں بیٹھا انتظار کر رہا ہے۔"

اس نے چند سکینڈ حفصہ کو گھورنے کے بعد دانت پیسے اور غصے سے حورین کا ہاتھ تھامے دروازے کی طرف بڑھی۔

☆☆☆☆☆☆

حورین کا ہاتھ تھامے ، زرد رنگ کے جوڑے میں ملبوس بالوں کی اونچی پونی لہراتی وہ گاڑی تک پہنچی اور گاڑی کی پچھلی سیٹ کے منظر کو دیکھ کر آنکھیں پھیل گئیں جہاں طارق بھائی کا بارہ سالہ بیٹا ٹیپو ، اس کی بہن زیب ، سامع اور ایک عدد اور گول مٹول بچا بیٹھا تھا۔وہ جو یہ سوچ کر آئی تھی کہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ جائے گی سلگ کر فرنٹ سیٹ کی کھڑکی سے جھانکا جہاں وہ محترم سیاہ لیدر جیکٹ کے نیچے سفید ٹی شرٹ اور جینز زیب تن کئے بشاشت سے مسکرا رہے تھے۔

" یہ کیا بدتمیزی ہے ؟ "

" بدتمیزی !" کیف نے مصنوعی حیرت سے پیچھا دیکھا۔

" مجھے تو بچے نظر آ رہے ہیں۔"معصومیت سے تصیح کی۔

" ہاں بچے ہی۔کیوں بھرا ہے سب کو۔کس کی بارات جا رہی ہے یہاں۔"تیکھے لہجے میں کہا۔

" میرا کوئی قصور نہیں میں تو تمھارا انتظار کر رہا تھا۔اتنی دیر میں ساری سیٹیس فِل ہو گئیں۔"کیف نے کندھے اچکائے۔

" ٹیپو چلو اترو تم اور زیب آگے بیٹھو۔" اس نے پچھلی نشت کی کھڑکی سے جھانکتے ہوئے ٹیپو کو حکم جاری کیا۔

" نہیں ضحیٰ خالہ مما کہتی ہیں جب کوئی بڑا ساتھ ہو پھر بچوں کو پیچھے بیٹھنا چاہیے۔آپ بیٹھیں نہ انکل کے ساتھ۔"

ٹیپو کی بات پر کیف کا خفیف سا قہقہ گونجا تو وہ مزید تپ گئی۔

" ضحیٰ خالہ جلدی کریں۔پہلے ہی انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔"زیب نے منہ بسورا

ضحیٰ نے ناک پھلائی اور پھر ایک جھٹکے سے اگلی نشست کا دروازہ کھولا۔

" تمہیں تو میں دیکھ لوں گی۔"جل کر کہا۔

کیف کو خونخوار نظروں سے گھورتی وہ حورین کو اپنی گود میں بیٹھا چکی تھی۔

" خوش نصیبی ہو گئ میری جو یہ آنکھیں مجھے دیکھیں گی۔"بڑے پر سکون لہجے میں جوابی وار کیا گیا۔وہ گاڑی سٹارٹ کر رہا تھا۔

" ہاؤ چیپ۔۔"

" نہیں وہ کہو نہ۔لُچا " بڑی محبت سے فرمائش کی۔

" تم پاگل ہو کیا ؟ " ضحیٰ نے جھرجھری لی۔

" نہیں دیوانہ۔"لہجے میں شرارت اور محبت دونوں کا تاثر تھا۔

ضحیٰ نے کڑھ کر چہرے کا رخ کھڑکی کی طرف موڑا۔وہ جو اس کی طرف دیکھ رہا تھا ٹیپو کی آواز پر چونکا۔

" ارے کیف چاچو دیکھ کر آگے ٹویا ہے۔ڈگ جائیں گے۔"

ٹیپو کی گلابی اردو والے جملے پر وہ جو سنیجدہ بیٹھی تھی بے اختیار ہنس دی۔سارے بچے بھی کھی کھی کر رہے تھے۔ٹیپو شرمندہ سا ہوا۔

کیف نے گہری نگاہیں اس کے کھلاتے چہرے پر ڈالیں۔اس کے حسین چہرے پر ہنسی قوس قزاح کے رنگوں کی طرح دلکش لگ رہی تھی۔

کیف کے یوں دیکھنے پر اس نے فوراً ہنسی کو بریک لگائی اور چہرے کا رخ کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔کار اب سگنل پر رکی تھی۔وہ ہنوز کھڑکی کی طرف چہرہ موڑے بیٹھی تھی۔کیف بار بار حورین کو چھیڑ رہا تھا جس پر وہ کھکھلا کر لطف اندوز ہو رہی تھی۔وہ چونکہ اس کی گود میں تھی تو اس کا یوں ہلنے جلنے پر اس نے جھنجلا کر چہرہ موڑا۔

"کیا ہے ؟"

"کیا ہے۔پیار کر رہا ہوں اسے۔اب اس پر بھی پابندی ہے۔"

" ہاں ہے پابندی۔میری بھانجی ہے۔"رعب سے جتایا۔

" تو میرے بھی کزن کی بیٹی ہے۔میرا بھی کچھ حق ہے۔"کیف نے بھی اسی کی انداز میں جتایا اور حورین کی طرف دیکھا۔

"کیوں گڑیا ٹھیک کہا میں نے ؟"

حورین نے جھٹ سے سر اثبات میں ہلایا۔
"گڈ گرل تم اپنی خالہ جیسی نک چڑھی بالکل نہیں ہو۔"
کیف کی اگلی بات پر اس نے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔سگنل کھل چکا تھا اور ہنستے ہوئے پھر سے ڈرائیو کر رہا تھا۔
اس نے مزید سارا سفر اس کی کسی بھی بے تکی بات پر کوئی بھی رد عمل نہ ظاہر کرنے کی ٹھانی کیونکہ وہ سمجھ چکی تھی۔وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا ہے۔
اللہ اللہ کر کے سارے کام نمٹانے کے بعد وہ اب واپس جا رہے تھے جب پھر سے سگنل پر گاڑی رکتے ہی فقیر عورت نے کھڑکی سے جھانک کر آواز لگائی۔
" اے صاب۔۔۔اے صاب صدقہ دے۔تیری بیوی بچوں کی خیر ہو۔اللہ سونی جوڑی سلامت رکھے
۔"
وہ جو دوسری طرف چہرہ کئے بیٹھی تھی چونک کر رخ موڑا۔کیف ہنستے ہوئے اسے پیسے دے رہا تھا۔
" اللہ جوڑی سلامت رکھے ہمیشہ خوش رہو۔اللہ ایسے ہی بھاگ لگائے رکھے۔"وہ دعا دیتی بھاگ کے لفظ پر بچوں کو دیکھ کر آگے بڑھ گئی۔کیف بمشکل ہنسی دبا رہا تھا۔
"یہ کیا بے ہودگی تھی۔اسے بتایا کیوں نہیں کہ میں تمھاری بیوی نہیں۔"
" تو کیا ہوا ؟ وہ کونسا کوئی نیوز رپورٹر تھی۔ فقیر تھی بیچاری۔"وہ تاہنوز مسکراہٹ دبا رہا تھا۔
" ہاں تم جیسوں کو تھوڑی فرق پڑتا ہے۔آج کوئی۔کل کوئی۔"استہزائیہ لہجے میں تیر برسایا۔
"کل بھی تم تھی۔آج بھی تم ہی ہو۔"

"کیف امان اللہ کو جان بھی دینی ہے ایک دن۔کیسے انسان ہو تم۔اتنا جھوٹ۔اتنی منافقت۔کتنے آرام سے یہ سب کہہ رہے ہو۔"

وہ منہ کھولے حیرت سے کہہ رہی تھی جبکہ وہ مسکراتے ہوئے صرف ڈرائیو کر رہا تھا۔ضحی نے بدمزہ صورت بنائی۔

" آہ۔ہ۔ہ میں بھی کس سے کیا کہہ رہی ہوں۔تم تو یہ سب ہر لڑکی سے کہتے ہو گے۔خیر میری بلا سے جو بھی سمجھو۔میں انکار کر چکی ہوں۔آج پتا چل جائے گا تمھارے پیرینٹس کو بھی۔"بڑے رعب سے کہا۔

کیف کے لبوں کی گہری مسکراہٹ یک لخت معدوم ہوئی۔

" گاڑی تیز چلائیں گے پلیز۔"نفرت سے کہا اور چہرے کا رخ پھر سے موڑ لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے مہندی کی تقریب پر پہننے والے استری شدہ کپڑے لئے غصے سے کمرے میں داخل ہوئی تھی جہاں حفصہ اپنے بناؤ سنگھار میں مگن تھی۔وہ باہر استری سٹینڈ سے اپنے کپڑے اٹھانے کی غرض سے گئی تھی لیکن نیچے لاؤنج کے منظر نے تن بدن میں آگ لگا دی۔

کیف شرافت کی پوٹلی بنا ثریا اور آفتاب کے درمیان میں بیٹھا تھا۔آفتاب اس کی کسی بات پر اس کے سنگ جی جان سے ہنس رہے تھے اور ثریا واری نیاری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔وہ تو جیسے اندر تک سلگ کر رہ گئی۔جب اس کے اپنے ہی گھر والے اس کی کسی بھی بات کو اہمیت نہیں دے رہے تھے تو وہ کیا خاک دیتا۔یہی وجہ تھی آج وہ گاڑی میں اتنا چہک رہا تھا۔

وہ غصے میں پھولا چہرہ لئے اب حفصہ کے پیچھے کھڑی تھی۔

"کیا ہے وہ سب ؟ "

ڈریسنگ کے شیشے میں گھسی حفصہ نے اس کے تپتے عکس کو شیشے میں دیکھا۔

"کیا ہوا۔ چلاِ کیوں رہی ہو اور تیار نہیں ہوئی ابھی تک ؟ " اس نے حیرت سے بازو پر لٹکتے اس کے کپڑوں کو دیکھا۔

" تیار کیا خاک ہوں جب دل ہی جلا ہو۔ میں صاف صاف الفاظ میں کہہ چکی ہوں کہ مجھے کیف پسند نہیں آیا ہے۔ پھر یہ باہر امی ابو اُسے ایسے وی آئی پی پروٹوکول دے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ پوچھ سکتی ہوں کس لئے ؟ "

" وہ ہے ہی اتنا اچھا کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والا اسے وی آئی پی پروٹوکول دے۔" حفصہ شرارت سے مسکراہٹ دبا کر پلٹی۔

اس کے تو جیسے تلوؤں پر لگی اور سر پر بجھی۔

" ایکسکیوزمی۔ وہ کتنا اچھا ہے سب پتا ہے مجھے۔ وہ یہ ساری چالاکیاں کر رہا ہے۔ میں خود بات کرتی ہوں آج امی ابو سے۔ تم نے ڈھنگ سے کوئی بات ہی نہیں کی ہو گی۔"

" ڈھنگ سے کا کیا مطلب۔ میں نے کہا ہے انہیں وہ بھی دیکھ پرکھ رہے ہیں۔ آخر کو دنیا دیکھ رکھی ہے۔"

" انہوں نے دنیا دیکھ رکھی ہے اور میں نے کیف امان دیکھ رکھا ہے۔ وہ کتنا اچھا ہے میں اچھے سے جانتی ہوں۔ ایک نمبر کا فلرٹی انسان ہے وہ۔ شکل بھولی اور کرتوت کافرانہ۔"

"توبہ توبہ خدا کا خوف کرو زوئی اور یہ تو تم کہہ رہی ہو نہ لیکن اُس کی پرسنلٹی دیکھ کر تو ایسا لگتا ہے لڑکیاں اس کے گرد منڈلاتی ہوں گی وہ نہیں۔"

"تم میری بہن ہی ہو نہ ؟ تمہیں میری باتوں کا یقین نہیں۔اُس کے حسن پر فرفیتہ ہو گئی۔کتنے دکھ کی بات ہے اور مجھے ایک بات بتاؤ اس کے ساتھ زندگی میں نے گزارنی ہے یہ تم سب نے۔"

اب کی بار وہ پوری قوت سے چلائی تھی۔حفصہ جو تب سے اس کے تیور برداشت کر رہی تھی ایکدم سے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔

"ٹھیک ہے یہ سب میں ہی ختم کرتی ہوں اب۔بھاڑ میں جائے تمھارا سسرال جس کی خاطر تم میری پوری زندگی داؤ پر لگانے جا رہی ہو۔"

اُس کی اس بدتمیزی پر حفصہ نے اس سارے عرصے میں پہلی بار غصے میں اُسے بازؤ سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا۔

"رکو مجھے یہ بتاؤ۔آج سے پہلے کبھی ہم نے تم پر اپنے فیصلے تھوپے۔میں نے ، بابا نے یا مما نے ؟ نہیں نہ تو اب بھی اگر ہم چاہتے تو کیف کو خود دیکھتے اور رشتہ طے کر دیتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا اور تمہیں خود یہاں لے کر آئے۔"

حفصہ اس سارے عرصے میں پہلی دفعہ اس سے اتنے غصے میں مخاطب تھی۔وہ اب ضبط سے ناک پھلائے اور لب بھینچے سن رہی تھی۔

"حالانکہ دادو نے اس بات کی اچھی خاصی مخالفت کی تھی کہ کیا ضرورت ہے ضحیٰ کو یوں ساتھ لے کر جانے کی۔"

حفصہ کی اس بات پر اس کی پیشانی کی کچھ بل کم ہوئے۔اور اعصاب کا تناؤ بھی قدرے کم ہوا۔

"رشتے کو منع کرنے کا بھی ایک سلیقہ اور طریقہ ہوتا ہے۔وہ شریف خاندانی لوگ ہیں۔کیف نے اگر اپنی یونیورسٹی لائف میں کچھ کیا بھی ہے تو وہ تمھارے لئے بہت بڑا ایشو ہے۔اُس کے لئے اور اُس کی فیملی کے لئے نہیں۔مرد تو دوسری شادی بھی کرتے ہیں۔"

اس کے چہرے کا تناو قدرے کم ہوا۔

"اور رہی بات میرے سسرال کی تو جب تمھاری شادی ہو گی تمہیں بھی پتا چل جائے گا کہ سسرال میں اپنی عزت سے زیادہ اپنے میکے کی عزت بنائے رکھنے کی فکر ہوتی ہے۔میں نہیں چاہتی کہ آج تمھاری کسی بھی طرح کی بدتمیزی پر کل مجھے یہ سننے کو ملے کہ میری چھوٹی بہن کو کسی بڑے کا دید لحاظ نہیں ہے۔"

اس کے بھینچے لب اب ندامت کے زیر اثر ہلکے سے وا ہوئے۔آنکھوں میں بھی اب غصے کی جگہ نرمی نے لے لی تھی۔

"مانا تم بہت عقل مند اور مجھ سے زیادہ پڑھی لکھی ہو لیکن زندگی اور رشتوں کا تجربہ میرا تم سے زیادہ ہے۔مجھے ایک بات بتاؤ تم کیف کے افیئرز کو لے کر اتنا برہم ہو رہی ہو اگر تمہیں بھی دوسری لڑکیوں کی طرح اس کے ان افیئرز کا شادی کی بعد پتا چلتا پھر؟ پھر کیا کرتی تم"

حفصہ پیشانی پر بل ڈالے اس سے مستفسر تھی۔ایک پل کو کمرے کی خاموشی میں بس باہر کا شور و غل گونجنے لگا اور پھر اس کے چہرے کے تاثرات پھر سے پتھریلے ہوئے۔

"میں اُس کو چھوڑ دیتی۔"لہجہ حد درجہ سپاٹ تھا۔

حفصہ نے تاسف سے سر ہلا کر گہری سانس خارج کی جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا ہو۔

"یہ کہنا آسان ہے بی بی۔ خیر ہم لوگ وہی کریں گے جیسا تم چاہتی ہو لیکن ایک طریقے سے۔ایسے کیف کو برا بھلا ثابت کر کے نہیں۔وہ ان کا بیٹا ہے اور اس نے ایسا گناہ نہیں کیا جو یوں ذلیل کر دیا جائے۔"

حفصہ نے آخری بات قدرے نرمی سے کہی اور پھر خود کو آئینے میں ایک نظر جانچ کر پلٹی۔

"میں جا رہی ہوں تیار ہو کر جلدی نیچے آ جاؤ۔"وہ اپنے بھاری بھرکم لباس سے اُلجھتی نیچے جا رہی تھی اور ضحیٰ نے ایک تسلی آمیز سانس خارج کی۔

شکر تھا کہ اس کے گھر والے اس کے ساتھ تھے۔

☆☆☆☆

یہ ہلکے انگوری رنگ کی لمبی کلیوں والی فراک تھی جسے زیب تن کئے وہ خراماں خراماں چلتی ہوئی لان میں داخل ہوئی۔فراک کے سینے پر کندن ،زری اور ششیوں کا نفیس کام گلائی صورت میں کیا گیا تھا۔ گہرے گلابی اور سرخ ملاپ کا یہ ٹشو والا دوپٹہ فراک کے رنگ کے ساتھ ساتھ اس کے روپ کو بھی چار چاند لگا رہا تھا۔

بالوں کو درمیانی مانگ صورت بل دے کر دونوں کندھوں پر پھیلائے اور نیچے سے ہلکے کرل ڈالے وہ بے حد جچ رہی تھی۔لان میں داخل ہوتے ہی جہاں وہ ہر نگاہ کا مرکز بنی تھی وہاں کیف امان کی جذبات لٹاتی نگاہیں کہاں پیچھے رہتیں لیکن اب اسے اُس کی ان مچلتی نگاہوں سے کوئی خاص الجھن نہیں تھی۔حفصہ کی باتوں پر اب دل مطمئن تھا۔

سٹیج پر انیلا زرق برق سبز اور زرد لہنگے میں ملبوس مہمانوں کے بیچ بیٹھی تھی تقریب شروع ہو چکی تھی ۔سٹیج کے گرد اپنے موبائلوں میں تصاویر بنانے کے لئے سب مکھیوں کی طرح اردگرد جھمگٹا بنائے ہوئے تھے۔وہ بھی پہلے سٹیج کے قریب تصاویر لینے کی غرض سے ہی آئی تھی۔ندرت نے پیغامات میں جان کھا رکھی تھی۔انیلا کیسی لگ رہی ہے اور کیسا جوڑا پہنا ہے ؟

وہ سب میں سے گھس گھسا کر بڑی مشکل سے سٹیج کے پاس پہنچی تھی اور اب بازوٗ لمبا تان کر انیلا کی تصاویر لے رہی تھی۔اتنے ہجوم میں خبر نہیں ہوئی کب کیف بالکل اُس کے برابر میں آ کھڑا ہوا۔وہ بھی شاید سامنے انیلا کی تصاویر ہی لے رہا تھا۔انیلا کی تصاویر لینے کے بعد وہ اپنی سیلفی اس کے ساتھ بنانے کی غرض سے کیمرے کا رخ سامنے کی طرف موڑ چکی تھی لیکن جیسے ہی سیلفی کی خاطر بازوٗ لمبا کیا اپنے بالکل پیچھے کھڑے کیف کو دیکھ کر کرنٹ کھا کر سیدھی ہوئی۔

اُس کی اپنے حسن سے تاب نہ لاتی ہوئی نگاہوں کے جوابی وار میں گھور کر دیکھا۔وہ ہمیشہ کی طرح مسکرا دیا تھا۔ہلکے مہندی رنگ کے کرتا شلوار پر گرم شال کندھوں پر ڈالے اپنی مکمل شخصیت کا اعتماد لئے کھڑا وہ اسے ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

“ مجھے یوں تاڑنے کے بجائے اگر راستہ دے دو گے تو مہربانی ہو گی۔"ازلی نک چڑھے انداز میں کہا۔

“ تاڑنے اور پیار سے دیکھنے میں فرق ہوتا ہے۔تم یہ کبھی نہیں سمجھو گی۔"اس کے کان کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔

“ راستہ دو۔"غصے سے گھورتے ہوئے کہا۔

“کہاں سے دوں میں خود پھنسا ہوا ہوں رش میں۔"معصومیت سے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

ضحیٰ نے بدمزہ صورت بنائی اور رخ موڑا مگر سب لوگ سٹیج کے منظر پر نگاہیں جمائے جڑے کھڑے تھے۔

" سنو۔ گزرو یہاں سے۔"کان کے قریب پھر سے کیف کی بازگشت پر اس نے سرعت سے چہرہ پیچھے کیا۔

اس کی اس قربت پر اب چار سنانے کو رخ موڑا تھا لیکن وہ واقعی ہی راستہ بنائے کھڑا تھا کچھ بھی کہنے کا ارادہ ترک کرتی وہاں سے باہر نکلی ہی تھی کہ شمائلہ نے بازو پکڑ لیا۔ان کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ہی تلاش کرتیں یہاں تک پہنچی ہوں۔

" ضحیٰ بیٹا آپ یہاں ہیں۔ بہت اچھا ہوا۔ چلو سیدھی ہو جاؤ جلدی سے۔"وہ ہاتھ میں موبائل تھامے کہہ رہی تھیں۔

" جی۔"ضحیٰ نے تذبذب میں راہ فرار کے لئے نگاہ دوڑائی۔

کیا مصیبت تھی اسی لئے کہا تھا انکار کر دیں اب وہ لوگ تو ہاں سمجھ کر اس پر اپنا پورا حق جتا رہے تھے۔شمائلہ بیگم موبائل میں اس کی تصویر لینا چاہ رہی تھیں۔وہ ابھی اسی کشمکش میں کھڑی تھی جب شمائلہ نے پاس سے گزرتے کیف کو پکڑ کر اس کے بالکل ساتھ کھڑا کر دیا۔

"ارے تم کہاں جا رہے ہو۔ آؤ ساتھ میں۔"

" نہیں یہ۔۔۔"ضحیٰ بدک کر پیچھے ہوئی۔

" ارے کیا ہوا بیٹا۔ایک پک بنانی ہے۔کیف کی بہنیں ہیں نہ گھر ان کو بھیجنی ہے۔"شمائلہ نے محبت سے وضاحت دی۔

وہ مدد طلب نگاہوں سے اردگرد دیکھ رہی تھی۔تصویر وہ بھی کیف کے ساتھ وہ ہر گز نہیں بنانا چاہتی تھی اور اس سے پہلے کہ کیف اس کے ساتھ آ کر کھڑا ہوتا وہ بنا کسی لگی لپٹی آگے بڑھی۔

"نہیں آنٹی مجھے نہیں بنانی۔"

"کیا ہوا بیٹا ؟ ایسے کیوں کر رہی ہو ؟" شمائلہ نے حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثر میں بھنویں سکیڑیں۔

" وہ آپ کو مما بابا بتا دیں گے۔"سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور پاس کھڑے کیف کے اترے چہرے کی پرواہ کئے بنا آگے بڑھی۔

" ایکسکیوزمی۔"

کیف کے پہلو سے نکلتی وہ تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے جا رہی تھی اور وہ ہونق بنا اسے دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆☆☆

آج انیلا کی شادی کا دن تھا اور کل تک کیف کی فیملی جو اس پر صدقے واری جا رہی تھی آج صبح سے ہی کھچی کھچی تھی۔

آفتاب اور ثریا نے کل رات کو ہی امان احمد اور شمائلہ سے یہ کہہ کر معذرت طلب کر لی تھی کہ ہماری بچی کو کیف پسند نہیں آیا۔کیف کی فیملی تو ایک طرف اُس کے اپنے گھر والے بھی اس سے خفا خفا تھے۔

آج کی تقریب گھر کے بجائے میرج ہال میں تھی۔سب لوگ تیار ہو چکے تھے اور اب بس گاڑیوں میں بھر بھر کر میرج ہال کے لئے روانہ ہو رہے تھے۔

وہ ہمیشہ کی طرح تیار ہو کر سب سے بعد میں نکلی تھی۔موبائل پر حفصہ کے پیغامات تھے شاید وہ اسے کال بھی کرتی رہی تھی اور اب مسیج میں طارق بھائی کی گاڑی میں آجانے کی تاکید کی تھی۔ ہلکے مٹیلے اور سنہری رنگ کے ملاپ کا کُرتا تھا جس کے ساتھ گہری میرون ویلوٹ شال کو بڑے سلیقے سے کندھے پر درست کرتی ہوئی وہ حفصہ کے کمرے سے باہر نکلی تھی جب سامنے کیف کو دیکھ کر ٹھٹکی۔

گرے چیک دار کوٹ پینٹ میں ملبوس وہ بھی اس کی طرح ہی اس کو دیکھ کر قدم روک چکا تھا۔اس کا سپاٹ چہرہ اور اداسی لئے آنکھیں اس بات کی غماز تھیں کہ اس تک بھی انکار پہنچ چکا ہے۔

" چلیں سب گاڑیاں نکل گئی ہیں۔طارق بھائی نے کہا ہے دیکھ لو جو رہ گیا ہے اسے لے آؤ۔"بے حد سنیجیدہ لہجہ تھا۔ساری شوخی اور شرارتیں آج ٹھس ہو چکی تھیں۔اچھا ہوا۔اس نے فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ گردن اکڑائی۔

" اوکے۔"

وہ اب سیڑھیوں کا جنگلا تھامے کھڑا تھا جب لاپراہی سے پاس سے گزری۔

" ضحیٰ "

ابھی پہلی سیڑھی پر تھی جب اس کی پکار پر قدم رکے اور ناگواری سے پلٹی۔

" تھنکیو۔"لب بھینچے زخمی مسکراہٹ کے ساتھ وہ اس کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔

"کس لئے ؟ " ناسمجھی اور اکتاہٹ بھرے انداز میں بھنویں اکٹھی کرتے ہوئے ہوچھا۔

" میرے گھر والوں کو رشتے سے انکار کی اصل وجہ نہ بتانے کے لئے۔"وہ زخمی سا مسکرایا۔

" اٹس اوکے۔"

رکھائی سے جواب دے کر وہ پھر سے پلٹی تھی۔

" میں دعا کروں گا تمھاری شادی جس سے ہو وہ صرف تمہیں چاہتا ہو۔"کچھ جتانے جیسا لہجہ تھا۔

اس کے قدم منجمند ہوئے تھے اور پھر بڑے ناز سے پلٹی۔سنہری جوڑے میں دمکتی بلا کی خوبصورت۔

" شکریہ۔مجھے یقین ہے وہ ایسا ہی ہو گا۔"انداز فتحانہ تھا۔

" ہاں لیکن مجھے بھی ایک بات کا یقین ہے۔"استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔

ضحیٰ نے پل بھر کو مستفسرانہ آنکھیں سکیڑ کر اس کی طرف دیکھا۔وہ ایک سیڑھی اتر کر اب مقابل کھڑا تھا۔

" وہ صرف تمہیں چاہتا ہو گا لیکن میری طرح نہیں چاہتا ہو گا۔"کچھ جتانے والا انداز تھا۔

پھر وہ نرمی سے مسکرایا۔ضحیٰ پل بھر کو ساکت و صامت ہوئی۔وہ اب اسے بنا دیکھے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔

ہنہ۔ہ۔ہ۔ہیرو گیری دکھانے کی عادت نہیں گئی۔

اس نے بے مروتی سے سر جھٹکا اور سیڑھیاں اتر گئی۔اس کے بعد پوری تقریب میں وہ اسے نظر نہیں آیا تھا۔

☆☆☆☆☆

" دونوں گاڑیاں بس نکلنے کو تیار کھڑی ہیں ذرا جلدی کرو۔"

حفصہ جلدی جلدی اس کا سامان سمیٹتے ہوئے کہہ رہی تھی۔وہ لوگ لاہور واپس جا رہے تھے اور محترمہ ہمیشہ کی طرح سب سے پیچھے تھیں۔

" دو گاڑیاں۔دوسری گاڑی کس کی ؟ " بالوں میں برش چلاتے ہوئے شیشے میں حفصہ کا مصروفِ عمل سراپا دیکھا جو اس کے پرس میں اس کی چیزیں ڈال رہی تھی۔

" شعیب بھی جا رہے ہیں نہ لاہور۔"

" شعیب بھائی ؟ ہیں کیوں! وہ کیوں جانے لگے لاہور ؟ "

بالوں کی پونی کرتی وہ حیران ہوتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

" وہ انکل امان لوگوں کو لاہور چھوڑنے جانا ہے۔"

حفصہ نے سرسری لہجے میں جواب دیا اور پھر سے چیزیں سمیٹنے لگی۔

" اچھا !!!! تو وہ لوگ کیا اب لاہور کوئی اور لڑکی دیکھنے جا رہے ہیں ؟ " تمسخر بھرا لہجہ تھا۔

" ہاں بالکل درست سمجھی اور لڑکی کا نام سنو گی تو حیران ہو جاؤ گی۔"

حفصہ نے پرس کے ساتھ اس کا سفری بیگ رکھتے ہوئے مصروف انداز میں جواب دیا جبکہ وہ اب حیرت سے رخ اس کی طرف موڑ چکی تھی۔

"مطلب میں جانتی ہوں کیا اس لڑکی کو ؟ "

" ہاں بہت اچھی طرح۔"حفصہ نے تاسف سے آہ بھری۔

" مطلب۔"وہ مزید بھنویں سکیڑ چکی تھی۔

"ندرت کو دیکھنے جا رہے ہیں وہ لوگ۔"

بم بلاسٹ تھا۔وہ ہکا بکا منہ کھولے کھڑی تھی۔

" ن۔۔۔نہ۔۔۔ںدرت۔۔۔مگر کیوں ؟ "

"کیوں کیا مطلب۔تم نے انکار کر دیا تو کیا وہ اپنے بیٹے کے لئے کوئی اور لڑکی نہ دیکھیں۔خیر سے دادو لے کر جا رہی ہیں کہ میری دوسری پوتی بھی بہت خوبصورت ہے اور وہ ضحیٰ کی طرح خود سر نہیں ہے۔"

حفصہ اسے تفصیل بتا رہی تھی اور وہ حواس باختہ کھڑی تھی۔ندرت اور فیصل کی دھواں دھار محبت کے تمام مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرنے لگے تھے۔

" تمہیں اب کیا ہوا ہے ؟ "

حفصہ اسے یوں ہونق بنی دیکھ کر قریب آئی۔

" نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔یہ نہیں ہو سکتا۔وہ ندرت سے ہرگز شادی نہیں کر سکتا۔"

"ضحیٰ دیکھو اب تم ندرت کے معاملے میں اپنی لاجکس مت گھسیڑنا۔کیف بہت اچھا لڑکا ہے اور ندرت کو بہت خوش رکھے گا۔میں تو چاہتی تھی اتنا اچھا رشتہ تھا تمھارا ہو جاتا۔لیکن۔۔۔۔"

"حفصہ۔۔۔اس کو رکو پلیز۔۔۔رکو۔۔۔"ملتجی لہجے میں کہتی وہ حفصہ کے ہاتھ تھام چکی تھی۔

اس نے حیرت سے پہلے اس کے چہرے کو دیکھا پھر ایک جھٹکے سے اپنے ہاتھ چھڑوائے اور اس کے سامنے باندھ دیے۔

"یہ دیکھو خدا کا واسطہ ہے بند کر دو یہ ڈرامے۔"

" ڈرامے نہیں ہیں کسی کی زندگی کا سوال ہے۔ندرت مر جائے گی وہ تو بیچاری میری طرح بشری چچی سے اپنی بات بھی نہیں منوا سکے گی اور بشری چچی ان کو ویسے بھی فواد خان بہت پسند ہے۔ان کی شادی کروا کر ہی دم لیں گی اور ندرت جیتے جی مر جائے گی بیچاری۔"

حفصہ نے اس کے بے لاگ تبصرے پر دہل کر اس کی طرف دیکھا۔

" اللہ نہ کرے۔تم پاگل ہو ضحیٰ۔کیف اچھا لڑکا ہے۔"

"ارے یہاں کیف کے اچھا ہونے یا نہ ہونے کی بات نہیں ہے۔ندرت اپیا خالہ کے بیٹے فیصل کو پسند کرتی ہے۔پسند کیا عشق کرتے ہیں دونوں۔"

وہ سر تھام چکی تھی جو بری طرح چکرا رہا تھا۔

"کیا ! " حفصہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

" ہاں۔کچھ کرو ان کو رکو جانے سے۔"

" پاگل ہو میں کیوں روکوں۔میں کیسے روک سکتی ہوں۔"حفصہ نے نفی میں سر ہلایا۔

" اف۔۔۔ف خدا۔۔کیا کروں ؟ کیف کہاں ہو گا اس وقت۔۔۔"

وہ جھٹ سے کچھ سوچ کر آگے بڑھی اس سے پہلے کہ کمرے سے باہر نکلتی حفصہ نے تیزی سے آگے ہوتے ہوئے روکا۔

"کیف کو کیا کہنا ہے۔رکو کہاں جا رہی ہو ؟ "

"کیف سے بات کرنے۔اس کی تو۔۔۔"دانت پیسے اور چہرہ سرخ ہو گیا۔

" میں نے انکار کیا تو میری ہی کزن کو دیکھنے چلا ہے۔شرم نام کی کوئی چیز ہے اس لڑکے میں۔"

" پاگل مت بنو۔جب تم نہیں کرنا چاہتی تو پھر کسی سے بھی کرے شادی تم کون ہوتی ہو اسے پوچھنے والی۔تم کچھ نہیں کرو گی ایسا ویسا۔"

" پھر میں کیا کروں۔چچی تو امی ابو کی طرح ندرت کی بات نہیں سنیں گی۔وہ تو پہلے سے چاہتی ہیں کوئی اچھا رشتہ آئے اور جھٹ سے اسے بیاہ دیں۔"

" ہاں پر تم اب کچھ نہیں کرو گی۔پہلے سے ہی بہت بری بن چکی تم۔ندرت کی شادی ہوتی ہے تو ہو جانے دو۔امی ابو باہر ویٹ کر رہے ہیں چپ چاپ گاڑی میں جا کر بیٹھو۔"

حفصہ نے تنبیہ کے انداز میں انگشت تانی۔حفصہ کے ساتھ سر کھپائی بالکل بیکار تھی۔وہ چپ چاپ کمرے سے باہر نکلی اور سر جھکائے گاڑی میں بیٹھ گئی۔دونوں گاڑیاں آگے پیچھے لاہور کے لئے نکلی تھیں۔آفتاب اور ثریا کے اترے چہرے اور اس سے خفگی عروج پر تھی۔وہ اپنی جگہ الگ پریشان تھی

۔

☆☆☆☆

" مجھے بچا لو ضحیٰ پلیز مجھے بچا لو۔"بہت سی رونے والی ایموجی کے ساتھ وٹس ایپ پیغام سکرین پر جگمگا رہا تھا۔

مطلب ندرت تک خبر پہنچ چکی تھی۔اس نے تیزی سے جوابی پیغام ٹائپ کیا۔

" بچا لو کی بچی فیصل کو کہو نہ کہ خالہ کو لے کر گھر پہنچے۔"

" وہ کیسے پہنچیں کراچی سے یہاں۔پاگلوں جیسی باتیں مت کرو ضحیٰ بتایا تو ہے وہ اپنے پروجیکٹ کے سلسلے میں کراچی گئے ہیں۔"

" تم پریشان نہ ہو میں آکر چچی سے بات کرتی ہوں۔میں ان کو سب سمجھاؤں گی کہ کیف کیسا لڑکا ہے۔"

اس نے اپنی طرف سے تسلی آمیز پیغام بھیجا۔

"کوئی فائدہ نہیں۔میں سب بتا چکی ہوں انہیں۔وہ کہہ رہی ہیں سب لڑکے شادی سے پہلے ایسے ہی ہوتے ہیں اور تم کونسا بہت پارسا ہو۔مجھے تو ان کی باتوں سے صاف لگ رہا ہے وہ سب جانتی ہیں میرے اور فیصل کے بارے میں۔"وہ گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔

" اب پھر کیا کریں۔"

جوابی پیغام لکھ کر وہ پرسوچ انداز میں لب کچل رہی تھی جب اس کا پیغام آیا۔

" مجھے بس اتنا پتا ہے کہ ایک تم ہو جو مجھے بچا سکتی ہو۔"

ندرت کا پیغام سکرین پر تھا اور وہ اب سر پکڑ کر بیٹھی تھی۔کار سست روی سے چلتی ہوئی قیام و طیام پر رکی۔سب لوگ گاڑی سے اتر رہے تھے۔وہ لوگ جب چلے تھے دوپہر کے چار بجے تھے اور اب شام پھیل رہی تھی۔

" تم نے چائے نہیں پینی ؟ " ثریا نے کار سے اترتے ہوئے گردن موڑ کر خفگی سے پوچھا۔

اس نے بیزار صورت بنائے نفی میں سر ہلانے کو چہرہ اوپر اٹھایا مگر دوسری کار سے نکلتے کیف کو دیکھ کر ذہن میں جیسے ایک دم سے ایک دھماکہ ہوا۔

" جی پینی ہے کیوں نہیں پینی۔"

تیزی سے گاڑی سے باہر نکلی اور تیز تیز قدم چلنے لگی۔کچھ لوگ ریسٹ روم کی طرف جا رہے تھے اور کچھ ہوٹل کی طرف جبکہ اس کی نگاہ کیف پر تھی جو سب سے الگ تھلگ کینٹین کی طرف جا رہا تھا۔وہ سب سے نظر بچاتی تیز تیز قدم اٹھاتی اس کے پیچھے جا رہی تھی۔

" یہی تھی وہ تمھاری محبت کیف امان ؟ "

وہ کینٹین کے کاونٹر پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا جب عقب سے ضحیٰ کے چبھتے الفاظ سنائی دیے۔

" جی ! " وہ چونک کر پلٹا تھا اور اب نا سمجھی سے بھنویں اچکائے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

میرون شال کو کندھوں کے گرد لپیٹے وہ ہمیشہ کی طرح ناک چڑھائے غصے میں کھڑی تھی۔

" جی۔ی۔ی ! " ضحیٰ نے گھورتے ہوئے جی پر زور دیا اور دو قدم مزید چل کر اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

" کل سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر جو شخص مجھے یہ کہہ رہا ہو کہ مجھ سے زیادہ تمہیں کوئی نہیں چاہ سکتا اور میرے انکار کرنے پر وہ آج کسی اور کو دیکھنے جا رہا ہے۔واہ یہ کونسی محبت ہے بھئی۔" تمسخر اڑانے جیسا انداز تھا۔

" میں نہیں جا رہا۔میرے گھر والے زبردستی لے جا رہے ہیں۔"

استہزائیہ مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ آنکھوں میں اب بھی حیرت کا تاثر جھلک رہا تھا۔

" انتہائی لُچے انسان ہو بھئی تم اور تمھاری اطلاع کے لئے عرض ہے جس لڑکی کو دیکھنے جا رہے ہو نہ وہ میری کزن ہے۔" لفظ چبا چبا کر اہم معلومات دیں۔

"کزن ! تمھاری ؟ اوہ۔ہ۔ہ اچھا۔تو ؟ " کیف نے حیرت اور نا سمجھی سے آبرؤ اچکائے۔

" تو!۔۔۔تو کہہ رہے ہو ؟ کیف امان ذرا سی بھی انسانیت ہے تم میں تو اس رشتے سے خود انکار کرو دو ۔"تڑخ کر رعب جمایا۔

دوسری طرف چند پل کے لئے خاموشی چھا گئی۔وہ اب بس اس کی غصیلی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ کیا چیز تھی یہ لڑکی اب اُسے کیا مسئلہ تھا۔کیف نے پرسوچ نگاہیں اس پر گاڑیں۔

" تمھارا مسئلہ سمجھ سے باہر ہے۔تم خود مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی . اٹس اوکے لیکن اب کیا مجھ سے کسی اور کی بھی شادی نہیں ہونے دو گی ؟ " وہ اب بات کرتے ہوئے ہنس رہا تھا۔

" کسی اور سے مجھے کیا لینا دینا میں تو بس اپنی کزن کی بات کر رہی ہوں۔تم ندرت سے شادی نہیں کر سکتے ہو۔بلکہ یوں کہنا چاہیے وہ تم سے شادی نہیں کرے گی۔"ڈٹ کر کہا۔

کیف اس کے اس انداز پر بے ساختہ کھکھلا کر ہنس دیا۔وہ مزید تپ گئی۔اس کا سرخ ہوتا چہرہ دیکھ کر اس نے بمشکل ہنسی پر قابو پایا۔

" اچھا۔تو کس نے روکا ہے۔تمھاری وہ مس ندرت صاحبہ بھی مجھے تمھاری طرح ریجکٹ کر دے۔ سمپل۔"

" نہیں وہ نہیں کر سکتی انکار۔تم انکار کرو گے۔"بڑا تحکمانہ لہجہ تھا۔

کیف نے فوراً سر نفی میں ہلاتے ہوئے ہاتھ کھڑے کئے۔

" نہیں بالکل نہیں میں اس وقت اس پوزیشن میں نہیں ہوں۔میرے مما بابا ویسے بھی تمھارے انکار کے بعد سے بہت ڈس ہارٹ ہیں۔میں ان کو مزید دکھ نہیں دے سکتا ہوں۔"

" ہاؤ مین یو آر کیف امان۔"وہ آنکھوں کو چندھی کئیے چیخ رہی تھی۔

" یس آئی ایم۔مین ، چیپ ، لُچا ، لفنگا سب کہہ دو لیکن میں اب اپنے پیرنٹس کو مزید پریشان نہیں کر سکتا ہوں۔ان کے بہت ارمان ہیں مجھے لے کر آخر کو ان کا اکلوتا بیٹا ہوں۔بہت زمہ داریاں ہیں مجھ پر۔مجھے ان کی نسل آگے بڑھانی ہے۔"آخری جملے کو شریر لہجے میں ادا کیا۔

اس کی پریشانی وہ اب تک نہیں سمجھ پایا تھا لیکن اس کا یوں پھر سے آکر بات کرنا اور رعب چلانا سب دل کو بھلا لگ رہا تھا۔اس کی نسل بڑھانے والی بات پر ضحیٰ نے چبھتی آنکھوں سے دیکھا۔

" تو کس نے روکا ہے نبھاؤ زمہ داریاں مگر کسی اور لڑکی کے ساتھ پلیز زززز۔میری کزن ندرت نہیں۔ ہر گز نہیں۔"قطعیت سے کہتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں ہاتھ سے ہوا میں لکیر کھینچی۔

" ضحیٰ کیا کر رہی ہو یہاں۔"عقب سے آتی ثریا کی آواز پر وہ کرنٹ کھا کر اچھلی۔

" جی۔۔جی امی۔۔"

" چلو چائے لگ گئی ہے۔"وہ متحوش نگاہوں سے کیف کو اور اسے گھور رہی تھیں۔ضحیٰ خفت سے نگاہیں چراتی ہوئی آگے بڑھی۔

" جی۔چلیں چلیں۔"

"کیا کر رہی تھی تم یہاں ؟ " ثریا نے تشویش سے بھنویں اکٹھی کئے استفسار کیا۔

"کہ۔۔۔کچھ نہیں۔میں تو کینٹین سے چوینگم لینے آئی تھی۔"فوراً جھوٹ بولا اور ثریا کی خشمگیں نگاہوں سے بچنے کے لئے تیز تیز قدم آگے بڑھا دیے۔کیف اب مضحمل مسکراہٹ سجائے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

☆☆☆☆

" دیکھو ضحیٰ میں کچھ نہیں جانتا۔اب جو کرنا ہے تمہیں کرنا ہے۔"فیصل نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

وہ موبائل ہاتھ میں تھامے بیٹھی تھی اور سامنے سکرین پر ویڈیو کال میں پریشان حال فیصل تھا۔ندرت اس کے پہلو میں بیٹھی رو رہی تھی۔

" میں اس وقت مما سے کوئی بات نہیں کر سکتا۔میں لاہور آتے ہی انہیں یہاں خالہ کے گھر لے آؤں گا بس پلیز ابھی کے لئے کسی طرح یہ معاملہ ٹال دو۔"التجا کرتے ہوئے اس کی نظر آنسو بہاتی ندرت پر گئی۔

" اس کو سنبھالو یار نہیں دیکھ سکتا اسے ایسے روتے ہوئے۔پلیز۔"

اس نے بے چین لہجے میں کہتے ہوئے ندرت کی طرف اشارہ کیا جس نے رو رو کر اپنا حال بے حال کر رکھا تھا۔

کیف کے گھر والوں کو ندرت اور بشری ، ماہتاب کو کیف بہت پسند آیا تھا۔بات تو یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ کیف کی فیمیلی کو آج رات گھر میں ہی روک لیا گیا تھا تاکہ صبح کو چھوٹی سی نسبت کی تقریب کر لی جائے۔

اب رات کے بارہ بجے سب اپنے اپنے کمروں میں گئے تو ندرت آنکھ بچا کر نیچے اس کے پاس آ گئی تھی جہاں وہ دونوں فیصل سے ویڈیو کال پر بات کر رہی تھیں۔

" میں کیا کروں فیصل ؟ میں نے کیف کو بہت سمجھایا تھا لیکن اب سب آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا ہے ۔"ضحیٰ نے بیچارگی سے اس کی مدد کی پیش کش کو مسترد کیا۔

" فیصل آپ آ جائیں جیسے بھی کریں۔مجھے نہیں پتا۔"ندرت نے زکام زدہ آواز میں آنسو صاف کرتے ہوئے التجا کی۔وہ یہ فقرہ فیصل کو بیسوں بار کہہ چکی تھی۔

"ارے۔۔۔یاررر۔پلیز ٹرائی ٹو انڈرسٹینڈ۔بہت اہم پروجیکٹ ہے۔"وہ جھنجلا گیا۔

" ہاں مجھ سے زیادہ اہم ہے نہ۔یہاں میری بات پکی ہو گئی ہے۔صبح وہ لوگ نسبت طے کرنے کی باتیں کر رہے ہیں اور آپ اپنے پروجیکٹ کو لے کر بیٹھے رہیں۔"

ندرت کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔وہ دونوں پھر سے آپس میں جھگڑنا شروع ہو چکے تھے۔

" اگر میری شادی آپ سے نہ ہوئی میں ساری زندگی آپ کو معاف نہیں کروں گی۔"وہ انگشت تانے فیصل کو دھمکی دے رہی تھی۔

" ضحیٰ پلیز کچھ کرو۔"فیصل نے رونکھی صورت بنائے پھر سے ضحی سے التجا کی جو ہونقوں کی طرح بس دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

" نہیں ضحیٰ کچھ بھی مت کرو۔میں کر لوں گی اُس سے شادی۔یہ رہیں اُدھر ہی۔"ندرت نے برہم لہجے میں بات کاٹی۔

" اوکے۔اوکے اگر میں آج چل بھی پڑتا ہوں تو تمہیں پتا ہے نہ کراچی سے لاہور تک کے فاصلے کا۔ اب اتنا لین لارڈ تو ہوں نہیں کہ بائے ایئر آ جاؤں۔"

" مت آئیں۔بائے۔"ندرت نے غصے میں جواب دیا اور پھر ایک جھٹکے سے موبائل بند کر دیا۔

وہ اب اونچا اونچا رو رہی تھی۔ضحیٰ نے بے چینی سے لب کچلتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

" ندی۔۔۔پلیز سٹاپ کرائینگ۔"

"ضحیٰ میں نے سوچ لیا ہے بس۔"
وہ ایک دم سے آنسو پونچھتے ہوئے پرعزم انداز میں سیدھی ہوئی۔
"کیا؟"
ضحیٰ نے تفکر سے بھنویں سکیڑیں۔
"میں کیف سے شادی کر لوں گی۔"ندرت نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔
"پاگل مت بنو ندی۔اچھا چپ میں کرتی ہوں کچھ۔وہ علی کے روم میں ہے نہ؟"
وہ اسے خود سے بھینچے کہہ رہی تھی جبکہ ذہن اب چار سو اسی کی رفتار پر دوڑنے لگا تھا۔ندرت حیرت سے الگ ہوئی۔
"کیا کرو گی اب؟"
"بس تم میری کچھ مدد کر دو۔علی کو کچھ دیر باتوں میں الجھا کر رکھنا بس۔"
وہ آنکھوں کو چندھی کئے پرسوچ لہجے میں بولی۔
☆☆☆☆
وہ بستر میں گھسا زین سے پیغامات کا تبادلہ کر رہا ہے۔کسی نئی جگہ پر نیند تو کم ہی آتی تھی اسی لئے وہ موبائل پر پیغامات کے تبادلے میں مگن تھا جب دروازے پر دستک ہونے پر پہلے علی اپنے بستر سے اُٹھ کر باہر گیا اور کچھ دیر بعد ہی اسے اپنے سر پر کسی کے کھڑے ہونے کا احساس ہوا۔
کیف نے سراسیمگی میں گردن اٹھائی۔ضحیٰ اپنے مخصوص انداز میں شال میں لپٹی اس کے سر پر کھڑی تھی فرق صرف یہ تھا اس کا چہرہ اس وقت مسکین تاثرات پیش کر رہا تھا۔اس کی اس غیر متوقع آمد پر فون جو کیف کے ہاتھ میں تھا چھوٹ کر زور سے چہرے پر لگا۔

" تم۔۔"

وہ گڑبڑا کر سیدھا ہوا اور بھنویں حیرت سے اچکا کر کلاک کی طرف دیکھا رات کا ایک بج رہا تھا۔

" ہاں میں۔مجھے تم سے بات کرنی ہے۔"وہ سپاٹ لہجے میں مگر سرگوشی کے انداز میں گویا ہوئی۔

" وہی بات جو شام کو کی تھی ؟ "

کیف نے ہاتھوں کا سہارا لے کر خود کو بیٹھنے میں مدد دی۔رات کے اس وقت خنکی کی شدت بڑھ چکی تھی اور محترمہ اس وقت ننگے پاؤں فرش پر کھڑی تھی۔

" یس وہی بات۔پلیز تم اس رشتے سے انکار کر دو۔کسی کی زندگی کا معاملہ ہے۔اپنی زندگی میں کوئی ایک کام تو نیکی کا کر جاؤ۔"لہجہ ملتجی تھا۔

" اف۔ف۔میں تمہیں بتا چکا ہوں میں ایسا نہیں کر سکتا ہوں۔میری بھی مجبوری ہے۔تم اپنی کزن سے کہو کہ وہ انکار کر دے۔"

کیف نے جواب دینے کے دوران پھر سے اس کے پیروں کی طرف دیکھا۔وہ کیسے اتنی ٹھنڈ میں یوں کھڑی تھی۔

" وہ انکار کر چکی ہے لیکن اس کے پرینٹس زبردستی کر رہے ہیں۔دیکھو بات یہ ہے کہ وہ کسی لڑکے سے بہت پیار کرتی ہے اور اگر دونوں نہیں ملے سکے تو بہت غلط ہو گا۔"

پریشان سے لہجے میں اس کی منتیں کرتی وہ پچھلے دنوں سے بہت مختلف لگ رہی تھی۔کیف نے دلچسپی سے اس کے ٹھٹھرتے سفید چہرے اور ہلکی گلابی ہوتی ناک کو دیکھا۔

" اوہ تو اس لئے وہ انکار کرنا چاہتی۔مطلب کروانا چاہتی ہے۔"کیف نے پرسوچ انداز میں لب بھینچے۔

" جی بالکل۔"

" اور تم نے کیوں انکار کیا تھا؟ میرا مطلب تم بھی کسی سے۔"مستفسرانہ آبروؤ اچکائے اور لہجے میں بھی ہلکی سی چبھن تھی۔

" نہیں بالکل نہیں۔"ضحیٰ نے فورا نفی میں سر ہلایا۔

" مطلب تم صرف نفرت کرتی ہو اور وہ بھی مجھ سے۔"

کیف ایک جھٹکے سے کمفرٹر ہٹاتا بستر سے اٹھ کر اب اس کے مقابل کھڑا تھا۔

اف۔اف فرش بہت ٹھنڈا تھا۔اب دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔فرش پر ننگے پاؤں رکھتے ہی احساس ہو گیا تھا وہ اپنی کزن ندرت سے کتنی محبت کرتی ہے۔

" تم بات کو گھماؤ مت جو میں نے کہا ہے اس کا جواب دو۔کل صبح اس رشتے سے انکار کرو اور جاؤ یہاں سے۔"

" اگر ایسا نہ کروں تو؟ " سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے دھونس جمانے کے انداز میں کہا۔

" تو میں تمھارا گلا دبا دوں گی۔"

ضحیٰ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔وہ اب غصے سے دونوں ہاتھ کیف کی گردن کی طرف بڑھائے ہوئے تھی۔

" لو ابھی دبا دو۔نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔"

بے ساختہ کیف نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر جیسے ہی اپنی گردن پر رکھا۔ٹھک سے دروازہ کھلا۔

"کیف تمھاری دادی کی دوائیں تمھارے بیگ میں۔۔۔۔"

سامنے کا منظر دیکھ کر جہاں شمائلہ کی آواز حلق میں دب کر رہ گئ وہاں بشری کی آنکھیں تو ابل کر باہر آ چکی تھیں۔

کیف کی دادی کی طبیعت بوجھل ہو رہی تھی اور ان کی تمام دوائیں کیف کے پاس تھیں۔شمائلہ بشری کو ساتھ لے کر اس کے کمرے میں پہنچی تھیں اور رات کے ایک بجے وہ اور ضحی گلے میں بانہیں ڈالے۔

" ضحیٰ تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو ؟ "

بشریٰ کی حیرت سے کانپتی آواز بمشکل نکلی اور وہ دونوں جو ساکت و صامت کھڑے تھے کرنٹ کھا کر ایک دوسرے سے دور ہوئے۔

☆☆☆☆

آدھی رات کو سارے میزبان اور مہمان لاؤنج میں موجود تھے۔سب کی خشمگیں نگاہیں ان پر جمی تھیں اور وہ دونوں مجرموں کی طرح کٹہرے میں کھڑے تھے۔

سب کی حیرت سے پھٹی آنکھیں ان پر گڑی تھیں۔شمائلہ نے تو کیا ہی کہنا تھا۔بشری نے ان دونوں کے منظر کو تھوڑا سا مسالہ لگا کر پیش کر دیا تھا۔کیف نے ایک چور نگاہ سب پر ڈالی اور پھر اس گہری اور عجیب و غریب خاموشی کو توڑا۔

"دیکھیں اس میں ضحیٰ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔میں نے ہی اسے کمرے میں بلایا تھا۔بات دراصل یہ ہے کہ مجھے ضحیٰ ہی پسند ہے۔میں چاہتا تھا ایک دفعہ خود سے اس سے بات کروں۔شاید یہ مان جائے ۔اس میں اس کا کوئی قصور نہیں۔"وہ تحمل سے بات کر رہا تھا۔

ضحیٰ نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جو بڑے طریقے سے سب اپنے سر پر لے گیا تھا۔

"اچھا تم نے اسے بلایا کہ میں تمہیں ہی پسند کرتا ہوں اور پھر اس نے آکر تمھارے گلے میں باہیں ڈال دیں۔بھئ واہ۔"بشریٰ نے تمسخر اڑیا۔

سب پھر سے ایک دوسرے سے نظریں چرانے لگے۔آفتاب کی گردن تو مزید جھک گئ تھی جبکہ ثریا بیگم اسے کھا جانے والی نگاہوں سے گھور رہی تھیں۔

"نہ نہیں۔۔۔آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔"

کیف نے گڑبڑا کر مزید وضاحت دینا چاہی جب ضحیٰ کی آواز پر اُس سمیت سب پر حیرت کا پہاڑ ٹوٹ گیا۔

"بابا میں کیف سے شادی کے لئے تیار ہوں۔میں نے فیصل آباد شادی پر جو فیصلہ جلد بازی میں لیا تھا میں اس پر شرمندہ ہوں۔"پر اعتماد لہجے میں سر جھکائے اس نے اپنی بات مکمل کی اور پھر تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئ۔

لاؤنج میں موجود ہر فرد ہکا بکا بیٹھا تھا اور ایک واحد وہ تھا جس کا دل تو پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا بس پلک نہیں جھپک رہی تھی۔

☆☆☆☆

سرخ اور آف وائٹ ملاپ کا بھاری بھرکم لہنگا زیب تن کئے اور سولہ سنگھار سے لیس چہرے کے ساتھ آج اس کے سامنے ہر استعارہ کم لگ رہا تھا۔بیس دن کے اندر اندر شادی کی تمام تیاریاں مکمل ہوئی تھیں اور آج وہ ضحیٰ آفتاب سے مسز کیف امان بنی بیٹھی تھی۔

میرج ھال کے برائیڈل روم میں اس وقت اس کے ساتھ ندرت موجود تھی اور کچھ دیر پہلے ہی نکاح خواں کے ساتھ سب بڑے باہر نکلے تھے۔

" بہت پیاری لگ رہی ہو۔بالکل شہزادی جیسی۔"

ندرت نے کوئی بیسویں بار اپنے موبائل میں اس کی تصویر بناتے ہوئے تعریف کی تھی اور وہ تھی کہ منہ لٹکائے بیٹھی تھی۔

" ہوں۔۔۔"

اس نے ہمیشہ کی طرح لٹکے منہ اور سڑے لہجے کے ساتھ ہنکارا بھرنے پر اکتفا کیا۔ندرت نے موبائل بند کیا اور لب کچلتی ہوئی اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔

" سوری یار ضحیٰ "

خفت بھرے لہجے میں کہتی وہ سر جھکائے ہوئے تھی جب ضحیٰ کی غصیلی اور تڑختی آواز پر سٹپٹا کر سر اوپر اٹھایا۔

" ارے بس کرو یار پچھلے بیس دن سے معافی ہی مانگے جا رہی ہو۔مجھے تو اب کیف کے بعد اس معافی لفظ سے بھی نفرت ہونے لگی ہے۔میری قسمت اس کیف کے ساتھ ہی پھوٹنی تھی سو پھوٹ گئی۔بس ثابت ہوا یہ تو تقدیر میں لکھا تھا اور تقدیر کا لکھا کوئی لاکھ کوشش سے بھی نہیں بدل سکتا۔میری

شادی اسی لمحے سے ہونی تھی۔ایسے نہ ہوتی تو ویسے ہو جاتی۔میں ویسے ہی بہت پریشان ہوں اوپر سے تم ہر آدھے گھنٹے بعد معافی مانگ کر میرا دماغ پکا رہی ہو۔"

" اچھا بابا نہیں کہتی اب۔کاٹ کھانے کو کیوں دوڑ رہی ہو۔منہ لٹکائے بیٹھی تھی تو دل بھر آیا۔"

ندرت نے اس کے یوں غصہ دکھانے پر نروٹھے پن سے وضاحت دی۔

" منہ تو اب ساری عمر یونہی لٹکا رہے گا تو کیا تم ساری عمر مجھ سے معافیاں مانگتی رہو گی۔"

" اف اللہ تم تو آج الٹے توے پر بیٹھی ہو۔"ندرت نے خفگی سے گھورا۔

" تو اور کیا کروں۔میری کونسا یہاں من چاہے پیا سنگ رخصتی ہو رہی ہے جو منہ سے سرد ہوائیں نکالوں۔"

" اچھا بس چپ یہ ہونٹوں کے پاس سے بیس خراب ہو رہی ہے۔"

ندرت نے آنکھیں چندھی کیئے اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا اور اب کی بار وہ واقعی پریشان ہوئی لیکن چپ تب بھی نہیں ہوئی۔

" جتنا سڑا میک اپ کروایا ہے ایسے ہی ہونا ہے اور کمبخت ماری آج دلہن بناتے ہوئے بھی اپنے آوارہ شوہر کے قصے سنا سنا کر ڈراتی رہی۔"

وہ اب بھاری لہنگے کو بمشکل سنبھالتی اپنی جگہ سے اٹھ کر دیوار پر لگے قد آور شیشے کے سامنے کھڑی اپنا جائزہ لے رہی تھی۔

" اچھا زیادہ دل برا مت کرو۔کیف بھائی اب اس لوفر نوید جیسے بھی نہیں ہیں۔"

" تم یہ اب میرا جھوٹ موٹ کا دل رکھنا بند کر دو مجھے بھی پتا ہے کتنے پانی میں ہیں تمھارے کیف بھائی۔ی۔ی۔"

منہ بسور کر بھائی پر زور دیتی وہ شیشے میں ندرت کا عکس دیکھ رہی تھی۔

" ارے پاگل تم تو کیف بھائی نہ کہو ابھی پانچ منٹ پہلے تو نکاح ہوا ہے۔"

" تمھارا کیف بھائی کہا ہے۔کہیں نہیں گیا میرا نکاح۔"

ضحیٰ نے اس کے عکس کو گھورتے ہوئے اونچی آواز میں تصیح کی اُسی لمحے برائیڈل روم کا دروازہ کھولے حفصہ اندر داخل ہوئی۔

بھاری کامدار میرون سوٹ میں ملبوس وہ اکلوتی بہن کی شادی پر پورے چاہ سے تیار ہوئی تھی۔وہ اب ضحیٰ کو آنکھیں نکالتے ہوئے آگے بڑھی۔

" ضحیٰ آہستہ بات کرو۔آواز باہر تک جا رہی ہے۔"

" بول لینے دو۔یہ کچھ ہی تو گھنٹے ہیں جی بھر کے بول لوں پھر تو وہ ہو جائے گا نہ سسرالیہ۔تمھاری طرح۔"

" اچھا چلو کیف سٹیج پر آگیا ہے تمہیں لے کر جانا ہے اب۔"

ضحی نے آگے بڑھتے ہوئے اس کے دوپٹے کو چہرے کے قریب سے درست کیا۔وہ جو تب سے بنا کسی خوف و خطر پٹر پٹر بول رہی تھی ایک پل کے لئے یوں لگا جیسے دل ڈوب گیا ہو۔

" اف۔ف۔ف آگئی وہ گھڑی۔"چہرے کا رنگ ایک دم سے زرد ہوا۔

" ماشا االلہ ماشا اللہ۔ چلو یہ تیوری ختم کرو اب ماتھے سے اور ہلکا سا مسکراؤ۔" حفصہ نے محبت سے مشورے میں لپٹا حکم جاری کیا۔

" مجھ سے یہ ماڈلنگ واڈلنگ نہیں ہو گی۔جی سڑا پڑا ہے۔"

اس نے چہرے کے زاویے مزید بگاڑتے ہوئے کہا جبکہ دل اب سوکھے پتے کی طرح لرز رہا تھا۔

" بکواس مت کرو۔چار دن بعد جب کیف کیف کی مالا جپنے لگو گی تو خود ہی شادی کی ویڈیو دیکھ کر افسوس ہو گا کہ کاش میں یوں کدو جیسا منہ بنا کر نہ بیٹھتی۔"

" جپ ہی نہ لوں کیف کیف کی مالا۔"

اس نے بدمزہ صورت بنائے دانت پیسے اور پھر بھاری لہنگے کو جھنجلا کر دونوں کناروں سے پکڑا۔

" غضب خدا کا یہ اتنا بھاری لہنگا لینے کی کیا تک بنتی تھی۔ سنبھالہ بھی نہیں جا رہا مجھ سے۔"

" اچھا اب زیادہ نخرے مت کرو سب دلہنیں پہنتی ہیں۔ ندی پکڑو اس کو دوسری طرف سے۔"

حفصہ نے ایک طرف سے اسے پکڑ کر دوسری طرف سے ندرت کو پکڑنے کا اشارہ کیا۔برائیڈل روم سے نکلتے ہی ہال کے دروازے پر ویڈیو بنانے والوں اور مہمانوں کا رش لگا تھا۔

ہر آنکھ اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھ رہی تھی۔حفصہ اور ندرت کے وسط میں خراماں چلتی وہ سٹیج کی طرف بڑھ رہی تھی جب نگاہ اٹھا کر سامنے کیف کو دیکھا۔سیاہ شیروانی میں کھڑا مسکراتا وہ اس کے سٹیج تک پہنچنے کا منتظر تھا۔

" اف۔ف۔ف اس بے عقل کو میرے لہنگے کے کمبینشن کا نہیں پتا تھا کیا۔سیاہ شیروانی پہن کر آ گیا۔"

غصے سے دانت پیسے ہوئے ندرت کے کان میں سرگوشی کی جو ساتھ چلتی حفصہ کو صاف سنائی دے گئی تھی۔

" ضحیٰ تمیز کرو اتنی جلدی میں شادی ہوئی ہے۔جیسی ملی ہو گی لے لی۔اب یہ ٹر ٹر بند کرو گی کچھ دیر پلیز۔"

حفصہ نے فوراً غصے سے اسے ڈپٹا۔وہ بس گھور کر رہ گئی۔وہ لوگ اب سٹیج کے پاس پہنچ چکے تھے جہاں ویڈیو بنانے والے کی ہدایت کے مطابق کیف نے کوئی تیسری بار اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور پھر اللہ اللہ کر کے اسے شور و غل میں سٹیج پر چڑھایا گیا۔

کیف کی باچھیں کھلی تھیں۔وہ پھولے نہیں سما رہا تھا اور وہ بس ایک دو دفعہ جبراً مسکرا پائی تھی۔حفصہ بار بار اسے آنکھیں نکال کر مسکرانے کا کہہ رہی تھی۔جسے وہ دیکھ کر بھی ان دیکھا کر رہی تھی۔

ناقابل برداشت ویڈیو شوٹ اور پھر تمام رسومات میں سے گزر کر آخر کار رخصتی کا وقت آ ہی گیا اور وہ جو یہ سوچ رہی تھی کہ ایک آنسو نہیں بہائے گی پتا نہیں کہاں سے ایک سمندر امڈ آیا تھا۔

وہ باقاعدہ ہچکیوں میں رو رہی تھی۔ثریا، آفتاب، ندرت، حفصہ اور پھر علی کے گلے لگ کر روتے روتے وہ اپنے میک اپ کا کافی حد تک بیڑا غرق کر چکی تھی۔

اب حالت ایسی تھی کہ کاجل آنکھوں میں پھیل کر نیچے آ رہا تھا اور ناک بھی سرخ ہو رہی تھی۔وہ تو کار میں بیٹھتے ہی کیف کی کسی بیوٹیشن کزن نے بڑی مہارت سے اس کا سارا میک اپ درست کر دیا تھا ورنہ اس کے حسن کے جو ڈنکے وہ اپنے گرد و نواح میں بجا کر آئے تھے وہ سب اسے دیکھ کر منہ میں انگلی دبا جاتے۔

☆☆☆☆

بھاری بھرکم لہنگے کو مور کے پنکھ کی طرح بیڈ پر پھیلائے وہ کسی پتلے کی مانند بیٹھی تھی جس کے چہرے پر بارہ بج رہے تھے۔کمرے کے دروازے پر پچھلے کوئی آدھے گھنٹے سے کیف اور اس کی بہنوں میں نوک جھونک چل رہی تھی۔وہ دروازے کے سامنے بازو تانے کھڑی تھیں اور کیف کو اندر جانے سے روک رہی تھیں۔

ضحیٰ کا بس نہیں چل رہا تھا چیخ کر کہے بس کر دو اب۔اسلام آباد کا سفر پھر یہاں رسومات اور فوٹو شوٹ اس کی کمر میں شدید درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں پر وہاں کسی کو کیا پرواہ تھی۔کھی کھی اور ہی ہی کا یہ دورانیہ لمبا ہی ہوتا جا رہا تھا۔

اللہ اللہ کر کے کیف میاں نے ہاتھ میں پکڑے پیسوں میں مزید اضافہ کیا اور پھر سے بہنوں کی طرف بڑھائے۔

" نہیں نہیں کیف بھائی یہ بھی بہت کم ہیں۔نہیں نہیں۔ہم نہیں لیں گے "

وہ مصنوعی خفگی دکھاتی پھر سے نفی میں سر ہلانے لگیں۔اب کی بار تو بس اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہونے کو تھا لیکن شمائلہ بیگم کو شاید اس کے اترے چہرے پر ترس آ گیا۔

" ارے بھئ تم دونوں کے چونچلے ختم نہیں ہو رہے ہیں۔دیکھو تو بھابھی کتنی تھکی ہوئی ہیں۔بھائی نے جتنے خوشی سے دیے ہیں رکھ لو۔"

شمائلہ کی ڈانٹ پر وہ سر ہلاتی پیچھے ہوئیں اور کیف کو اندر کیا۔چند منٹ دوسرے رشتے داروں کے معنی خیز جملوں کے جواب دینے کے بعد کیف نے دروازہ بند کر دیا۔

جیسے ہی کمرے کا دروازہ بند ہوا وہ جو تب سے سب کے لحاظ میں بس چپ سادھے اور کسی سجے ہوئے پتلے کی طرح بیٹھی تھی جھٹ سے لہنگا سمیٹنے لگی۔

کیف مسکرا کر پلٹا تو اسے یوں لہنگا سمیٹ کر بیڈ سے اترتے دیکھ کر حیرت سے آگے بڑھا۔

وہ اس کی حیرت سے کھلی آنکھوں کی پرواہ کئے بنا اس کے پاس سے گزرتی سنگھار میز کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور بیزار صورت بنا کر دوپٹے کی پنز کو الگ کرنے لگی۔

کیف یونہی ہکا بکا کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔پتا نہیں کیا کچھ ذہن میں ترتیب دے کر کمرے میں داخل ہوا تھا اور ابھی تو سہی سے ہمت بھی نہیں پیدا ہوئی تھی کہ محترمہ کے تیور دیکھ کر وہ بھی ہوا ہو گئی۔

کیف یونہی ہونق بنا کھڑا اس کو دیکھ رہا تھا جب وہ غصے میں بھری ایک دم پلٹی۔

"ایسے کھڑے ہو کر گھورنے کے بجائے میری مدد بھی کر سکتے ہو۔"

لگتا ہے بہت تھک گئی ہے۔وہ گہری سانس لیتا ہوا آگے بڑھا اور ہاتھ میں پکڑی منہ دکھائی کی انگوٹھی والی ڈبی کو سنگھار میز پر رکھ کر اس کے لہنگے اور دوپٹے میں لگی پنز تلاش کرنے لگا۔

ایک ایک کر کے ساری پنز کو علیحدہ کرنے کے بعد جیسے ہی دوپٹہ جوڑے سے الگ ہوا ضحی نے سکھ کا سانس لیا لیکن جیسے ہی وہ سر سے دوپٹہ علیحدہ کر کے ایک طرف کرنے لگی پتا چلا دوپٹہ تو کمر سے بھی پنوں سے جڑا ہے۔

"اف توبہ ہے۔"وہ جھنجلا گئی۔

"کیا ہوا اتنی پریشان کیوں ہو رہی ہو۔ایک منٹ۔گھومو ذرا۔"

کیف نے نرمی سے اس کا رخ موڑ کر کمر پر لگی پنز کو الگ کیا۔ سجی سنوری ضحیٰ اس کے اتنے قریب کھڑی خوابوں کی تعبیر لگ رہی تھی۔

" ہٹو آگے سے۔"

وہ جو نرمی سے اس کے ہر نقش کو دیکھ رہا تھا اس کے یوں چبھتے لہجے پر حیرت سے آبرؤ اٹھائے۔

"کیا ؟ "

" میں نے کہا ہٹو آگے سے۔"

وہ اب کی بار اور اونچا بولی تھی اور پھر اس کے پہلو سے نکلتی لہنگا سنبھالتی واش روم جا گھسی۔کیف نے اداس سی نگاہ سنگہار میز پر رکھی ڈبی پر ڈالی اور پھر دل مسوس کر شیروانی اتارنے لگا۔

کوئی دس منٹ بعد وہ باتھ روم سے باہر آئی تو سادہ سے گرم سوٹ ملبوس اور دھلے ہوئے چہرے کے ساتھ تھی۔اس کے سارے ارمانوں کا خون کئے وہ اب سپاٹ چہرے کے ساتھ بیڈ کی طرف آ رہی تھی۔

کیف نے بھرپور خفگی سے اس کی طرف دیکھا جس کی محترمہ کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔مزے سے آگے بڑھی اور بیڈ کے دوسرے کونے سے تکیہ اٹھا کر سیدھی ہوئی۔

" بہت نیند آ رہی ہے مجھے۔تم کدھر سوؤ گئے؟ "

وہ جو پہلے ہی خفا سا بیٹھا تھا اس کی اگلی گل افشانی پر تپ کر بھنویں اکٹھی کیں۔

" مطلب ؟ "

" مطلب یہ کہ میں یہاں بیڈ پر سو رہی ہوں تو تم یہاں تو نہیں سو سکتے نہ ؟"

"کیوں میں اور کہاں سوؤں گا؟ یہیں بیڈ پر تمہارے ساتھ ہی سوؤں گا۔"

رعب اور غصے کے تاثرات لئے وہ اب اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"ایک منٹ۔۔۔لٹ می کلیر ون تھنگ مسٹر کیف امان۔یہ شادی میری صرف مجبوری تھی۔میں آج بھی تم سے اُسی لیول کی نفرت کرتی ہوں۔اس لئے یہ رعب اور حق مجھے دکھانے اور جتانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

تین سکینڈ کی خاموشی تھی وہ ناک سکیڑے کھڑی تھی جب کیف نے بھی اسی کے انداز میں انگشت تان کر جوابی وار کیا۔

"لٹ می کلیر ون تھنگ مسز کیف امان میں پہلے بھی تم سے پیار کرتا تھا اور اب تو ہائی لیول کی محبت کرنے لگا ہوں۔"

وہ اب اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ضحیٰ نے نخوت سے ناک بھینچی اور پیچھے ہوئی۔

"ہنہ۔ہ۔ہ چار دن کی چونچلے پھر گھر کی مرغی دال برابر۔"

"تم بیوی ہو مرغی نہیں ؟ "

کیف نے محبت سے ہاتھ پکڑ کر پھر سے فاصلہ ختم کیا۔ایک پل کے لئے وہ گڑبڑا گئی مگر پھر پوری قوت سے ہاتھ چھڑایا۔

"کچھ دن کے بعد مرغی ہی بن جاؤں گی جس کا ذائقہ تمہیں دال لگنے لگے گا۔"

"ضحیٰ یہ کیسی باتیں کر رہی ہو ؟ "

وہ اب اکتاہٹ سے تیوری چڑھائے پوچھ رہا تھا۔

"بالکل صیح باتیں کر رہی ہوں۔خیر سے تم تو ویسے بھی کریکٹر کے زیرو ہو تو تم پر تو یہ سب باتیں ایک دم سے فٹ بیٹھ رہی ہیں۔"

ناک چڑھا کر کہتی وہ اب بیڈ پر بیٹھ چکی تھی جبکہ وہ اب سر تھامے کھڑا تھا۔

"کیسے یقین دلاؤں اپنی محبت کا تمہیں؟"

"کیسے بھی نہیں۔فلحال مجھے نیند آ رہی ہے سونے دے دو تو مہربانی ہو گی۔"

وہ سر تک کمفرٹر اوڑھ چکی تھی۔کیف نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا۔

☆☆☆☆

وہ مغموم صورت بنائے اپنے کمرے کے باہر موجود ٹیرس پر کھڑا سگریٹ پی رہا تھا جب فون کی گھنٹی بجی۔

زین کا نمبر دیکھ کر اس نے فوراً ان کے گھر کے ٹیرس کی طرف دیکھا۔وہ ٹیرس پر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"اوئے تو ٹیرس پر کیا کر رہا ہے اس وقت ؟"

اس کے فون اٹھا کر کان سے لگاتے ہی وہ تجسس میں مستفسر ہوا۔

"جو تو کر رہا ہے ؟ آنکھیں خراب ہیں کیا دیکھ نہیں رہا ؟" جل کر جواب دیا۔

"بھائی میرے لیکن میری آج سہاگ رات نہیں ہے۔"زین نے شریر لہجے میں چھیڑا۔

"میری بھی سہاگ رات تو ہر گز نہیں ہے ذلالت رات ہے" سلگ جر جواب دیا۔

"اوہ۔کیا ہوا ؟"

"سو گئی ہیں محترمہ۔"

بدمزہ شکل بنا کر وجہ بتائی اور جلتے سگریٹ کی راکھ کو زمین پر پھینکا۔

" تو کیوں سونے دیا ؟ "

" تو کیا مار کھاتا ؟ وہ تو شادی سے پہلے یوں گلا دبانے کو دوڑتی تھی اب تو پورے حق حاصل ہیں۔"

" لیکن وجہ تو ہو گی کوئی ؟ ایسے ہی سو گئی۔"

" وہی ازلی نفرت ، بے اعتباری۔"

کیف نے تاسف سے سر کو دائیں بائیں جنبش دی۔

" تو ختم کر اس نفرت اور بے اعتباری کو۔"

" کیسے ؟ کیسے کروں۔بات تک نہیں سنتی۔کاٹ کھانے کو دوڑتی ہے۔"

کیف کی بے بسی عروج پر تھی۔

" دیکھ میرے بھائی۔ویسے میری شادی نہیں ہوئی لیکن اتنا پتا ہے۔نفرت کو تو محبت ہی ختم کرتی ہے۔ یہ جو بیویاں ہوتی ہیں نہ ان کو وہ محبوب ٹائپ کے شوہر بہت پسند ہوتے ہیں اور تجھے تو خاصی پریکٹیس ہے اس میں۔"

" بکواس کرنی ضروری ہے۔ویسے مشورہ تو کار آمد ہے۔"

اس نے پرسوچ انداز میں آنکھیں سکیڑ کر سر کو اثبات میں جنبش دی۔

" پیار کی مار مار۔محبت کی ڈوز دے۔آخر کو تیری پرانی محبت ہے۔"زین اسے مشورے پر مشورہ دے رہا تھا۔

" صیح کہہ رہے ہو۔"

کیف نے تائید میں سر ہلایا۔

" چل جا میرا شیر۔"زین نے ہمت بڑھائی۔

وہ بھی جو اداس کھڑا تھا ایک پھیکی سی مسکراہٹ لبوں پر ٹھہر گئی۔

☆☆☆☆

کھڑکی کی آوٹ سے آنکھیں چندھی کئے وہ ٹیرس پر کھڑے کیف کو دیکھ رہی تھی جبکہ انگلیاں ٹک ٹک موبائل پر پیغام ٹائپ کر رہی تھیں۔

"کچھ نہیں ابھی تو سونے کا بہانہ کر کے لیٹ گئی تھی۔"

" پھر وہ اب کہاں ہے ؟ "

ندرت کا اگلا پیغام ابھرا۔

" باہر ٹیرس پر سگریٹ پھونک رہا ہے۔ایک یہ کسر باقی تھی۔یہ برائی بھی موجود ہے جناب میں۔ کہاں جا کر قسمت پھوٹی ہے۔"

" سوری یار۔"

ندرت کے اگلے پیغام پر اس کا دل کیا سر دیوار میں دے مارے۔

" اب ایک اور دفعہ بھی تم نے سوری کہا میں تمہارا نمبر بلاک کر دوں گی اور پھر قسم سے ساری زندگی بات نہیں کروں گی۔"

" اچھا اچھا سوری۔"

اس کے اگلے پیغام پر اس نے گہری سانس لی۔

"کیا کروں اس کا ؟ "

روٹھی صورت بنائے پوچھا۔

" کس کا ؟ "

" اس کا جو میرا شوہر بن گیا ہے ؟ "

" سدھار لے۔ دیکھ عورت تو اپنی محبت سے شیر کو بھی سدھار لیتی ہے۔"

" شیر کا کوئی کریکٹر نہیں ہوتا اس لئے۔"

منہ بسور کر جوابی مسیج ٹائپ کیا اور جیسے ہی چہرہ اوپر اٹھایا سٹپٹا گئی۔ کیف اب کمرے کی طرف واپس آ رہا تھا۔

" اچھا اچھا وہ آ رہا ہے۔ بائے۔"

ہڑ بڑا کر مسیج ٹائپ کیا اور تقریباً بھاگتی ہوئی بیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔ عجلت میں کمفرٹر سینے تک ہی تان سکی تھی کہ وہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ہاتھ وہیں روک دیے اور آنکھیں پوری طرح میچ لیں۔ قدموں کی چاپ اس کے سر پر آ کر رکی تھی۔

چہرے پر معصومیت طاری کئے وہ گہری نیند میں سو رہی تھی۔ ایسے چپ کتنی پیاری لگتی ہے۔ وہ بے خود سا اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں کھڑا ہے سر پر۔۔۔ کیا کروں ؟ کیا کروں۔۔۔"

وہ اپنے سر پر اس کی موجودگی باخوبی محسوس کر سکتی تھی۔ دل لرزنے لگا تھا اور پھر جیسے ایک دم خیال دماغ میں کوندا۔ اس نے جھٹ سے بدھی آواز میں خراٹے لینے شروع کئے۔

کیف جو محبت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ خوفناک خراٹے کی آواز پر ہوش میں آیا۔

" اتنی حسین صورت اور اتنے بدنما خراٹے لا حول ولا قوۃ۔"

وہ منہ بسور کر جلدی سے بیڈ کی دوسری طرف چل دیا اور پھر ایک تکیہ کانوں پر دے کر لیٹ گیا۔ ویسے بھی دو گھنٹے بعد صبح ہونے ہی والی تھی۔

☆☆☆☆☆

مخملی سا احساس تھا ایسے جیسے کوئی نرمی اور محبت سے اس کے بالوں کو چہرے پر سے ہٹا رہا ہو۔ ضحیٰ نے کسلمندی سے آنکھیں کھولیں۔ کیف بیڈ کے کنارے پر ٹکا اس پر جھکا ہوا تھا۔ نکھرا نکھرا چہرہ اور خمار آلودہ آنکھیں۔

" گڈ مارننگ۔۔۔"

اس کے آنکھیں کھولتے ہی بڑی محبت سے کہا۔ وہ جو سوئے دماغ کو دھیرے سے حواسوں میں لا رہی تھی پٹ سے آنکھیں پوری کھول دیں۔

" کیسی نیند آئی میری بی بی کو ؟ "

نہایت ہی محبت سے پوچھا گیا جب کہ ہاتھ اس کے چہرے پر سے بالوں کو ہٹا رہے تھے۔

" ت۔۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے ؟ "

" ہاں طبیعت ٹھیک ہے البتہ نیت۔۔۔"

کیف نے مسکراہٹ دباتے ہوئے شریر لہجے میں ابھی جملہ مکمل نہیں کیا تھا کہ وہ اچھل کر اسے پیچھے کرتی اٹھ بیٹھی اور پوری رفتار سے بھاگتی ہوئی واش روم میں گھس گئ۔

اف اللہ۔۔۔دل زور سے دھڑک رہا تھا اور وہ واش روم کے دروازے سے لگی سینے پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔دس پندرہ منٹ کے بعد فریش ہو کر جب باہر نکلی تو وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے موبائل پر مصروف تھا۔

کڑے تیور دکھاتی سنگھار میز کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور ہیر برش کو اٹھایا۔کیف پھر سے بیڈ پر سے اٹھ کر مسکراتا ہوا اس کی طرف آ رہا تھا۔

انداز پہلے سے بھی زیادہ خطرناک تھے۔وہ ایک دم سے چوکنی ہوئی اور جیسے ہی وہ اس کے بالکل پیچھے پہنچا ایک دم سے پلٹ کر برش کا سیدھا وار اس کے سر پر کر دیا۔ٹھک کی آواز کیف کی کھوپڑی سے برش کے ٹکرانے کی تھی۔

" آہ۔۔۔پاگل ہو گئی ہو کیا۔"

وہ بلبلا اٹھا۔

" پاگل میں نہیں تم ہو گئے ہو۔مجھے حراساں کیوں کر رہے ہو۔"

" حراساں تمھارا دماغ ٹھیک ہے۔شوہر ہوں تمھارا۔"

کیف سر پر ہاتھ رکھے غصے میں چلایا۔

" ہاں لیکن ناپسندیدہ۔خبردار اگر آئیندہ مجھے چھونے کی کوشش بھی کی ہو تو۔آنکھ ناک سر سب پھوڑ دوں گی۔"

" ناپسندیدہ ہوں تو کیا جان سے مار دو گی۔"

کیف نے کراہتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر آئینے کی طرف جھکا اور چوٹ کا جائزہ لینے لگا۔چھوٹا سا گھامڑ بن ہی گیا تھا۔

" اب یہ حصہ بالوں میں چھپانا پڑے گا۔خود تو رات منہ دکھائی لی نہیں اور مجھے یہ منہ دکھائی دے دی۔"خفگی سے کہا۔

ماتھے پر بال سیٹ کرتے ہوئے اچانک نگاہ ڈریسنگ پر رکھی مخملی ڈبی پر گئی جو رات کی وہیں پڑی اپنی قسمت کو رو رہی تھی۔

" عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔جب پہلے دھکا دے کر گئی تھی تو کیا ضرورت تھی ایسے پھر سے خوفناک نظروں سے دیکھتے ہوئے میرے پیچھے آنے کی۔"

اسے اپنی اس حرکت پر کوئی پیشمانی نہیں تھا الٹا اب بھی حفظ ماتقدم کے تحت برش پکڑ کر کھڑی تھی۔

" خوفناک۔ک۔ک خدا کا خوف کرو یار۔اتنی محبت سے دیکھتے ہوئے آ رہا تھا۔"

کیف نے حیرت سے آنکھیں پھیلا کر وضاحت دی۔

" ارادے تو خوفناک ہی تھے نہ۔"

وہ نخوت سے ناک چڑھا کر اپنی بات پر ڈٹی تھی۔کیف نے دانت پیس کر غصے سے انگوٹھی کی ڈبی کو اٹھایا۔

" یہ۔۔۔یہ اٹھانے آ رہا تھا۔رات دے نہیں سکا تھا تو سوچا کہ ابھی دادی کے ساتھ ناشتہ کرنے جانا ہے تو انہوں نے سوالوں کا پٹارا کھول کر رکھ دینا ہے۔"وہ لفظ چبا چبا کر وضاحت دے رہا تھا اور پھر خفگی سے انگوٹھی اس کی طرف بڑھائی۔

" لو یہ پہن لو۔"

جانتا تھا خود پہنانے کے لئے آگے بڑھا تو برش پڑ سکتا ہے۔وہ جو اب تک چوکنی کھڑی تھی گھورتے ہوئے ڈبی اس کے ہاتھ سے لے کر کھولی۔وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔

سب کے سامنے تو وہ کیف سے اپنی نفرت کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔اس لئے انگوٹھی پہننی ضروری تھی۔انگوٹھی پرانی طرز کی لیکن نہایت خوبصورت تھی۔باریک جالی نما نقش میں سبز رنگ کا نگینہ اس کی خوبصورتی کو بڑھا رہا تھا۔انگوٹھی کو پالش کروانے کے بعد اس کی انگشت کی سائز کا کر دیا گیا تھا لیکن روایتی ڈیزائن تبدیل نہیں کروایا گیا تھا۔

" واہ کتنی خوبصورت ہے۔"

انگوٹھی اتنی خوبصورت تھی کہ وہ بے ساختہ تعریف کیئے بنا نہ رہ سکی۔

" خاندانی ہے۔دادا نے دادی کو دی تھی اور پھر بابا نے مما کو۔"

کیف نے مسکراتے ہوئے وضاحت دی اور محبت سے اس کی طرف دیکھا جو اس سارے عرصے میں پہلی بار مسکرائی تھی اور اب انگوٹھی کو اپنی مخروطی انگلی کی زینت بنا چکی تھی۔انگوٹھی اس کے نازک سے ہاتھ میں خوب بنچ رہی تھی۔

" بہت پیاری ہے۔"

اپنے ہاتھ کو محبت سے دیکھتے ہوئے وہ پھر سے تعریف کر رہی تھی۔

" شکر ہے تمہیں کچھ تو پسند آیا۔"

" تمھارے داد بھی اکلوتے تھے؟ "

کیف کے معنی خیز جملے کو ان سنا کرتی اب وہ نارمل لہجے میں مستفسر تھی۔
" ہاں یہ اکلوتا پن تین پشتوں سے چلتا آ رہا ہے اور اب اس کو ختم کرنے کے لئے مجھ پر امیدیں ٹکی ہیں۔"
کیف نے آخری جملہ شریر انداز میں کہا تو وہ جو تب سے نارمل تاثرات لئے کھڑی تھی ایک بار پھر سے ماتھے پر بل پڑ گئے لیکن اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور پھر عدن نے سر اندر کیا۔
وہ کیف سے چھوٹی تھی۔اس سے چھوٹی حرم تھی۔ان دونوں کے بعد شمائلہ بیمار ہوئیں اور پھر اولاد نہیں ہو سکی اور یہ اکلوتا پن اس پیڑھی میں بھی رہا۔
" بھائی ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔دادی کب سے انتظار کر رہی ہیں۔آ جائیں آپ لوگ۔"
وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی اور پھر محبت سے ضحیٰ کی طرف دیکھا۔
" بھابھی یو لک بیوٹی فل۔"
" تھنکیو۔"ضحیٰ نے اس کی محبت کا جواب محبت سے دیا۔
" ہاں بس آ رہے ہیں ہم تم چلو۔"
کیف نے عدن کو جواب دینے کے بعد اس کی طرف دیکھا۔وہ سر ہلاتے ہوئے جا چکی تھی۔
" چلیں مسز ہمارے ساتھ آپکا پہلا ناشتہ۔میں دراصل بچپن سے ہی ناشتہ اپنی دادی کے ساتھ کرنے کا عادی ہوں تو آج سے ہم دونوں ان کے ساتھ ناشتہ کریں گے۔"

نہایت محبت سے کہتا ہوا وہ اب ہاتھ کے اشارے سے اُسے آگے بڑھنے کے لئے کہہ رہا تھا۔ ضحیٰ نے ہاتھ میں پکڑا برش ڈریسنگ پر واپس رکھا اور پھر خاموشی سے قدم اس کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھا دیے۔

☆☆☆☆☆

" چل میرا تعارف کروا بہو سے۔"

دادی نے محبت سے کیف کو ٹھوکا جو بچوں کے طرح ان کے گرد باہنیں حائل کئے بیٹھا تھا۔وہ دادی کی بائیں طرف جبکہ ضحیٰ دائیں طرف بیٹھی تھی اور سامنے میز پر ناشتے کے لوازمات سجے تھے۔

" آپکا تعارف۔پتا ہی ہے اسے آپ کا۔"

کیف نے لاڈ سے ان کے کندھے پر سر رکھ کر جواب دیا اور محبت پاش نگاہوں سے ضحیٰ کی طرف دیکھا جو مسکرانے کی بھرپور ادکاری کر رہی تھی۔

" ارے نہیں۔وہ والا تعارف جو تو کرواتا ہے۔وہ کروا بہو کو۔بہو کو بھی تو پتا چلے میں کیا ہوں تمھاری ۔"

" اوہ اچھا۔ا۔ا۔وہ۔۔"

کیف نے فوراً سر ان کے کندھے سے اٹھایا۔وہ مسکرا کر سر ہلانے لگیں۔انداز بہت شوخ تھا۔

" ہاں کروا جلدی سے۔"

" جی جی کرواتا ہوں مادام۔"کیف نے شریر انداز میں جھکتے ہوئے کہا اور پھر ضحیٰ کی طرف دیکھا۔

" مسز کیف۔یہ ہیں میری گرل فرینڈ میری پیاری دادی جان۔"

دادی کھکھلا کر ہنس دی تھیں اور پھر محبت سے ضحیٰ کے چہرے کو ہاتھوں میں لیا۔

" ہاں اور اب تو بن گئ ہے اس کی گرل پھرینڈ۔"
ضحیٰ نے جبراً مسکرا کر دادی کی طرف دیکھا اور پھر چبھتی نظروں سے کیف کی طرف۔
" دادی۔ی۔۔ی۔ہم دونوں کے بیچ ان کی گرل پھرینڈز کی لمبی۔ی۔ی۔لسٹ ہے۔اس لئے اس کی گرل پھرینڈ ہونے پر مجھے کوئی خاص خوشی نہیں ہوئی۔"
جتانے والا انداز تھا۔وہ کیف کی نظروں میں نظریں ڈالے بیٹھی تھی فرق صرف اتنا تھا۔کیف کی آنکھوں میں محبت تھی اور اس کی آنکھوں میں نفرت۔
" دادی گرل پھرینڈز جتنی بھی رہی ہوں۔کیف امان کو سچی محبت آپ کے بعد صرف اس والی گرل پھرینڈ سے ہوئی ہے۔"
" دادی بہت بھولی ہیں لیکن میں بھولی نہیں۔"
ناک چڑھا کر جتایا۔دادی ان دونوں کی نوک جھونک کو کان لگا کر سننے کی کوشش کر رہی تھیں۔ کچھ سمجھ آ رہا تھ اور کچھ نہیں۔
" دادی بھولی ہیں مگر بیوقوف نہیں۔وہ جانتی ہیں میں ان سے بہت محبت کرتا ہوں۔کیوں دادی۔"
اب کی بار کیف نے ذرا اونچی آواز میں پوچھا۔
" آج اپنے ہاتھ سے نوالے نہیں کھلائیں گی کیا ؟ "
کیف نے لاڈ سے دادی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
" نہیں آج یہ کھلائے گی۔چل بہو اپنے ہاتھ سے کھلا۔"
دادی نے فوراً ضحی کی طرف دیکھتے ہوئے حکم جاری کیا تو وہ سٹپٹا گئی۔

"مہ۔۔میں۔۔۔"

"ہاں کھلا بیٹا۔یہاں کوئی نہیں دیکھ رہا ہے۔ایسا کرنے سے محبت بڑھتی ہے۔میں بھی کیفی کے داد کو کھلایا کرتی تھی۔"دادی نے شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے بتایا۔

کیف اُس کی گھبرائی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے شوخ نگاہیں اس پر گاڑے ہوئے تھا اور وہ مرتے کیا نہ کرتے کے مصداق بیٹھی تھی۔

"کھلا نہ بیٹی کیوں شرما رہی ہے۔مجھ سے کیا شرمانا۔"

دادی نے پھر سے محبت سے ٹہوکا اور وہ تذبذب سے سیدھی ہوئی۔

" جی۔۔۔"جلدی سے جبراً مسکرا کر جی کہا اور پراٹھے کا نوالہ توڑ کر کیف کی طرف بڑھایا۔

اب وہ منہ بسور کر ڈرتے ڈرتے نوالے کیف کے منہ میں ڈال رہی تھی۔وہ جان بوجھ کر اس طرح نوالہ منہ میں لے رہا تھا جیسے دانت اس کی انگلیوں میں گاڑ دے گا اور اس کے گھورنے کا بھی کوئی اثر نہیں تھا۔

وہ جلدی سے نوالہ ڈال کر ہاتھ پیچھے کھینچ رہی تھی۔

"ڈرو نہیں بدلے لینے کی عادت نہیں مجھے۔"

کیف کے معنی خیز جملے پر گھور کر اسے دیکھنے کے علاوہ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

"چل کیفی اب تیری باری تو بھی کھلا اس کو۔"

دادای نے محبت سے اب کیف کو باری لینے کا حکم دیا۔وہ تو نئ نویلی جوڑی کے اس انداز سے خوب لطف اندوز ہو رہی تھیں۔

" ارے نہیں دادی کاٹ دے گی یہ۔"

کیف نے شریر لہجے میں کہتے ہوئے ڈرنے کی اداکاری کی۔دادای کھلکھلا کر ہنس دی جبکہ وہ اس انداز میں منہ چڑھا رہی تھی۔جیسے کہہ رہی ہو ویری فنی۔

" چل بے شرم۔چل کھلا۔"

دادی بھی اپنے نام کی ایک تھیں اور اب کیف امان اسے نوالے کھلا رہا تھا اور وہ ہر نوالے پر اس کی شوخ نگاہوں کا جواب خونخوار نگاہوں سے دے رہی تھی۔

☆☆☆☆

ہلکے سرمئ اور سنہری رنگ کی میکسی میں وہ کسی پری کی مانند حسین لگ رہی تھی اور سیاہ کوٹ پینٹ میں ملبوس کیف امان کے جلوے بھی کم نہیں تھے۔

سٹیج پر اس وقت ان کے ساتھ کیف کے یونیورسٹی فیلوز کا جھمگٹا لگا تھا جنہیں اُس نے ویلمے پر مدعو کیا تھا اور سٹیج پر سجی سنوری بیٹھی ضحیٰ ان سب کے لئے ایک بہت بڑا سرپرائز تھی۔

" ارے کیف۔یو آر سو لکی مین۔وی آر ٹوٹلی سرپرائز۔ہاؤ اٹس پاسبل۔کیسے مانی ضحیٰ۔کیسے ہوا یہ سب ؟ "

عظمیٰ نے حیرت سے چیختے ہوئے پوچھا۔کیف سب کے درمیان پوری باچھیں کھلائے بیٹھا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا ضحیٰ نے جھوٹی مسکان سجا کر تیکھے لہجے میں جواب دیا۔

" اٹس ارینج میرج۔"

" رئیلی۔ی۔ی۔ی واؤ یار۔اٹس کول نہ۔"

عظمیٰ بے یقینی سے کہتی ہوئی اب ستائشی نگاہیں تصدیق کے طور پر سب کی طرف گھما رہی تھی۔سب بڑے رشک اور ستائشی نظروں سے کیف کی طرف دیکھ رہے تھے۔

" مجھے اتنی خوشی ہو رہی ہے کہ بتا نہیں سکتی۔سچ کہتے ہیں کسی کو سچے دل سے چاہو تو مل ہی جاتا ہے ۔"

یہ کیف کی دوسری کلاس فیلو تھی جو چہکتے ہوئے اپنی رائے پیش کر رہی تھی۔

اس وقت سٹیج پر کیف کے گروپ کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں موجود تھیں۔یونیورسٹی میں بھی وہی سب کیف کے زیادہ قریب تھے۔وہ سب نہ صرف ضحیٰ کو اپنی جونیر کے طور پر جانتے تھے بلکہ کیف کی اس کے لئے محبت سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔

" رابعہ نہیں آئی آپ سب کے ساتھ ؟ "

وہ سب یونہی خوش گپوں میں مصروف تھے جب اچانک ضحیٰ نے اونچی آواز مگر چبھتے لہجے میں عظمیٰ سے پوچھا۔

"کون رابعہ ؟ "

عظمیٰ نے حیرت ظاہر کرتے ہوئے کیف کی طرف دیکھا جبکہ وہ اب ساتھ والے لڑکے سے گفتگو چھوڑ کر پوری طرح ان دونوں کی طرف متوجہ تھا۔

" رابعہ یاد نہیں آپکو رابعہ کوکب۔"

ضحیٰ نے استہزائیہ لہجے میں کہا اور پھر تیکھی نگاہوں سے کیف کی طرف دیکھا جو حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

" رابعہ کوکب ؟ یہ کون ہے بھئی؟۔۔۔کیف کس کی بات کر رہی ہے ضحیٰ ؟ "

عظمیٰ اب ذہن پر زور دیتے ہوئے کیف سے پوچھ رہی تھی جسے شاید رابعہ یاد آ چکی تھی۔

" وہ ان کی کلاس فیلو تھی۔یاد نہیں تمہیں۔گلاسز والی جو اپنی کار پر آیا کرتی تھی۔"

" دیکھا کیف کو یاد ہے۔"ضحیٰ نے چبھتے لہجے میں جھوٹی مسکان سجا کر جتایا۔

" اوہ ہاں وہ۔۔۔لیکن وہ کیوں آئے گی ہمارے ساتھ یہاں ؟ "

"کیوں فرینڈ تھی نہ تم سب کی اور کیف کے تو بہت کلوز تھی۔کیوں کیف ؟ "

وہ چبھتی طنزیہ نگاہیں کیف پر گاڑے سوال کر رہی تھی اور وہ حیرت سے بھنویں اکٹھی کئے اس کے چہرے کے تاثرات کو سمجھنے کی کوشش میں لگا تھا۔

" ہیں کلوز۔۔۔وہ کلوز تو نہیں تھی ویسے ہی کچھ نہ کچھ سمجھنے آ جاتی تھی اکثر۔ایسی کوئی دوستی تو نہیں تھی ہماری اس کے ساتھ ؟ "

کیف کے بجائے جواب عظمی دے رہی تھی۔اسے بھی اب رابعہ یاد آ گئی تھی۔

"کیف کے کلوز تو تھی ؟ "

بہت ہی طنزیہ لہجہ تھا۔

" نہیں میری بھی اتنی کوئی گہری دوستی تو نہیں تھی۔"

کیف نے اسی طرح بھنویں سکیڑے وضاحت دی اور اس سے پہلے کہ وہ طنز کا کوئی اور تیر برساتی کیف کا ایک دوست اچانک اپنی جگہ سے اٹھ کر اونچی آواز میں مخاطب ہوا۔

"کیف بات یہاں ہمیں ولیمے پر انوائٹ کرنے تک نہیں ہے۔ہم سب کو ایک ٹریٹ چاہیے۔گرینڈ ٹریٹ۔جہاں صرف ہم یونیورسٹی فیلو ہوں گے سب کے سب۔کیوں سب کرتے ہو ایگری کہ کیف کی اتنی بڑی خوشی پر اسے ایسے سستے میں نہیں چھوڑنا چاہیے ؟ "

" ہاں ہاں بالکل ایگری کرتے ہیں۔۔۔بالکل نہیں چھوڑیں گے۔کیف ٹریٹ دے گا ہم سب کو۔"

سب تائید میں سر ہلا رہے تھا اور وہ سب کے ساتھ مل کر ہنس رہا تھا اور ان کی چھیڑ خانی کا جواب دے رہا تھا۔

" ہاں کیوں نہیں ضرور ضرور۔۔لیکن مجھے تھوڑا سا وقت دیں ابھی تو جرمنی واپسی ہے میری لیکن عید پر میں پھر آ رہا ہوں تو گرینڈ ٹریٹ ڈن۔۔۔"

وہ چہک رہا تھا۔باقی سب لوگ بھی خوب ہنس رہے تھے۔

" رابعہ کو بھی انوائٹ کرنا ضرور۔۔"ضحیٰ نے پھر سے دانت پیستے ہوئے گفتگو میں حصہ ڈالا۔

" ارے بھئی کون ہے یہ رابعہ۔۔۔"عظمیٰ نے ہنستے ہوئے سب کی طرف دیکھا۔

اب کیف واقعی پریشانی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور پھر جیسے اس کے تیور بھانپ کر دھیرے سے سرگوشی کی۔

" میرا اگلا عذاب۔۔۔"

☆☆☆☆☆

" یہ رابعہ رابعہ کیا لگا رکھی تھی سٹیج پر ؟ "

وہ کپڑے تبدیل کرنے کے بعد واش روم سے باہر نکلی تھی جب مضطرب سا کیف اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔وہ اویری کوٹ اتار چکا تھا اور اب اس کی میکسی کی ہم رنگ ڈریس شرٹ پہنے ہوئے تھا۔

"کیوں یاد آنے لگی ہے اس کی ؟ "

ضحیٰ تمسخر اڑاتی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور آگے بڑھی۔وہ جو پہلے سے ہی پریشان تھا بھنویں مزید اکٹھی ہوئیں۔

" مطلب ؟ "

" مطلب یہ کہ آج اُس کے ذکر پر اُس کی یاد آنے لگی ہو گی۔"

" مجھے کیوں آئے گی اس کی یاد۔یاد تو تم کر رہی تھی اتنا۔وہاں سٹیج پر بیٹھ کر۔رابعہ۔۔۔رابعہ لگا رکھی تھی۔"

وہ الجھا سا لگ رہا تھا۔ضحیٰ نے نفرت سے اس پر ایک نگاہ ڈالی اور تنک کر گویا ہوئی۔

" واہ کیف امان جھوٹے ہونے کے ساتھ ساتھ کمال کے اداکار بھی ہو۔"

وہ اب اس کے بالکل سامنے کھڑی تھی۔

" میں جھوٹ کیوں بولوں گا بھئی۔یونیورسٹی کے بعد سے کبھی اسے دیکھا تک نہیں۔"

کیف نے جھنجلا کر وضاحت دی۔پیشانی پر انگنت شکن گہرے ہو رہے تھے۔ضحیٰ کا لہجہ، اس کا انداز عجیب ہتک آمیز تھا۔

" وہ تو مجھے بھی نہیں دیکھا تھا یونیورسٹی کے بعد سے لیکن تم دعویٰ کرتے ہو کہ تمہیں سچی محبت مجھ سے ہی ہوئی تھی۔"

چبھتا لہجہ تھا اور لبوں پر وہی استہزائیہ مسکراہٹ ٹھہری ہوئی تھی۔وہ اعتماد سے کیف کی آنکھوں می جھانک رہی تھی۔

" اس کا اور تمھارا مقابلہ کیسے ہو گیا بھئی۔میں تم سے محبت کرتا تھا۔تمہارے پیچھے گھومتا تھا ساری یونیورسٹی جانتی تھی۔"

" اور رابعہ سے تم نے شادی تک کرنے کے وعدے کر لئے تھے یہ میں جانتی تھی۔"

اب کی بار دانت پیستے ہوئے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔کیف کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"کیا۔۔کیا۔۔۔رابعہ سے شادی تک کے وعدے۔"

وہ بھنویں چڑھائے شدید حیرت میں کھڑا تھا۔کچھ سکینڈ یونہی گزر گئے تھے وہ بڑے رعب سے کیف کی حیرت زدہ آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔

" دماغ ٹھیک ہے تمھارا۔میں کیوں کروں گا اس سے شادی کے وعدے ؟ بلکہ وہ مجھے۔۔۔"

اب کی بار کیف مکمل غصے میں وضاحت دے رہا تھا جب وہ جھنجلا کر اس کی بات کاٹتے ہوئے پلٹی۔

" بس کرو کیف۔۔۔۔کتنے جھوٹ بولو گے۔"

کیف جو تب سے ضبط کر رہا تھا ایک دم سے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا اور اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف موڑا۔

" میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔ہاں میں نے تم سے پہلے ایک دو دفعہ فلرٹ کئے تھے لیکن جب تم سے محبت ہوئی اس کے بعد کبھی کسی لڑکی کے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔"

کیف اب غصے میں بھرا وضاحت دے رہا تھا جبکہ وہ یونہی ناک منہ بھینچے کھڑی تھی۔

" اور یہ رابعہ۔یہ تو خود ہم سے پڑھنے آتی تھی اور پھر اس نے مجھے آس دلائی کہ ضحیٰ میرے گروپ میں ہے تو وہ تم سے دوستی کرنے میں میری مدد کرے گی۔"

ضحیٰ کے لبوں پر ایک بار پھر طنزیہ مسکراہٹ ابھری۔

" ہا۔ہ۔ہ۔ہ کتنے فاسٹ کلیور ہو نہ تم کیف۔کتنی جلدی ایک کول کہانی بنا دی۔تم جب یونیورسٹی میں میرے پیچھے پڑے تھے اور میں نے تمہیں گھاس تک نہیں ڈالی تو تم نے کچھ دن بعد آرام سے رابعہ کو سیٹ کر لیا۔یہ ہے اصل کہانی "

" کیا۔۔۔کیا بکواس کر رہی ہو یار۔میں کیوں رابعہ کو سیٹ کرتا ؟ ہاں میں تمھارے پیچھے پڑا رہا تھا۔تمہیں بہت تنگ بھی کیا کرتا تھا لیکن جب مجھے ریلائیز ہوا کہ یہ سب غلط ہے اور مجھے تم سے سچی محبت ہے میں بالکل خاموش ہو گیا۔تمہیں تنگ کرنا چھوڑ دیا لیکن دل سے محبت ختم نہیں ہوئی تھی اور وہ محبت آج بھی قائم ہے۔"

کیف نے تیوری چڑھائے مزید وضاحت دی۔وہ اب بے حد سنیجدہ تھا۔

" اس کے بعد وہ رابعہ خود آئی تھی میرے پاس۔ایک آفر لے کر کہ وہ تمہیں میری محبت کا یقین دلائے گی۔"

" اچھا اور تم نے پھر اُسی سے محبت کر لی۔بھئ واہ۔"

ضحیٰ نے ہاتھ نچایا۔کیف نے تھکے سے تاثر سے اسے دیکھا۔وہ کوئی بھی بات نہ تو سمجھنے کے لئے تیار تھی اور نہ ہی ماننے کے لئے۔

" انیف ضحیٰ میں کب سے تمہیں ایک بات بتا رہا ہوں تم بات کو سمجھنے کے بجائے الٹا مجھ پر الزام لگائے جا رہی ہو۔ہاں میں مانتا ہوں تم سے پہلے میں نے بہت الٹے پھلٹے کام کئے ہیں اور بہت سی

لڑکیاں دوست بھی تھیں لیکن وہ کالج اور یونیورسٹی کا بیوقوفی والا دور تھا۔مجھے ان میں سے کسی سے محبت نہیں تھی۔محبت ہوئی تھی تو صرف تم سے اور ہمیشہ رہی۔"

وہ اب غصے میں وہی وضاحت دیتا ہوا ایک دم پھر سے نرم لہجے میں مخاطب ہوا۔

"جو تمھارے لئے فیل کرتا تھا کبھی کسی کے لئے نہیں کیا۔"محبت سے اس کی انگارے برساتی آنکھوں میں جھانک کر کہا اور نرمی سے اپنا ہاتھ اس کی گال پر رکھ دیا جو غصے میں تپ رہی تھی۔

"ہو گیا تمھارا۔یہ سب جھوٹ ہے۔سراسر جھوٹ۔یہ میں مانتی ہوں تم نے رابعہ سے دوستی میرے چکر میں ہی کی تھی لیکن جب دن رات تم اس سے باتیں کرتے رہے پھر تمہیں اس سے محبت ہو گئی تھی۔"

"ارے یار جھوٹ ہے یہ سب۔"

وہ جھنجلا کر گال پر سے ہاتھ ہٹا کر پیچھے ہوا۔ضحی اب متواتر بول رہی تھی۔

"وہ تمھارے سارے مسیجز ہمیں دکھایا کرتی تھی جھوٹ کیسے ہو سکتا ہے سب ؟"

"میسیجز ؟" حیرت کا ایک اور دھچکا لگا وہ پھر فاصلہ ختم کئے اسی جگہ پر کھڑا تھا۔

"جی ہاں میسیجز۔تمھارے محبت بھرے میسیجز۔جس میں تم نے یہاں تک وعدے کر رکھے تھے کہ تم نے اس کے لئے اپنے گھر والوں تک کو منا لیا ہے۔"

وہ چبا چبا کر کہہ رہی تھی۔

"اف۔ف۔ف۔۔۔"

وہ سر تھام کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

" ہاں آ گیا نہ یاد سب ؟ "

ضحیٰ نے استہزائیہ مسکراہٹ گہری کی۔وہ ایکدم جذب میں کھڑا ہوا اور اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا۔

" ضحیٰ میرا یقین کرو یہ سب غلط ہے۔میں نے رابعہ کے ساتھ کبھی اس قسم کی باتیں نہیں کی تھیں۔ وہ بہت میسیجز کرتی تھی لیکن ان میں صرف اور صرف میں تمھارے متعلق بات کرتا تھا۔وہ مجھے یقین دلاتی تھی کہ وہ تمہیں میرے لئے راضی کر لے گی۔"

ضحیٰ نے غصے میں ہاتھ جھٹکے۔

" بس کرو۔کسی لڑکی کو کیا ضرورت ہے اتنے بڑے جھوٹ بولنے کی۔تمہاری طرف سے کوئی آس تھی تو وہ یہ سب کہتی تھی اور وہ لاسٹ فیئر ول پارٹی جب وہ تمھارے ساتھ بائیک پر بیٹھ کر گئی تھی ۔وہ کیا تھا سب ہاں ؟ کیف امان بیوقوف کسی اور کو بنانا۔"

ضحیٰ کے اگلے وار پر وہ کچھ دیر پر سوچ بھنویں اٹھانے کے بعد گہری سانس لیتا ہوا گویا ہوا۔

" وہ اس دن وہ پریشان تھی۔اس کی کار خراب ہو گئی تھی تو میں۔۔۔۔"

" جھوٹ مت بولو کیف۔اُس دن وہ ساری رات تمھارے ساتھ تھی۔اس نے خود بتایا تھا کہ کیف اور میں اپنے اپنے ہاسٹل بنک کر کے ساری رات ایک ساتھ رہے۔"

"اوہ۔۔۔۔خدا۔۔۔ضحیٰ یہ الزام بہت بڑا ہے۔میں ایسا بالکل نہیں ہوں۔"

" ہاں اب تو تم یہ سب کہو گے ہی کیونکہ میں تمھاری بیوی بن چکی ہوں۔"

ضحیٰ نے مذاق اڑانے کے انداز میں کندھے اچکائے۔

" ہاں بیوی بن چکی ہو اسی لئے تو چاہتا ہوں کہ تم مجھ پر یقین کرو اپنے دل سے یہ ساری بدگمانیاں نکال دو۔"

" ہاں ساری بدگمانیاں نکال کر ایک اچھی بیوی بن کر تمھاری خدمتیں کرنے لگوں اور تم چھپ کر کسی اور سے عشق معشوقی کرنے لگو۔"

" واٹ۔۔۔کیا فضول بولے جا رہی ہو ؟ "

وہ اب اس بے سروپا بحث پر اکتا گیا تھا۔

" فضول نہیں ہے یہ۔یہی سب تم میرے ساتھ یونیورسٹی میں کر چکے ہو۔جب تم نے مجھے تنگ کرنا چھوڑا میرے دل میں تمھارے لئے جگہ بن گئی تھی۔مجھے تم اچھے لگنے لگے۔مجھے لگنے لگا تھا تم اب شریف لڑکوں کی طرح میرے گھر رشتہ لے کر آؤ گے لیکن تم نے کیا کیا۔مجھے چھوڑ کر کسی اور لڑکی کے ساتھ عاشقی رچا لی۔"

وہ پھٹ کر اس پر ایک نیا انکشاف کر رہی تھی اور کیف امان اس خوبصورت انکشاف پر ہکا بکا کھڑا تھا ۔وہ چپ ہوئی تو وہ حیرت سے مستفسر ہوا۔

" تم نے کیا کہا ابھی۔۔۔تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی تھی۔"

ضحیٰ ایک پل کو گڑبڑائی اور پھر فوراً نفی میں سر ہلاتے ہوئے وضاحت دی۔

" نہیں تمھاری محبت پر یقین ضرور ہو گیا تھا۔"

" ہا۔ہ۔ہ مطلب تم مجھ سے محبت کرنے لگی تھی۔"

کیف نے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے شوخ لہجے میں تصدیق چاہی۔وہ تو پہلے سے ہی منہ سے اچانک پھسل جانے والے اس راز پر تذبذب کا شکار تھی۔اب نگاہیں چرانے لگی۔یہ وہ راز تھا جسے وہ خود سے کہنے پر بھی گھبراتی تھی اور آج اچانک کیف کے سامنے اگل دیا۔
ہاں ضحیٰ آفتاب کو بھی زندگی میں پہلی دفعہ کسی لڑکے سے محبت ہوئی تھی اور وہ کیف امان ہی تھا۔وہ کیف کی محبت کو آزمانہ چاہتی تھی کہ وہ اس سے بھی باقی لڑکیوں کی طرح لے رہا ہے یا اس سے سچی محبت کرتا ہے لیکن جب کیف نے اس کے بار بار انکار پر پیچھے ہٹ کر رابعہ سے دوستی گانٹھ لی تو اس کا دل ٹوٹ گیا اور محبت کی پھوٹتی کونپل فوراً شدید نفرت میں تبدیل ہو گئی۔وہ مضبوط لڑکی ضرور تھی لیکن کیف کی بے پناہ چاہت نے کہیں دل میں امید ضرور جگائی تھی۔آج وہ اچانک اس محبت کا اعتراف تو کر بیٹھی تھی لیکن اب افسوس ہو رہا تھا۔
"نہیں ایسا کچھ بھی نہیں کہا میں نے زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔میں نے یہ کہا ہے کہ مجھے تم پر اعتبار ہو گیا تھا لیکن تم نے اس اعتبار کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔"
"ضحیٰ۔ی۔ی۔میں نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا تھا۔جب تم میری زندگی میں آئی اس کے بعد سے میں نے کبھی کسی لڑکی کی طرف اس نظر سے نہیں دیکھا۔جرمنی میں بھی پچھلے تین سال کبھی کسی لڑکی سے کوئی تعلق نہیں رہا۔"
وہ اکتاہٹ بھلائے ایک دفعہ پھر سے محبت بھرے لہجے میں اسے یقین دلانے میں لگ گیا تھا جو اب منہ پھلائے کھڑی تھی۔
" اکثر جب کسی بہت خوبصورت لڑکی کو دیکھتا تھا تو تم ضرور یاد آتی تھی۔"

"یعنی کہ تاڑنا تو بند نہیں کیا تھا نہ۔ خیر۔۔۔ مجھے تم پر یقین نہیں کرنا۔"
کندھے اچکاتی وہ پلٹی تھی۔
" چلو یقین نہ کرو۔ پیار کر لو۔ اظہار تو کر ہی دیا ہے۔ کہ ضحیٰ آفتاب کو اگر کسی سے محبت ہوئی تھی تو وہ میں ہی تھا۔"
کیف نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنی طرف موڑا اور جذب میں کہتا ہوا قریب ہوا۔
" دل صاف نہ ہوں تو محبت کی عمارت کھوکھلی ہوتی ہے اور میں کھوکھلی عمارت گرنے کے درد سے بچنا چاہتی ہوں۔"
وہ سپاٹ لہجے میں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہہ رہی تھی اور پھر ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑاتی کل کی طرح بیڈ پر چادر تان کر لیٹ گئی۔ کیف اسی طرح مضطرب اور بے یقین سا کھڑا تھا اور پھر کل کی طرح چپ چاپ ٹیرس پر چلا گیا۔
☆☆☆☆
"کیا۔۔۔"
ندرت نے حیرت زدہ آنکھیں مزید کھولیں۔ وہ اس کے سامنے بیٹھی پرسوں رات کی تمام گفتگو بتا رہی تھی۔ وہ اور کیف مکلاوے کی رسم کے طور پر آج لاہور آئے تھے۔
کیف نے ایک دم سے گہری خاموشی اختیار کر لی تھی اور کل سے اب تک اسے مخاطب کرنا تو دور کی بات اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔ کل ان کی کیف کے ماموں کے گھر دعوت تھی وہاں وہ لوگ پوری فیملی صبح سے گئے اور رات کو تھکے ہارے واپس آئے کیف اس سے الگ ہی رہا اور رات کو ٹیرس پر چلا گیا اور آج وہ لوگ صبح ہوتے ہی لاہور آ گئے تھے۔

"ہاں یہی سب کہہ رہا ہے۔اتنا جھوٹا انسان میں نے آج تک اپنی لائف میں نہیں دیکھا اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق کل سے مجھے تیور دکھا رہا ہے۔ہنہ ہ۔ہ۔"

وہ جھنجلا کر بھاری جھمکے کانوں سے اتارتے ہوئے کہہ رہی تھی۔کیف اس وقت آفتاب اور باقی گھر والوں کے ساتھ تھا اور وہ اوپر ندرت کے کمرے میں اس کے بیڈ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔

"ضحیٰ یہ بھی تو ہو سکتا ہے وہ سچ بول رہے ہوں۔"

"ارے میں پاگل ہوں کیا۔رابعہ اس کے محبت بھرے مسیجز کے سکرین شارٹ لے کر بھیجا کرتی تھی۔"

ہاتھ نچا کر وضاحت دی۔

"یہ اپنی نت نئی پکس بھجیتا تھا اسے۔اور آدھی آدھی رات کی چیٹ ان دونوں کی۔اور اتنی چیپ چیٹ ہوتی تھی۔میں کیسے یقین کر لوں اس شخص پر۔نو نیور۔"

ضحی نے غصے سے سر نفی میں ہلایا۔گلابی جوڑے میں وہ غصے سے سرخ ہو رہی تھی۔

"ہوں۔۔۔تو اب کیا ایسے ہی زندگی گزار دو گی۔"

ندرت نے لب بھینچے اگلا سوال کیا۔

"نہیں۔۔۔یہ تو جا رہا ہے ب کل واپسی ہے۔میں نے انکل سے کہا ہے میں ایم فل کرنا چاہتی ہوں۔اس کے بعد ہی میرے کاغذ بنوائیں۔"

ضحیٰ نے کلائی میں ڈالے سونے کے کنگنوں کو دائیں بائیں گھماتے ہوئے بتایا۔

"ہم۔م۔م یہ بھی اچھا ہے۔اچھا یہ تو بتاؤ انکل آنٹی کیسے ہیں؟"

" بہت بہت سویٹ۔انفیکٹ اس کے علاوہ سب سب بہت اچھے ہیں۔آنٹی تو اتنی سویٹ ہیں کہ مجھے لگتا ہے امی میری ساس تھیں اور یہ میری امی ہیں۔"

وہ ہنسی تھی۔ندرت نے بھی ہنسنے میں اس کا ساتھ دیا۔

" اور وہ عدن اور حرم۔اف۔ف۔ف بس نہیں چلتا ان کا کہ مجھے پھولوں کی طرح رکھیں۔بہت پیاری اور بہت سلجھی ہوئی ہیں۔ان فیکٹ میں بہت خوش رہوں گی وہاں۔"

" ماشا اللہ۔"

ندرت نے ستائشی مسکرا کر سر ہلایا۔

" اور سب سے اچھی دادی ہیں۔یوں سمجھو گھر کا بچہ ہیں۔ان کی وجہ سے گھر میں شغل لگا رہتا ہے۔"

وہ اب پرجوش لہجے میں سب کے بارے میں بتا رہی تھی۔

" بہت اچھا ہے سب۔مگر ضحیٰ اصل رشتہ تو کیف بھائی سے ہے نہ۔برا مت ماننا تمہیں انہیں ایک موقع دینا چاہیے۔ایسے زندگی نہیں گزرے گی۔"

ندرت نے پیار سے مگر جھجکتے ہوئے سمجھایا

" سب کا پیار ایک طرف لیکن شوہر کا پیار سب پر بھاری ہوتا ہے۔"

ندرت کی بات پر وہ ایک دم چپ ہوئی اور پھر گہری سانس لی۔

" کیا فائدہ ایسے پیار کا جس پر دل ہی صاف نہ ہوں۔"

☆☆☆☆☆

" نہیں کوئی ضروت نہیں یہاں رات رکنے کی۔کیف کل جا رہا ہے تم اپنے میاں کے ساتھ جاؤ۔"

ثریا نے غصے سے کیتلی میں دودھ انڈلتے ہوئے اسے کہا۔وہ کچن کی شیلف پر بیٹھی ٹانگیں جھلا رہی تھی اور کی اتنی بے مروتی پر آنکھیں ایک دم سکڑ کر چھوٹی ہوئیں۔

" مجھے آپ سے یہی توقع تھی۔اسی لئے کوئی جوڑا ساتھ رکھ کر نہیں لائی۔جانا ہی ہے پتا ہے مجھے۔" نخوت سے کہا اور چھلانگ لگا کر نیچے اتری۔وہ خفگی سے منہ پھلائے کچن سے نکلنے ہی والی تھی جب ثریا نے ایک بار پھر سے بازو دبوچ کر پاس کیا اور غصے سے سمجھایا۔

" اور یہ کیا تم کیف کو تم تم کہہ کر بلاتی ہو۔کچھ عقل کے ناخن لو۔شوہر ہے تمھارا عزت سے بلایا کرو۔آپ کہا کرو۔کیا سوچتے ہوں گے اس کے گھر والے اتنی پڑھی لکھی ہے اور تمیز نام کی کوئی چیز نہیں "

" جی۔۔۔بلا لوں گی۔اب بازو چھوڑیں میرا۔"

وہ بیزار سے انداز میں بازو چھڑوا رہی تھی۔

" جی بلا لوں گی نہیں۔وعدہ کرو مجھ سے آپ کہو گی اُسے۔شوہر کا درجہ بڑا ہوتا ہے۔احترام لازم ہے بیٹا۔"

" اچھا امی آپ تو پیچھے پڑ گئی ہیں۔"

وہ جھنجلا کر بازو چھڑاتی پیچھے ہوئی۔

" چلو جاؤ تیاری کرو اپنی۔"

ثریا نے رعب سے حکم دیا وہ بازو سہلاتی اور بڑبڑاتی باہر نکل گئی۔

ثریا کے رویے پر منہ بسورتی وہ کچن سے باہر نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی جب لاؤنج سے آتی علی کی آواز پر پلٹی۔ علی، ندرت اور نکہت کیف کے ساتھ لاؤنج میں موجود تھے اور شاید کہیں گھومنے جانے کا منصوبہ بنایا جا رہا تھا۔

" زوئی آپی۔ چلیں آپ بھی ہم کیف بھائی کے ساتھ باہر جا رہے ہیں۔"

جہاں باقی لوگ اس کو دیکھ کر چہک اٹھے تھے وہاں کیف کا سپاٹ چہرہ اس پر نگاہ پڑتے ہیں مزید سپاٹ ہو گیا تھا۔ سفید کرتا شلوار میں، ہلکی سی بڑھی شیو کے ساتھ وہ تھکا سا اور خفا سا لگ رہا تھا۔ اس نے تیکھی نظروں سے کیف کی طرف دیکھا اور پھر گہری سانس لیتے ہوئے نخوت سے علی کو جواب دیا۔

" نہیں تم لوگ جاؤ میرا موڈ نہیں۔"

" لیں یہ کیا بات ہوئی۔ مزہ آئے گا نہ۔ سب جا رہے ہیں۔ کیف بھائی آپ کہیں نہ انہیں کتنی بور ہو گئی ہے شادی کے بعد۔" علی بضد ہوا۔

" مجھ سے زیادہ پرانا رشتہ تم لوگوں کے ساتھ ہے جب تم لوگوں کی بات نہیں مان رہی ہے تو میری کیا خاک مانے گی۔" روکھا پھیکا سا لہجہ تھا۔

ندرت نے ایک نظر دونوں کے تیور دیکھے اور پھر جھٹ سے آگے بڑھی۔

" ضحیٰ چلو نہ مزہ آئے گا۔ آسکریم کھائیں گے اور گھوم پھر لیں گے۔"

وہ ضحیٰ کے بازو پر مخصوص انداز میں دباؤ ڈال رہی تھی اور آنکھوں ہی آنکھوں میں جانے کے اشارے کر رہی تھی۔ضحیٰ نے کچھ دیر اس کے التجا کرتے چہرے پر ڈالی اور پھر جبراً سر ہلاتے ہوئے حامی بھر لی۔

"ہوں چلو۔صرف تم جا رہی ہو اس لئے جا رہی ہوں۔"انداز جتانے والا تھا اور کن اکھیوں سے کیف کے سپاٹ چہرے کی طرف دیکھا۔

"اچھا اچھا۔۔۔اب چلو۔۔۔"

ندرت نے ہنستے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر کھینچا۔کیف نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی اور گاڑی کی چابی جیب سے نکالتا ہوا علی کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔

گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی وہ مسلسل باہر دیکھ رہی تھی جبکہ کیف اس سے بے نیازی برتتا ہوا باقی سب کے ساتھ خوش گپوں میں مصروف تھا۔آئسکریم کھانے کے بعد اب کار ایمپوریم مال میں داخل ہو رہی تھی۔اس نے حیرت سے کیف کی طرف دیکھا۔

" یہاں کیا کرنے جا رہے ہیں؟ "

آنکھوں کو چندھی کئے وہ بڑے رعب اور حق سے سوال کر رہی تھی جبکہ کیف اس کی ہر بات کی طرح اس بات کو بھی ان سنا کرتا ہوا سیٹ بیلٹ کھول رہا تھا۔سب لوگ گاڑی سے اتر رہے تھے۔وہ بھی کیف کے جواب نہ دینے پر غصے سے اسے گھورتے ہوئے نیچے اتری۔

پہلے پہل تو وہ یہی سمجھی تھی کہ وہ یہاں بھی صرف گھومنے پھرنے کی غرض سے آئے ہیں لیکن جب علی کو پلے سٹیشن خریدتے دیکھا اور پھر کیف کو اپنا کارڈ نکالتے دیکھا تو وہ تیزی سے آگے بڑھی۔

" تمھارا دماغ ٹھیک ہے علی۔یہ اتنی مہنگی گیم۔۔۔واپس رکھو فوراً"

اس کا انداز ڈپٹنے والا تھا۔علی نے منہ بگاڑ کر ملتجی نگاہ کیف کی طرف ڈالی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے واپس رکھنے کی۔علی چلو کاؤنٹر پر۔"

کیف نے سہمے سے علی کی طرف دیکھ کر پرسکون لہجے میں اسے کاؤنٹر پر جانے کا حکم دیا تو وہ دانت پیستی ہوئی کیف کی طرف مڑی۔

" پوچھ سکتی ہوں یہ کیا تماشہ ہے ؟"

" تماشہ کیا۔میرا چھوٹا بھائی ہے۔میرا جو دل چاہے اسے لے کر دوں گا۔"

کیف نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا جبکہ چہرے کے تاثرات سپاٹ ہی تھے۔

" نہیں اتنا مہنگا تحفہ دینے کی قطعً ضرورت نہیں۔"

" تم سے مشورہ نہیں مانگا میں نے۔"

کیف نے حد درجہ بے مروتی سے جواب دیا اور اسے ہکا بکا چھوڑ کر خود کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔علی کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔کیف پلے سٹیشن کے پیسے دینے کے بعد اب نکہت کے پاس کھڑا تھا۔

" نکہت آپ کو کیا پسند آیا ؟"

"کچھ نہیں بھائی۔"

نکہت نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا کر نفی میں سر ہلایا۔

" چلو آپ کو اور ندرت کو سوٹ لے دیتا ہوں۔"

کیف نے مسکراتے ہوئے اپنائیت بھرے لہجے میں پیش کش کی۔

" ارے نہیں کیف بھائی۔"

ندرت ہڑبڑا کر تردید کرتے ہوئے آگے ہوئی۔

" بس چپ چلو میرے ساتھ۔"

تحکمانہ انداز میں ندرت کو گھورتا ہوا وہ آگے بڑھا تو وہ چور سی نگاہ منہ پھلائے کھڑی ضحیٰ پر ڈال کر کیف کے پیچھے چل پڑی۔

اب سب اُس کی تقلید میں خواتین کے کپڑوں کی دوکان میں داخل ہو رہے تھے۔ندرت بار بار اسے دیکھ کر آنکھوں میں اشارے کر رہی تھی کہ کیف کو منع کرو اتنی مہنگی دوکان ہے۔وہ کیف کو کیسے منع کرتی وہ تو اس کی کوئی بات نہیں سن رہا تھا۔

ندرت اور نکہت کچھ دیر کی جھجک کے بعد خوشی خوشی کپڑے پسند کرنے میں لگ گئی تھیں۔

" ہنہ۔ہ۔ہ۔جان بوجھ کر سب کے سامنے نمبر بڑھا رہا ہے۔"

وہ بدمزگی سے منہ چڑھا کر ارد گرد دیکھنے لگی جب نگاہ خوبصورت زرد جوڑے پر جا ٹکی۔انتہائی حسین جوڑا تھا اور یہ گہرا زرد رنگ تو ویسے بھی اس کمزوری تھی۔وہ یونہی مبہوت سی جوڑے کو الٹ پلٹ کر کے دیکھ رہی تھی جب عقب سے کیف کی آواز سنائی دی۔

" تمہیں کچھ پسند آیا ؟ "

" نہ۔۔نہیں مجھے کچھ نہیں لینا۔"

ایک دم سے جوڑے کو چھوڑ کر نروٹھے پن سے کہتی ہوئی پیچھے ہوئی۔کیف نے سنجیدگی سے جوڑے کی طرف دیکھا جس کو کچھ دیر پہلے وہ انتہائی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی اور پھر پاس کھڑے لڑکے کو آواز لگائی۔

" بات سنیں میم کو کونسا سائز آئے گا ؟ "

" سر ان کو میڈیم آ جائے گا۔بارہ نمبر۔"

لڑکے نے پرسوچ انداز میں لب بھینچے جواب دیا جب کہ وہ سٹپٹا کر اب کیف کو گھور رہی تھی۔

"گڈ اس ڈریس میں میڈیم سائز پیک کر دیں۔"

" جی سر۔"

لڑکا پیشہ ورانہ انداز میں مسکراتا ہوا آگے بڑھا تو وہ سلگ کر کیف کے سامنے آئی۔

" میں نے کہا نہ مجھے نہیں لینا۔"

" تمہیں نہیں لینا ہو گا لیکن مجھے اپنی بیوی کو لے کر دینا ہے۔اس لئے اب چپ۔"

بڑے رعب اور سنجیدگی سے جواب دیتا وہ آرام سے کاؤنٹر کی جانب جا رہا تھا۔کاؤنٹر پر صرف ان تینوں کے نہیں بلکہ گھر کے باقی افراد کے لئے بھی گفٹس تھے۔اس کا جوڑا سب سے مہنگا تھا۔

گھر میں سب لوگ کیف کے گفٹس پر چہک رہے تھے۔ثریا اور آفتاب کا تو بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے داماد کو سر آنکھوں پر بیٹھا لیں۔وہ جو جوڑا لیتے ہوئے نخرے کر رہی تھی اب واپسی پر وہی جوڑا پہنے کھڑی تھی۔

☆☆☆☆

جیسی خاموشی ان دونوں کے درمیان لاہور سے اسلام آباد تک کے سفر کے دوران حائل تھی ویسی ہی گہری خاموشی اب کمرے میں بھی حائل تھی۔ صبح چار بجے کیف کی جرمنی کے لئے پرواز تھی اور وہ اب رات کے دس بجے اسی کی تیاریوں میں مگن تھا۔حد درجہ سپاٹ تاثرات لئے اپنا بیگ پیک کرتا وہ اس سے مکمل بے نیازی برت رہا تھا اور وہ بھی کسی بھی قسم کی کوئی پرواہ کئے بنا بڑے مزے سے اپنی جگہ پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے لیٹی موبائل پر مصروف تھی۔

وہ یونہی موبائل میں مگن تھی جب کیف نے اس کے پاس آ کر کریڈٹ کارڈ اس کی طرف بڑھایا۔

" یہ لو ؟ "

ضحیٰ نے موبائل سے نگاہ اٹھائے کارڈ کی طرف دیکھا اور پھر مصنوعی حیرت ظاہر کی۔

" یہ کیا ہے ؟ "

"کارڈ ہے۔"

" تو اس کا میں کیا کروں گی ؟ " بے مروتی سے پوچھا۔

" تمھارے لئے ہی سیپرٹ اکاؤنٹ کھلوایا ہے۔"

کیف لے نرمی سے جواب دیا۔وہ اس وقت باقی دنوں کی نسبت خفا نہیں لگ رہا تھا۔

" نہیں مجھے نہیں چاہیے۔ضرورت ہو گی تو آنٹی ، انکل سے پیسے لے لوں گی۔"

ضحیٰ نے بے رخی سے اس کی پیش کش مسترد کی اور نگاہ پھر سے موبائل سکرین پر جما دی۔

" تمہیں اپنی ضرورتوں کے لئے اُن سے پیسے مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔تم میری بیوی ہو تمھارے اخراجات کے لئے میں تمہیں الگ سے پیسے بھیجوں گا۔"

ملائم لہجے میں وضاحت دی۔اب کی بار ضحیٰ نے حد درجہ بے اعتنائی برتتے ہوئے موبائل پر نگاہیں جمائے رکھیں۔وہ چند سکینڈ یونہی کارڈ اس کی طرف بڑھائے کھڑا رہا پھر کارڈ کو بیڈ کے اطراف میز پر رکھ دیا۔

"یہ رکھا ہے سنبھال لینا۔"

متوازن لہجے میں کہا اور خود خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔وہ کچھ دیر کارڈ کو گھورتی رہی پھر بے نیازی سے کارڈ اٹھا کر میز کے دراز میں پھینک دیا۔

☆☆☆☆☆☆

"نہیں یار بار بار اپنی صفائیاں دیتا میں اور جھوٹا لگ رہا ہوں۔اب بس کوئی صفائی نہیں دینی مجھے۔"

کیف نے اداس صورت بنا کر اپنے فیصلے سے آگاہ کیا اور ٹیرس کی ریلنگ سے پشت جوڑ دی۔وہ اس وقت فون کان سے لگائے دوسری طرف موجود زین سے گفتگو کر رہا تھا۔

"ہاں صیح کہہ رہا ہے مگر یہ غلط ہے یار تو ایسے ناراض ہو کر مت جا۔مطلب بھابھی اگر نہیں بھی بلاتیں کم از کم تو ایسے مت جا۔میاں بیوی کی ناراضگی اللہ کو پسند نہیں ہے۔"

"میں ناراض تو نہیں ہوں بس چپ ہو گیا ہوں۔اسے مجھ پر ایک پرسینٹ بھی یقین نہیں ہے۔کیسے یقین دلاؤں میں نے کبھی رابعہ سے محبت نہیں کی تھی۔"

پھیکی سی مسکراہٹ سجائے وہ انتہائی کرب میں وضاحت دے رہا تھا۔

"یقین نہیں دلانا مت دلا لیکن ایسے چپ ہو کر بھی نہ جا۔پیار سے مل کر جا۔ان شا اللہ سب بدگمانیاں دور ہو جائیں گی۔اگر بھابھی نے اعتراف کر لیا ہے کہ وہ بھی تم سے محبت کرنے لگی تھیں تو

یقیناً اب بھی کہیں نہ کہیں وہ محبت باقی ہے بس بدگمانی کے بادل چھٹنے کی دیر ہے۔"زین ہمیشہ کی طرح پرخلوص لہجے میں سمجھا رہا تھا۔

" ہوں ٹھیک کہا۔دعا کرنا تم بھی سب ٹھیک ہو جائے۔اسے عقل آئے جائے اور یقین ہو کہ میں غلط نہیں کہہ رہا ہوں۔"

" بہت دعائیں تمھارے لئے جان میری۔خوشی خوشی جا۔"زین نے پرجوش لہجے میں دعا دی۔

" آہ۔ہ۔ہ۔خوشی۔۔۔۔یہ خوشی کہاں سے لاؤں۔"کیف نے افسردہ لہجے میں کہتے ہوئے ٹھنڈی سانس خارج کی۔

"کیا بات کر رہا ہے۔اللہ نے تیری محبت کو تیری قسمت بنا دیا ابھی بھی شکوہ کر رہا ہے۔وہ ناراض ہے ، دور ہے یا بدگمان ہے لیکن ہے صرف تیری۔"

زین اب جھاڑنے کے انداز میں سمجھا رہا تھا اور وہ یونہی غیر مرئی نقطے پر افسردہ نگاہ جمائے گم صم کھڑا تھا۔

زین سے بات کرنے کے بعد جب وہ کمرے میں واپس آیا تو ضحیٰ ہمیشہ کی طرح بے فکری سے گہری نیند میں تھی البتہ ہاتھ میں موبائل ہنوز موجود تھا۔وہ آہستگی سے آگے بڑھا۔

جب دل ہی لگا بیٹھے ہر ناز اٹھانا ہے
سو بار بھی روٹھیں گر سو بار منانا ہے

کیف آہستگی سے جھکا اور نرمی سے اس کے ہاتھ سے موبائل نکال کر ایک طرف رکھ دیا۔گھڑی کی سوئیاں دو بجے کا وقت بتا رہی تھیں۔اسے اب تیار ہو کر نکلنا تھا۔

☆☆☆☆

میرون جرسی کے نیچے سفید شرٹ اور نیلی جینز زیب تن کئے وہ اب سنگھار میز کے سامنے کھڑا کنگھی کر رہا تھا جبکہ نگاہ بار بار شیشے میں منعکس ہوتے اس کے عکس پر جا رہی تھی جو بے خبر خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی اور ایک اس کا دل تھا جو ہر گزرتے پل کے ساتھ بوجھل ہو رہا تھا۔

جو جلوہ گاہِ یار ہے وہ دل یہی تو ہے
ہم جس جگہ ہیں حُسن کی منزل یہی تو ہے

خود کو نہ دیکھنا ہے تجھے دیکھنے کی شرط
جو درمیاں حجاب ہے حائل یہی تو ہے

ہر ذرہ دلفریب ہے، ہر جلوہ جاں نواز
ہر گام پہ گماں ہے کہ منزل یہی تو ہے

ہلکی سی ایک موجِ تبسم میں بہہ گیا
جو بحرِ بے کنار تھا وہ دل یہی تو ہے

اب ہر ادائے حُسن پہ ہوتا ہے یہ گماں

جو لُوٹ لے گئی ہے میرا دل یہی تو ہے

دل مجھ سے کہہ رہا ہے تیرے دل کی بات بھی
آیئنہ آیئنے کے مقابل یہی تو ہے

دونوں جہاں کو تیری محبّت میں بھولنا
اک بات یاد رکھنے کے قابل یہی تو ہے

اے دوستو ! ذہین کو پہچانتا ہوں میں
سب سے الگ جو سب میں ہے شامل یہی تو ہے

وہ اب بیڈ کے کنارے اس کے سر پر کھڑا تھا۔لگاتار ٹکٹکی باندھے اسے دیکھتے ہوئے دس منٹ گزر چکے تھے۔موبائل پر زین کے پیغام کی گھنٹی بجی۔اس نے ضحیٰ کے سراپے پر سے نگاہ اٹھا کر ایک افسردہ نگاہ موبائل سکرین پر ڈالی۔

زین تیار تھا۔اسے باہر بلا رہا تھا۔انہیں اب ہوائی اڈے کے لئے نکلنا تھا۔اس نے موبائل کو جیب میں رکھا اور پھر آہستگی سے جھک کر ضحیٰ کا کندھا ہلایا۔

" سنو اٹھو۔"

کیف کے کندھا ہلانے پر وہ کسمسائی۔کسلمندی سے نیند سے بوجھل آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور پھر چند سکینڈ کے بعد وہ مکمل حواسوں میں تھی۔

" میں جا رہا ہوں فارمیلٹی ہی سہی اٹھ کر باہر چلو میرے ساتھ۔"

کیف کے لہجے میں درد صاف واضح تھا۔اس کا اداس اور اترا چہرہ کرب سے ہلکا زرد پڑ رہا تھا۔

" ہوں۔۔۔"

ضحیٰ نے آہستہ آواز میں ہنکارا بھرا اور پھر اٹھ بیٹھی۔پاس رکھے دوپٹے کو کھینچ کر گلے میں ڈالا اور بیڈ سے اٹھ کر جیسے ہی کھڑی ہوئی کیف نے ایک دم سے اپنی بانہوں میں بھر لیا۔وہ اس اچانک عمل پر سٹپٹا گئی۔وہ اُسے خود سے بھینچے اس کی گردن پر چہرہ ٹکائے کان میں سرگوشی کر رہا تھا۔

" نہیں جانتا تمہیں کب اور کیسے میری محبت پر یقین ہو گا لیکن میں تمہیں ہر پل دل و جان سے چاہتا رہوں گا۔میرے لئے اتنا ہی کافی ہے ضحیٰ آفتاب میرے نکاح میں ہے۔صرف میری ہے۔"

اس کی گرم سانسوں کے ساتھ ابھرتی بازگشت کان کی لو تک جلا رہی تھی۔وہ اس لمحے میں ساکن کھڑی تھی۔ایک عجیب احساس تھا۔

یوں جیسے وقت نہ صرف تھم گیا ہو بلکہ سمٹ گیا ہو۔وہ اسے نہ تو دور ہٹا سکی نہ جھٹک سکی۔بس اس میں سے اٹھتی سوندھی خوشبو جسم میں سرائیت کرتی ہوئی محسوس ہونے لگی۔ابو کے بعد یہ وہ دوسرا انسان تھا جس کی خوشبو اور لمس اسے یوں محبت کا احساس دلا رہا تھا۔

چند سکینڈ کے بعد کیف آہستگی سے الگ ہوا اور پھر اسے کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر ماتھے پر لب رکھ دیے۔روح تک سمٹنے کا احساس تھا۔وہ ایسے ساکن تھی جیسے کوئی بت ہو۔اس کا لمس ایک عجیب محبت اور اپنائیت بھرا احساس دے رہا تھا۔

چند سکینڈ کے بعد کیف ایک دم سے الگ ہوا اور پھر اس کا ہاتھ تھامے کمرے سے باہر نکل گیا۔وہ کسی بے جان گڑیا کی مانند اس کے سنگ باہر آئی تھی۔دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔پیشانی ابھی بھی اس کے لمس کو محسوس کر رہی تھی۔وجود سے ابھی بھی اس کی مہک اٹھ رہی تھی۔

باہر سب گھر والے کیف کے منتظر تھے۔کیف تاہنوز اس کا ہاتھ تھامے سب سے مل رہا تھا۔دادی کا رونا ، شمائلہ کی نم آنکھیں ، عدن اور حرم کے اداس چہرے۔وہ سب کو باری باری ایک طرف سے گلے لگا کر مل رہا تھا اور پھر اس کے ہاتھ کو نرمی سے چھوڑ کر اسکے گال تھپکتا زین کے ساتھ باہر نکل گیا۔

وہ یونہی حواس باختہ سی کھڑی تھی جب شمائلہ اسے گلے لگا کر تسلی دینے لگیں۔سب اس کی حیرت کو اس کی اداسی سمجھ رہے تھے۔

☆☆☆☆☆

وقت پر لگا کر گزرنے لگا تھا۔کیف کو جرمنی گئے دو ماہ گزر چکے تھے۔وہ اسلام آباد یونیورسٹی سے ایم فل سٹارٹ کر چکی تھی۔

کیف کے گھر والے اس پر جان چھڑکتے تھے۔یونیورسٹی پھر گھر کے کام وہ بہت مصروف ہو گئ تھی۔گھر میں دل بہت جلد لگ گیا تھا۔کیف ہفتے میں دو تین بار سب گھر والوں کے ساتھ ویڈیو کال پر

بات کرتا تھا وہ بھی سب کے ساتھ بیٹھ کر سرسری گفتگو کر لیتی تھی لیکن اس کے پرسنل پیغامات کا جواب اسی طرح روکھے انداز میں ہی دیتی تھی۔وہ اب اسے پیغام بھیجنا اور کال کرنا بند کر چکا تھا۔

آج کافی دن بعد موسم اچھا ہونے پر وہ عدن اور حرم کے ساتھ باہر گھومنے آئی تھی۔کھانے کا آرڈر دینے کے بعد وہ اکیلی ریسٹ روم میں آئی تھی جب کسی جانی پہچانی بازگشت نے قدم روک دیے۔

"ارے ضحیٰ۔۔۔"

وہ شناسائی کی لکیریں ماتھے پر کھینچے پلٹی تھی۔ریسٹ روم کے بے بی سیٹر پر ایک بچے کو لٹائے پاس کھڑی لڑکی رابعہ تھی۔وہ حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات لئے کھڑی تھی۔

"تم ضحیٰ ہی ہو نہ۔واٹ اے سرپرائز۔کیسی ہو یار۔"

وہ پرجوش لہجے میں آگے بڑھی اور گرم جوشی سے بغل گیر ہوئی۔ضحیٰ سکتے میں آ چکی تھی وہ کافی بدل چکی تھی۔فربی مائل جسامت اور حلیے سے بے حد امارات ٹپک رہی تھی۔برینڈیڈ جوڑا، میک اپ سے اٹا چہرہ اور رنگے ہوئے بال۔وہ کافی خوش و خرم دکھائی دے رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں تم سناؤ ؟"

ضحیٰ نے جبراً مسکرا کر جواب دیا۔پتا نہیں کیوں لیکن اچانک دل کیا اسے کندھوں سے تھام کر پوچھے کہ سچ بتاؤ کیف تم سے محبت کرتا تھا۔عجیب سی جلن کا احساس تن بدن میں سرایت کرنے لگا۔

"میں بھی ٹھیک ٹھاک۔تم یہاں اسلام آباد ؟"

اس کے سوال پر ایک سکینڈ کے لئے وہ بالکل چپ ہوئی اور پھر اگلے ہی لمحے جیسے ذہن نے ایک سو اسی کی رفتار پر کام کیا۔

" ہاں وہ ایک شادی پر آئی ہوں۔"

جھوٹی مسکان سجائے جھوٹ بولا۔

" اوہ اچھا۔ تمھاری شادی نہیں ہوئی ابھی تک ؟ "

ایک آبروؤ اچکائے بڑے جتانے والے لہجے میں سوال کیا۔

" نہ۔۔ نہیں اور تمھاری ؟ "

ضحیٰ نے بچے کی طرف دیکھتے ہوئے بیوقوفانہ سوال کیا۔وہ کھکھلا کر ہنس دی۔

" یس آف کورس یار۔یہ میرا بیٹا ہے سی۔۔۔"

وہ جھٹ سے اپنے گول مٹول بیٹے کو فخر سے اٹھا کر دکھانے لگی۔

" ماشا اللہ۔۔۔ پھر کیف سے ہوئی شادی تمھاری ؟ "

ضحیٰ نے بچے کے گال تھام کر مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ سوال کیا۔رابعہ کے چہرے پر ایک دم سے ہوائیاں اڑ گئیں۔

" نہیں۔کیف سے نہیں۔احمد۔۔۔احمد ہے میرے ہزبینڈ کا نام۔دور کے جاننے والے ہیں۔ہم تو یہاں گھومنے آئے تھے ویسے کینیڈا ہوتے ہیں ہم۔"

وہ گڑبڑائی پھر آواز کو کم کرتے ہوئے بڑے مغرور لہجے میں وضاحت دی۔

" اوہ۔۔اچھا لیکن کیف سے کیوں نہیں ہوئی شادی ؟ میرا مطلب ہے تم دونوں تو ایک دوسرے سے بہت پیار کرتے تھے نہ۔"

ضحیٰ نے بھنویں اچکا کر معصومیت سے سوال کیا۔وہ گھبرا کر آگے ہوئی۔

" آہستہ یار میری ساس بھی ساتھ ہیں۔"
اس نے سہم کر واش روم کے بند دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ضحیٰ نے ہنس کر اثبات میں سر ہلایا۔
اس کے چہرے کے تاثرات اچانک بدل گئے تھے۔
" کیف تو ایک نمبر کا کمینہ تھا۔اس کے ساتھ ریلیشن تو بہت جلد ختم ہو گیا تھا اور شکر ہی ہے ختم ہوا ۔میں نے ہی اسے چھوڑ دیا تھا۔"وہ نخوت سے ناک چڑھائے وضاحت دے رہی تھی۔
ضحیٰ نے بڑی اداکاری سے اپنے چہرے کے تاثرات کو چھپا کر سر اثبات میں ہلایا۔وہ اب تذبذب میں بار بار واش روم کی طرف دیکھ رہی تھی۔
" اوہ۔ہ۔ہ اچھا۔۔۔وہ دراصل۔۔۔"
ضحیٰ نے ابھی بات شروع ہی کی تھی کہ اس کی ساس واش روم سے باہر نکلتی نظر آئیں۔رابعہ نے فوراً آنکھوں ہی آنکھوں میں خاموش رہنے کی التجا کی۔
" اچھا مجھے تمھارا نمبر مل سکتا ہے؟ کبھی گپ شپ ہی کرتا ہے انسان۔فیس بک سے تو تم ایسی غائب ہوئی۔۔"
ضحیٰ نے جھٹ سے موضوع بدل کر نمبر مانگا۔کیونکہ وہ سوچ چکی تھی کہ اسے اب آگے کیا کرنا ہے۔ قسمت نے یہ موقع کسی وجہ سے ہی بخشا تھا اور اسے اب اس موقع کا بہت عقل مندی سے اور سوچ سمجھ کر فائدہ اٹھانا تھا۔
" اوہ یار وہ فیس بک اور نمبر شادی کے بعد تبدیل کر لیا تھا۔تم نیو لے لو نہ میرا نمبر۔"
وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

" ہاں ہاں شیور دو۔"
ضحیٰ نے فوراً سر اثبات میں ہلایا اور پھر کندھے پر لٹکتے پرس میں سے موبائل نکالا۔
" لکھو۔"
اپنا نمبر لکھوانے کے بعد وہ بڑی اپنائیت سے ضحیٰ کے گلے لگی۔
" چلو پھر بات ہوتی ہے ہاں۔"
ضحیٰ نے مصنوعی مسکراہٹ سجائی۔
" ہاں کیوں نہیں۔"
وہ اپنی ساس اور بچے کے ساتھ ریسٹ روم سے باہر جا چکی تھی جبکہ ضحیٰ تنے ہوئے اعصابوں کے ساتھ وہیں کھڑی تھی۔
☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد کا موسم ان دنوں بے حد خوشگوار تھا۔ٹھنڈی ہوا کے ساتھ ہلکی بوندا باندی صبح سے جاری تھی مگر وہ اپنے کمرے میں بند گہری سوچ میں ڈوبی مسلسل چھت کو گھور رہی تھی۔سرخ جوڑے میں ملبوس بال بکھیرے تکیے پر لیٹی وہ بظاہر تو چھت کو گھور رہی تھی لیکن آنکھوں کی پتلیاں کسی اگلے لائحہ عمل کے تانے بانے بُن رہی تھیں۔
اُسے رابعہ سے نمبر لئے ایک ماہ گزر گیا تھا لیکن اس ایک ماہ میں اس نے تمام منصوبہ سوچ لیا تھا کہ اُسے کیا کرنا ہے۔اس سارے عرصے کے دوران رابعہ کے فیس بک اکاؤنٹ سے اس کے میاں کا اکاؤنٹ تلاش کیا پھر اس کی مکمل معلومات اور اس کا فون نمبر تک وہ اکٹھا کر چکی تھی۔

پچھلے ایک ماہ میں اُس نے ایک دو دفعہ رابعہ سے سرسری بات چیت کی تھی اور فیس بک اکاؤنٹ پر بھی معمول کے مطابق اس کی مختلف پوسٹ کو لائک اور کمنٹ کر رہی تھی لیکن اب وقت آ گیا تھا کہ سب سچ جان لیا جائے۔ آخر کو جھوٹا کون تھا۔ کیف امان یا پھر رابعہ کوکب۔

وہ اس دفعہ جب لاہور گئی تھی تو علی سے اُس کی ایک اضافی سم لے آئی تھی جسے وہ اب اپنے استعمال میں لانے والی تھی۔ اس نے آہستگی سے ایک طرف رکھا موبائل اٹھایا اور رابعہ کے نمبر پر ایک وٹس ایپ پیغام بھیج دیا۔

" ہیلو۔ کیسی ہو ؟ "

پیغام بھیج کر اسے موبائل کو ایک طرف رکھے ابھی دس منٹ گزرے تھے کہ جوابی پیغام کی گھنٹی بجی ۔اس نے جھٹ سے موبائل اٹھا کر پیغام کھولا تو توقع کے عین مطابق دوسری طرف سے سوال کیا گیا تھا۔

"کون ؟ "

اس نے لب بھینچے اور بڑے طریقے سے جوابی پیغام ٹائپ کیا۔

" وہی جسے تم نے دھوکا دیا اور شادی احمد سے کر لی ؟ "

جانتی تھی یہ پیغام پڑھ کر وہ کرنٹ کھا کر اچھلی ہو گی اور ایسا ہی جواب اس کی طرف سے آیا تھا۔

" مطلب ؟ میں سمجھی نہیں۔ کون ہیں آپ ؟ "

" بھول تو نہیں سکتی مجھے۔ میں کیف امان ہوں۔"

اس نے بڑے اطمینان سے مسکراہٹ والے ایموجی کے ساتھ جواب لکھا۔دوسری طرف شاید اب بجلی گری ہو گی اس لئے خاموشی چھائی۔

"کون کیف امان۔میں کسی کیف امان کو نہیں جانتی ہوں۔فضول میں تنگ کر رہے ہیں آپ۔ابھی بلاک کرتی ہوں نمبر۔"

تین منٹ کی خاموشی کے بعد غصے سے بھرا پیغام آیا۔بہت سوچ کر لکھا گیا تھا۔ضحیٰ نے آنکھیں سکیڑیں اور اگلا پیغام ٹائپ کیا۔

" جھوٹ مت بولو تم کیسے ایسے کہہ سکتی ہو۔میرے پاس آج بھی تمھاری اور میری وہ تمام چیٹس محفوظ ہیں جو ہم رات رات بھر کیا کرتے تھے۔میرا نمبر بلاک مت کرنا نہیں تو احمد کے نمبر پر رابطہ کر لوں گا۔"

پیغام لکھنے کے بعد جھٹ سے احمد کا نمبر اور اس کا فیس بک اکاؤنٹ پروفائل بھیج دیا۔اب دوسری طرف یقیناً رابعہ میڈیم کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ہوں گے۔

"کیا بکواس ہے یہ۔کون سی چیٹ ؟ کیسی چیٹ؟ کون ہو تم اور میرے ہزبینڈ کا نمبر کہاں سے ملا ؟ "

ضحیٰ نے ہلکی سے مسکراہٹ کے ساتھ جوابی پیغام ٹائپ کیا۔

" وہی محبت بھری چیٹس جو ہم آپس میں کرتے تھے۔رات رات بھر۔کیسے بھول سکتی ہو تم ؟ "

"بکواس بند کرو میں نے تم سے کبھی کوئی چیٹس نہیں کی ہیں۔پتا نہیں کون ہو اور تم کیف امان نہیں ہو سکتے ؟"

دوسری طرف رابعہ کی بے یقینی پر ایک لمحے کو ضحیٰ ٹھٹھکی مگر پھر اگلے ہی لمحے فوراً کیف کے فیس بک اکاؤنٹ سے اس کی جرمنی میں لی گئی ایک تصویر اس کے وٹس ایپ پر ایک پیغام کے ساتھ بھیجی۔

" اچھا یہ رہا ثبوت۔میں کیف ہی ہوں۔یہ دیکھو میری ابھی کی پک۔جرمنی ہوتا ہوں۔"

دوسری طرف گہری خاموشی چھاگئی تھی لیکن اب اس کا نمبر بلاک کرنے کی جرأت وہ نہیں کر سکتی تھی۔ضحیٰ نے چند سکینڈ کے توقف کے بعد پھر سے پیغام لکھا۔

" یقین آیا میں کیف ہی ہوں۔"

" تمہیں میرا نمبر کہاں سے ملا اور احمد کے بارے میں کیسے جانتے ہو؟ "

دوسری طرف وہ گھبرا گئی تھی۔

" میں سب کچھ جانتا ہوں۔کیسے ، کب اور کیوں یہ سوچنا بیکار ہے۔تم کیا سمجھی تھی میں اتنی جلدی بھول جاؤں گا تمہیں۔اتنا پیار کرتے تھے ہم دونوں آپس میں۔بڑی مشکل سے تم تک پہنچا ہوں۔"

وہ اب پرجوش تھی اور تجسس انتہا پر تھا۔

" مجھے فون کر سکتے ہو ابھی؟ "

رابعہ کے اگلے پیغام پر وہ ایک دم سٹپٹا گئی پھر کچھ سوچ کر پیغام لکھا۔

" نہیں ابھی میں چیٹ کر سکتا ہوں۔فون پر اتنی لمبی بات نہیں کر سکوں گا۔ویسے بھی ہم دونوں کو تو یونہی چیٹ پر بات کرنے کی بہت پریکٹیس ہے نہ ؟"

یہ بہانہ کامیاب رہا تھا۔وہ اگلا لمبا پیغام ٹائپ کر رہی تھی۔

" دیکھو کیف تم پاگل ہو گئے ہو کیا ؟ میں اور تم کب پیار کرتے تھے۔تم تو ضحیٰ سے پیار کرتے تھے اور تم کن چیٹس کی بات کر رہے ہو ؟ ایسی کون سے چیٹ تھی ہماری ؟ تم کب مجھ سے اتنا بات کرتے تھے ؟ "

اس کے جوابی پیغام پر ضحیٰ کی آنکھیں پوری کھل گئی تھیں۔ بھنویں سکیڑے وہ اب اگلا پیغام لکھ رہی تھی۔

" وہی چیٹس جو تم ضحیٰ کو اور باقی دوستوں کو دکھاتی تھی۔میں انہی چیٹس کی بات کر رہا ہوں۔"

" تمھیں کیسے پتا یہ سب ؟ "

"کہا نہ کب کیسے کیوں یہ سوچنا بیکار ہے۔بس تم یہ بتاؤ کہ تم وہ چیٹس کیسے بھول سکتی ہو؟ "

" وہ چیٹس میں تم سے کب کرتی تھی ؟ "

اب کی بار اس کے جوابی پیغام پر ضحیٰ کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا۔چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔وہ اب لب کچلتے ہوئے اگلا پیغام لکھ رہی تھی۔

" تم تو اُن سے کہا کرتی تھی کہ تم مجھ سے کرتی تھی وہ ساری چیٹ۔"

ضحیٰ نے حیرت سے کھلی آنکھوں کے ساتھ سوالیہ پیغام بھیجا۔

" وہ تو میں جھوٹ کہتی تھی۔وہ چیٹ تو سب فیک چیٹس تھیں۔میں نے اپنا ہی دوسرا نمبر تمھارے نام سے سیو کر رکھا تھا۔"

وہ ڈر گئی تھی یا کچھ اور لیکن جھٹ پٹ پیغام بھیج رہی تھی اور ضحیٰ پر ہر اگلی حقیقت کے ساتھ حیرت کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔

" میں تمھارے نام سے چیٹ کرتی تھی اور پھر اپنے فون سے خود ہی اس کا جواب دیتی تھی۔"

ضحیٰ نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کے پیغام کو بارہا پڑھا اور پھر مریل سے ہاتھوں سے پیغام ٹائپ کیا

۔

" تم یہ سب کیوں کرتی تھی رابعہ ؟ تم نے مجھ سے تو کہا تھا کہ تم ضحی کے ساتھ دوستی میں میری مدد کرو گی۔"

" ہاں میں نے کہا تھا۔"

" تو تم نے ایسا کرنے کے بجائے الٹا میرے بارے میں انہیں جھوٹ کہنا شروع کر دیا۔شیم آن یو۔ اب اگر وہی سب مسیجز کے سکرین شارٹ میں یا تمھاری دوستوں میں سے کوئی تمھارے شوہر کو بھیج دیں تو۔تب کیسا لگے گا تمہیں ؟"

ضحیٰ نے دانت پیستے ہوئے اپنے پھٹتے دل کا غصہ اس پر اتارا۔

" پلیز پلیز کیف تمہیں اللہ کا واسطہ ہے۔ایسا کچھ مت کرنا۔میری شادی شدہ زندگی خراب ہو جائے گی۔میرا بیٹا ہے۔ہنستا بستا گھر ہے۔"

" واہ کتنا خیال ہے نہ تمہیں اپنی شادی شدہ زندگی کا اور تمھاری وجہ سے اگر کسی کی شادی شدہ زندگی خراب ہو چکی ہو تو۔"

ضحیٰ نے ضبط سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ پیغام لکھا۔

" مطلب ؟ کیا کہہ رہے ہو ؟ میری وجہ سے کس کی شادی شدہ زندگی خراب ہو گی ؟ "

" میری اور ضحیٰ کی۔"

ضحیٰ نے پیغام کے ساتھ ہی اپنی اور کیف کی شادی کی تصویر بھیج دی جس میں وہ کیف کے ساتھ دلہن کے روپ میں منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

دوسری طرف اب بس خاموشی تھی۔ ضحیٰ نے فوراً اگلا پیغام لکھا۔

تمہیں پتا ہے تمہارے جھوٹ نے ضحیٰ کے دل کو میرے لئے اتنا بدگمان کر دیا ہے کہ اس کی اور میری شادی تو قسمت سے ہو گئی ہے لیکن آج تک وہ یہی سمجھتی ہے کہ میں اچھا لڑکا نہیں ہوں۔ میں تم سے بھی فلرٹ کر چکا ہوں۔"

دوسری طرف چند سکینڈ کی خاموشی کے بعد اگلا پیغام آیا۔

" مجھے معاف کر دو کیف۔ میں ضحیٰ سے بھی معافی مانگ لوں گی۔ اس کا نمبر ہے میرے پاس میں اسے سب بتا دوں گی۔"

"کتنا آسان ہے نہ یہ کہنا۔ میں معافی مانگ لوں گی۔ کیا تم بتانا پسند کرو گی کہ تم نے میرے بارے میں اتنے بڑے جھوٹ کیوں بولے تھے ؟ میں سب جاننا چاہتا ہوں۔"

دوسری طرف اب پھر خاموشی تھی۔

" بولو رابعہ۔"

کچھ سکینڈ کی خاموشی کے بعد اب پیغام ٹائپ ہوتا نظر آ رہا تھا۔

"کیونکہ تم مجھے اچھے لگتے تھے کیف۔ میں تمہیں پسند کرتی تھی اور تم ضحیٰ کو اور جب مجھے محسوس ہوا کہ ضحیٰ بھی اب تمہارے بارے میں پوزیٹیو سوچنے لگی ہے اور جب تمہیں یہ پتا چلے گا تو یقیناً تم دونوں ایک ہو جاؤ گے۔"

وہ اب پیغام پر پیغام بھیج رہی تھی اور ضحیٰ سکتے میں بیٹھی تھی۔

" میں یہ سب کیسے دیکھ لیتی۔میں نے بہت کوشش کی کہ تم میری طرف اٹریکٹ ہو جاؤ لیکن تم تو ضحیٰ کے علاوہ کسی کو دیکھنا تک گوارا نہیں کرتے تھے۔ضحیٰ نے جب ایک دن تمھارے بارے میں اپنی مثبت ہوتی سوچ کا اظہار کیا تو مجھے بہت تکلیف ہوئی۔تب میں نے یہ سب سوچا کیوں نہ میں ضحیٰ کے دل کو تمھارے لئے ہمیشہ برا ہی رکھوں تاکہ وہ کبھی تمہیں نہ مل سکے۔میں نے اپنے ایک نمبر کو تمھارے نام سے سیو کیا اور اس سے خود ہی چیٹ کرتی رہی اور پھر اس کے سکرین شارٹ لے کر ضحیٰ کو دکھاتی رہی۔تمھاری تصاویر فیس بک سے اٹھاتی تھی اور چیٹ میں تمھاری طرف سے بھیج دیتی تھی۔میں چاہتی تھی اس کا تمھاری طرف جھکتا دل بدل جائے اور میں اس میں کامیاب بھی ہو گئی تھی۔"

اس کی نگاہیں تو رابعہ کے پیغام پر ٹکی تھیں لیکن ذہن میں کیف کے کہے جملے ، اس کا محبت بھرا لہجہ اور آخری رات میں جاتے ہوئے اس کی اداس صورت سب کچھ گھوم رہا تھا۔

" یہ سب تو کامیاب رہا لیکن میں تمھارا دل نہیں جیت سکی۔اور تم یونیورسٹی سے چلے گئے لیکن میں پھر بھی ان کو یہ بتاتی رہی کہ میرا تم سے رابطہ ہے۔تم اپنی فیمیلی کو میرے لئے رضامند کر چکے ہو۔"

اس کے جوابی پیغام سکرین پر آ رہے تھے اور وہ بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔دل میں عجیب سی اداسی پیدا ہو گئی تھی۔کیف کی محبت کا ایک ایک لمحہ اس کی روح پر بھاری پڑ رہا تھا۔کانپتے ہاتھوں اور بھرے دل کے ساتھ وہ اب پیغام لکھ رہی تھی۔

"تم نے بہت بہت برا کیا رابعہ۔بہت برا۔ تمہیں پتا ہے میں نے بھی آج تمہیں دھوکا دے کر ہی سب اگلوایا ہے۔میں کیف نہیں مسز کیف امان ہوں۔"

اس نے ایک ہاتھ سے رگڑ کر گال پر بہتے آنسو صاف کئے اور غصے سے لب بھینچے پیغام ٹائپ کیا۔

"میں ضحیٰ ہوں۔ضحیٰ کیف۔جسے تم نے لاکھ کیف سے دور رکھنا چاہا لیکن قسمت اور اللہ نے ہمیں ملا ہی دیا۔"

یقیناً اس کے سر پر ایک عدد اور دھماکا ہوا ہو گا۔

"تمہیں شرم آنی چاہیے تھی رابعہ۔ایسے جھوٹ جو ہمارے لئے تو کوئی معنی نہ رکھتے ہوں بعض اوقات کسی کا ہنستا بستا گھر برباد کر دیتے ہیں۔ہم اپنی انا ، ضد اور حسد میں بھول جاتے ہیں کہ ہماری ہلکی سی دی گئی چنگاری کسی کا سب کچھ جلا کر راکھ کر سکتی ہے۔

تم نے میرے ساتھ ایسا ہی کیا۔میری شادی کو سات ماہ ہو چکے ہیں لیکن میں آج بھی کیف سے بات تک نہیں کرتی وجہ صرف وہ بدگمانی ہے جو تم نے تین سال پیدا کی تھی۔"

وہ اب غصے میں پیغام لکھ لکھ کر بھیج رہی تھی اور دوسری طرف رابعہ صرف اس کے پیغام دیکھ رہی تھی۔

"میری قسمت اچھی تھی یا پھر میرے کیف کی دعائیں قبول ہوئیں جو تم مجھے مل گئی نہیں تو نا جانے میں یہ بدگمانی ساری عمر دل میں پال کر رکھتی اور بے قصور شوہر کو سزا دیتی رہتی۔

تم اپنی زندگی خوش و خرم گزار رہی تھی جبکہ تمہاری وجہ سے ہم دونوں ایک کڑی آزمائش سے گزر رہے تھے۔میں کیف کو ہر پل دور کرتی رہی۔اس ہر پل کا گناہ تمہارے سر ہے رابعہ ہے۔"

وہ اپنے دل کی ساری بھڑاس ایک ایک کر کے نکال رہی تھی۔

" تمہیں کیسا لگے گا اگر اب میں تمہاری ان سب باتوں کے سکرین شارٹ لے کر تمہارے شوہر کو بھیج دوں۔ تمہارا شوہر تم سے بات کرنا چھوڑ دے اور ہو سکتا ہے تمہیں گھر سے باہر نکال دے۔"

اس کے اس پیغام پر وہ فوراً اب جوابی پیغام لکھ رہی تھی۔

" ضحی پلیز ایسا کچھ بھی نہیں کرو گی تم۔ پلیز پلیز ضحیٰ مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہوئی ۔پتا نہیں کیوں لیکن اس وقت میں عقل اور سمجھ بوجھ کھو چکی تھی بس یاد تھا تو یہ کہ کیف اگر میرا نہیں ہو سکا تو تمہارا بھی کبھی نہ ہو۔ تم تو پہلے سے ہی اتنی مکمل تھی۔ خوبصورت ، ذہین اور پر اعتماد اور پھر کیف جیسے مکمل شخص کا تمہارا دیوانہ ہو جانا مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہوا۔ میں نے بہت غلط کیا جو بھی کیا۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔"

وہ التجا کر رہی تھی اور ضحیٰ کے لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔

" میرا ایک بیٹا ہے اور احمد اس معاملے میں بہت سخت ہیں۔ اگر ان کو یہ سب پتا چلا تو ان کے دل سے میری عزت محبت ختم ہو جائے گی۔ تم میری طرح کم ظرف نہیں ہو اس لئے مجھے یقین ہے تم مجھے معاف کر دو گی۔"

" اب اپنے لئے کتنا برا لگ رہا ہے نہ تمہیں لیکن واقعی میں تمہارے جیسی نہیں ہوں اور نہ کبھی بننا پسند کروں گی۔ میں تمہارا گھر کبھی خراب نہیں کروں گی اور اپنے لئے مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ بہت دیر ہونے سے پہلے ہی مجھے سب سچائی کا پتا چل گیا اس لئے تمہیں معاف کرتی ہوں۔"

دوسری طرف وہ اب ندامت کے مارے چپ سادھ چکی تھی۔ ضحی نے گہری سانس لی اور اگلا آخری پیغام لکھا۔

"خوش رہو اپنی زندگی میں بائے۔"

اس کے نمبر کو بلاک کیا اور فون ایک طرف رکھ دیا۔ بے آواز آنسو اب کیف کے گونجتے جملوں کے سبب گالوں پر بہہ رہے تھے۔

☆☆☆☆

بدگمانی کے سیاہ بادل چھٹ گئے تھے۔ اب تو ہر طرف قوس قزاح کے رنگ بکھرے تھے۔ کیف کی محبت نے نہ صرف دل میں گھر کر لیا تھا بلکہ اس کے لئے عزت اور احترام بھی بڑھ گیا تھا۔

وہ اسی طرح معمول کے مطابق سب کو کال کرتا تھا البتہ اب وہ سب کے ساتھ بات کرتے ہوئے اس کو بات کرنے کے لئے نہیں بلاتا تھا۔ سب کے لئے یہ معمولی بات تھی ان کو یہی لگتا تھا کہ ضحیٰ سے وہ الگ بات کرتا ہو گا لیکن اسے اب یہ بات محسوس ہونے لگی تھی کہ وہ اس سے بالکل لاپرواہی برتنے لگا ہے لیکن قصور بھی تو اس کا ہی تھا۔ اُس کا اتنا دل دکھایا تھا۔ وہ کتنا اداس تھا جس روز گیا اور پھر اتنا عرصہ ڈھنگ سے اس کے کسی پیغام کا جواب تک نہیں دیا تھا۔ کوئی کتنا برداشت کر سکتا تھا۔ کیف کا رویہ بجا تھا۔

رمضان آنے والا تھا اور کیف کی واپسی میں چند ہفتے باقی تھے۔ وہ اپنی اس محبت کا اظہار کیف کے سامنے کرنا چاہتی تھی۔ اسی لئے ساری حقیقت کُھل جانے کے بعد بھی اسے رابعہ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ دل تو بس اب دن گن گن کر اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ جب بھی اس کی یاد زیادہ ستانے لگتی وہ شادی کی ویڈیو لگا کر بیٹھ جاتی کیف کو کبھی کہیں پوز کر کے دیکھتی تو کبھی کہیں۔

آج بھی اس کی اپنی شادی کی ویڈیو دیکھتے دیکھتے دل میں اچانک ایک خیال کوندا اور فوراً فون اٹھایا۔ اس وقت کیف بنک سے واپس آ گیا ہو گا اور گھر پر ہو گا یہی سوچ کر اس نے جلدی سے موبائل میں اسی سم کو واپس ڈالا جسے وہ علی سے لے کر آئی تھی۔سم ڈالنے کے بعد کیف کے نمبر پر وٹس ایپ پیغام بھیجا۔

" السلام علیکم "

پیغام بھیج کر جواب کے انتظار کرتے کرتے وہ سو گئی۔رات کو کہیں آنکھ کھلی تو فون چیک کیا جوابی پیغام آ چکا تھا۔اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پیغام کھولا۔

" وعلیکم سلام۔"

مختصر جواب تھا۔کیف اس وقت آن لائن تھا۔اس نے جلدی سے اگلا پیغام لکھا۔

"کیسے ہیں ؟ "

" ٹھیک جی کون ہیں آپ ؟ "

جھٹ سے جواب آیا۔ضحیٰ نے نچلا لب شرارت سے دبایا اور جواب لکھا۔گال گلال ہو رہے تھے۔

" لڑکی ہوں۔"

" جی لڑکی ہیں تو کوئی نام تو ہو گا ؟ مجھ سے کیا کام ہے آپکو ؟ "

کیف کے جواب پر مسکراہٹ مزید گہری ہوئی۔آنکھوں میں شرارت چمکی۔مزے سے اگلا پیغام لکھا۔

"کسی لڑکی کو آپ جیسے حسین لڑکے سے کیا کام ہو سکتا ہے ؟ "

" مطلب ؟ میں سمجھا نہیں کون ہیں آپ ؟ "

کیف کے اگلے روکھے سے جواب پر دل باغ باغ ہو گیا۔ایک دم سے اپنی قسمت پر رشک آنے لگا۔
" سمجھ بھی جائیں گے جان بھی لیں گے۔پہلے بات تو کریں۔"
ضحیٰ نے شرارت سے مسکراتے ہوئے پیغام لکھا۔
"جی کر رہا ہوں۔ٹھیک کہہ رہی ہیں کوئی جلدی نہیں مجھے آپ بات کریں۔"
کیف کے جوابی پیغام پر اس کی مسکراہٹ ایک دم سے پھیکی ہوئی۔ذہن جو کچھ اور ہی سوچ کر اس سے یہ شرارت کرلے بیٹھا تھا اب بجھ سا گیا۔کیف تو بہت میٹھے انداز میں پیغام بھیج رہا تھا اور اب اس سے بات کرنے پر رضامند تھا۔
" لڑکی جی اپنا نام تو بتایئے اور میرا نمبر کہاں سے ملا آپکو ؟"
کیف کے اگلے پیغام پر تو جیسے اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔اتنے دن سے کیف کو دل کے جس تخت پر بیٹھایا تھا اس کا بازو کھینچ کر نیچے اتارا اور غصے سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ جوابی پیغام لکھا۔
" یہ نہیں بتا سکتی۔"
" چلیں مت بتائیں۔لڑکی ہیں میرے لئے اتنا کافی ہے۔"
کیف کے جواب پر اس کا منہ پورا کھل گیا۔کتنا کمینہ تھا وہ۔اف خدا۔کل تک میری محبت کا دم بھر رہا تھا اور اب کسی غیر لڑکی کے ساتھ یوں مزے سے بات کر رہا تھا۔اس کا خون تک جل گیا تھا۔دل چاہ رہا تھا فون سے ہی ہاتھ نکال کر اس کا گلا دبا دے۔
" آپ شادی شدہ ہیں ؟"

دانت پیستے ہوئے اگلا سوال کیا ؟

" ہاں شادی تو ہو گئی ہے بد قسمتی سے۔"

اف اللہ اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا تھا۔غصے سے ناک پھلا کر اگلا پیغام لکھا۔

" تو آپ کو مجھ سے بات کرتے ہوئے ڈر نہیں لگ رہا ؟ مطلب آپ کی بیوی پکڑ لے گی ؟ "

" نہیں بیوی کے ساتھ نہیں رہتا میں اور ویسے بھی اگر اس کے ساتھ بھی ہوتا تب بھی بات کر سکتا تھا۔"

آہ۔۔۔اس کی آنکھوں میں مرچیں جلنے لگی تھیں۔جس کیف کے انتظار میں وہ دن رات تڑپ رہی تھی وہ کسی اجنبی کے ساتھ ایسے بات کر رہا تھا۔

" اچھا واہ آپکو ڈر نہیں لگتا ان سے۔"

اس نے غصے سے سلگتے ہوئے پیغام لکھا۔

" بیوی سے کیا ڈرنا۔اسے تو ڈرا کر رکھنا چاہیے۔"

" انتہائی گھٹیا سوچ ہے آپ کی۔"

غصے سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ جوابی پیغام لکھا۔

" ارے ارے آپ تو ایسے غصہ کر رہی ہیں جیسے میری بیوی آپ ہوں۔"

" جی نہیں مجھے کیا ضرورت ہے غصہ کرنے کی۔میری بلا سے کچھ بھی کریں۔"

اس نے ناک پھلا کر جوابی پیغام لکھا۔

" اوہ یہ تو اچھی سوچ ہے نہ۔اچھا اب اپنا نام ہی بتا دیں۔"

اس نے غصے سے ایک طرف فون اچھالا اور سلگتی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لئے۔آنکھ سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے۔اس نے سم نکالنے کے لئے فون اٹھایا تو کیف کا اگلا پیغام جگمگا رہا تھا۔

"ہیلو کہاں گئیں آپ ؟ "

"جہنم میں۔"

اس نے غصے سے پیغام لکھا اور پھر سم کو موبائل سے نکالا کر واپس رکھ دیا۔کیف کے لئے دل پھر سے غصے میں بھر گیا تھا۔

☆☆☆☆

کیف فون ہاتھ میں تھامے لگاتار ہنس رہا تھا۔کچھ دن پہلے ہی اسے فیس بک پر رابعہ کے پیغام آئے تھے۔وہ اپنے پرانے اکاؤنٹ سے بات کر رہی تھی اور اُس سے معافی مانگ رہی تھی۔

رابعہ نے اپنی اور ضحیٰ کی ملاقات سے لے کر ضحیٰ کے کیف بن کر بات کرنے تک سب کچھ بتایا اور ساتھ ہی ساتھ اس کے تمام سکرین شارٹ بھی دیے۔وہ اپنے کئے پر بہت شرمندہ تھی اور کیف سے الگ معافی مانگ رہی تھی۔

اس کا دل مطمئن ہو گیا تھا لیکن اب انتظار تھا کی وہ خود اس سے بات کرے گی لیکن وہ بالکل خاموش تھی۔عدن نے ایک دن باتوں ہی باتوں میں بتایا کہ بھابھی آپکو بہت یاد کرتی ہیں۔کل رات میں ان کے کمرے میں گئی تھی سکرین پر آپ کی تصویر کو روک رکھا تھا اور وہ رو رہی تھیں۔

جہاں ان سب باتوں نے دل کو سرشار کیا تھا وہاں ضحیٰ کا اس سے اب بھی کوئی بات نہ کرنا بھی عجیب تھا۔وہ اس سے مکمل بات ترک کر چکا تھا کہ شاید وہ خود رابطہ کرے گی لیکن وہ بات نہیں کر رہی تھی۔اُسے عدن سے وقتاً فوقتاً اس کی بیتابیوں کی خبر ملتی رہتی تھی۔

آج جب موبائل پر پیغام آیا اُس نے کافی دیر بعد دیکھا تھا۔پہلے تو انجان نمبر سے چونکا لیکن پھر فوراً اگلا خیال اس دن رابعہ کے بھیجے گئے نمبر پر گیا جب اس نے پوچھا تھا وہ نمبر بتا سکتی ہو جس نمبر سے ضحیٰ نے تم سے بات کی تھی۔

آج آنے والا پیغام اُسی انجان نمبر سے تھا۔ضحیٰ نے اُسے نمبر بدل کر پیغام بھجیا تھا۔اس کے پیچھے ضرور اس کا کوئی مقصد چھپا تھا اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ اسے جانچ ہی رہی تھی۔

وہ اس بات سے یکسر انجان تھی کہ وہ پہلے سے جانتا ہے کہ وہ ضحیٰ ہی ہے۔پہلے تو سوچا اسے بتا دے کہ وہ سب کچھ جان چکا ہے لیکن اگلے ہی پل دل شرارت کرنے کو چاہا۔

اسے تنگ کرنے میں مزہ آ رہا تھا اور اب لگ رہا تھا وہ سنجیدہ ہو گئی ہے اور پھر وہ غصے میں نمبر بند کر کے جا چکی تھی۔خیر کچھ دن بعد پاکستان جا کر منا لوں گا۔

وہ اب مسکراہٹ دبا کر اس کے پیغام پھر سے پڑھ رہا تھا۔آخری پیغام میں اس کے غصے پر پیار آ گیا۔

☆☆☆☆

ساری رات بستر پر لوٹتے گزر گئی تھی۔کتنے ہی عجیب و غریب خیال دل میں ڈیرے ڈال رہے تھے۔

کیا کیف اسے بھول گیا ہے۔ندرت سے بات کی تو اس نے ااور ڈرا دیا کہ تم نے اتنا اگنور کیا یہ بہت غلط بات تھی۔

اگلے ہی دن وہ ایک نئے عزم سے کیف کو اسی نمبر سے پیغام بھیج چکی تھی۔

" ہیلو۔"

جواب توقع کے برعکس فوراً آیا تھا۔

" اوہ ہائے آپ کب آئیں جہنم سے واپس ؟ "

کیف اس وقت بنک میں موجود تھا۔لنچ بریک کا وقت تھا اس لئے وہ موبائل ہاتھ میں ہی لئے بیٹھا تھا جب ضحیٰ کا پھر سے پیغام آیا۔اس نے مسکراتے ہوئے فوراً جواب بھیجا۔ضحیٰ نے بدمزہ صورت بنائی اور جوابی پیغام لکھا۔

" یہ ابھی ابھی۔"

" اوہ گڈ۔پھر تو بہت تپ رہی ہوں گی اس وقت۔"

برا چہک رہے تھے موصوف۔اس نے دانت پیسے۔

" جی بالکل بہت زیادہ۔دل تو چاہ رہا ہے کسی کو جلا کر بھسم کر دوں۔"غصے والے ایموجی بھیجے۔

کیف نے ہنستے ہوئے جواب لکھا۔

" اوہ اس قدر خطرناک ارادے۔کیا جہنم سے واپسی پر منہ سے آگ نکالنے لگی ہیں۔کون ہے وہ بد بخت جو جل کر بھسم ہو جانے والا ہے۔"

" ہے کوئی۔خیر آپ کل نام سننے کو بیتاب ہو رہے تھے تو سوچا نام بتا ہی دوں آپکو۔"

لبوں کو بھینچ کر پر سوچ انداز میں لکھا۔

" ارے یہ تو بہت اچھی سوچ آئی آپکو۔میں واقعی بیتاب ہوں آپ کا نام جاننے کے لئے۔کیا نام ہے آپ کا ؟ "

کیف کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ سجی تھی۔

اوہ۔۔۔خدا۔۔۔کیف کے اس جواب پر اس کا دل چاہا اپنا درست نام بتا کر ابھی اس کے چھکے چھڑوا دے لیکن یہ ابھی نہیں کرنا تھا۔

" شہلا۔۔۔شہلا نام ہے میرا۔"مسکراتے ایموجی کے ساتھ بھیجا۔

اوہ تو میڈیم پوری طرح منصوبہ بنا کر آئی ہیں۔کیف نے ایک آبروٗ اچکا کر کچھ دیر سوچا اور پھر شریر مسکراہٹ کے ساتھ اگلا پیغام لکھا۔

" آہ کیا خوبصورت نام ہے۔شہ۔۔۔لا۔۔۔واہ واہ "

" جی خود بھی بہت خوبصورت ہوں۔"

اگلا پیغام جل کر لکھا۔

" ارے یقین ہے مجھے۔اتنا پیارا نام ہو جس کا وہ خوبصورت ہی ہو گی۔اب یہ بھی بتا دیں میرا نمبر کہاں سے ملا آپکو ؟ "

کیف نے مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھا۔وہاں کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔

" بس مل ہی گیا کہیں سے۔"

ضحیٰ نے کافی دیر سوچنے کے بعد بے تکا سا جواب دیا۔

"کیا آپ مجھے جانتی ہیں ؟ "

اگلا سوال کتنا بے تاب ہو کر پوچھا تھا۔ضحیٰ نے کچھ دیر سوچا اور پھر پیغام ٹائپ کرنے لگی۔

" ہاں جانتی ہوں لیکن آپ مجھے نہیں جانتے ہیں۔"

" اچھا۔یہ کیا بات ہوئی یہ کیسے ممکن ہے کوئی لڑکی ہو جس کا نام اور وہ خود اتنی خوبصورت ہو اور میں اسے نہیں جانتا۔کیسے ممکن ہے یہ ؟ "

کیف اسے پوری طرح تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔پتا تھا یہ پیغام پڑھ کر تو وہ غصے سے بھر گئی ہو گی
۔
" ہے ممکن۔"
" اچھا وہ کیسے ؟ "
" دیکھ لیں۔"
" دکھائیں پلیز۔"
"کافی ٹھرکی اور چیپ واقع ہوئے ہیں آپ۔"ضحیٰ نے نخوت سے ناک چڑھا کر لکھا۔
کیف اس کے پیغام پر بے ساختہ قہقہ لگا گیا۔اور پھر ہنستے ہوئے اگلا پیغام لکھا۔
" ارے نہیں واقع نہیں ہوا ہوں۔ایکچولی ہوں ٹھرکی اور چیپ اور لچا۔"
وہ دوسری طرف کچھ دیر کے لئے بالکل چپ ہو گئی تھی۔
"کیا ہوا ڈر گئی ہیں کیا ؟ "
کیف نے مسکراہٹ دبا کر اگلا پیغام بھیجا۔
" نہیں میں تو کافی امپریس ہوئی ہوں اس تعارف سے۔"
" دیکھا میں ہوں ہی ایسا۔"
" جی جی بالکل۔"
"کچھ بتائیں نہ اپنے بارے میں شہلا جی۔"
اف خدا یہ شخص۔ضحیٰ نے جبڑے بھینچے اور پھر پیغام ٹائپ کیا۔

" بتا تو دیا ہے۔میرا نام شہلا ہے بہت خوبصورت ہوں اور آپ کو پسند کرتی ہوں۔"

" صرف پسند کرتی ہیں ؟ "

" مطلب ؟ "

" مطلب یہ کہ میں سمجھا تھا اب تک تو محبت کرنے لگی ہوں گی۔"

کیف نے شرارت سے مسکراتے ہوئے پیغام لکھا۔

"کافی فاسٹ ہیں آپ ؟ "

" زمانہ ہی ایسا ہے شہلا جی۔"

" اچھا آپ نے کل کہا کہ میں شادی شدہ ہوں بد قسمتی سے تو کیا آپ کو اپنی بیوی پسند نہیں۔مطلب اپنی بیوی سے پیار نہیں۔"

بڑی چالاکی سے وہ اپنے بارے میں پوچھ رہی تھی۔کیف کے لبوں پر دلکش سی محبت بھری مسکراہٹ ابھری۔

" یہ کیسی بات کر دی آپ نے شہلا جی۔بیوی سے کون پیار نہیں کرتا ہے لیکن ہوتی تو وہ دال ہے نہ ـ"

" واٹ ؟ "

" مطلب گھر کی مرغی دال برابر ہوتی ہے۔"

کیف کے بالکل غیر متوقع جواب پر اس کی پوری آنکھیں کھل گئی تھیں۔غصے سے موبائل کو گھور کر پیغام لکھا۔

" شرم نہیں آتی آپکو اپنی بیوی کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہوئے۔آپ جیسے ہی مرد ہوتے ہیں جو اپنی بیوی کو دھوکا دیتے ہیں۔اسے کہہ کر جاتے ہیں کہ میں ہمیشہ تمہیں چاہتا رہوں گا اور خود کسی بھی لڑکی سے بات کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔"

"ارے شہلا جی۔آپ غلط سمجھ رہی ہیں اور کتنی بری بات ہے خود کو کسی بھی کہہ رہی ہیں۔یقین کریں آپ وہ واحد لڑکی ہیں جس سے میں بات کرتا ہوں۔"

" واہ بہت جھوٹے بھی ہیں آپ تو۔"

" نہیں تو سچ کہہ رہا ہوں۔میری بیوی کی قسم۔آپ کے سوا کسی سے بات نہیں کرتا۔"

" ارے آپ تو انتہائی ظالم انسان ہیں۔جھوٹی قسم کھا رہے ہیں وہ بھی اپنی بیوی کی۔"

ضحیٰ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ سامنے ہوتا تو کچھ اٹھا کر سر میں دے مارتی۔

" نہیں نہیں مس شہلا۔یہ بالکل غلط الزام ہے۔میں اپنی بیوی کی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا۔"

"ہوں نظر آ ہی رہا جتنی محبت ہے آپکو۔"

" شکریہ۔ویسے میری بیوی کو اس بات پر یقین نہیں ہے۔وہ کہتی ہے میں وہ مرغی ہوں جو دال ہوں تمھارے لئے۔"

" ٹھیک ہی تو کہتی ہے آپ اپنا حال دیکھیں۔مجھ سے بات کر رہے ہیں اور آپکی بیوی کو پتا تک نہیں ہے۔"

" نہیں اسے پتا ہے۔"

کیف کی بات پر وہ ایک لمحے کو سٹپٹا گئی۔

" مطلب ؟ "

" مطلب اسے پتا ہے کہ میں لڑکیوں سے بات کرتا ہوں۔بہت فلرٹی ہوں۔وہ سب جانتی ہے۔"

" واہ واہ بڑے فخر سے اپنی شان میں قیصدے پڑھے جا رہے ہیں۔"

ضحیٰ نے استہزائیہ مسکراہٹ سجائے پیغام لکھا۔دل تو چاہ رہا تھا اس کا وہ حشر کرے کہ وہ یاد رکھے۔

" نہیں یہ قیصدے میں نہیں پڑھ رہا یہ تو میری شان میں میری بیوی پڑھتی ہے۔اُس کی نظر میں۔ میں ایک فلرٹی ہوں۔"

کیف نے فوراً تصیح کی۔

" تو آپ ہیں نہ۔وہ جھوٹ قیصدے تو نہیں پڑھتی نہ ؟ " ضحیٰ نے جل کر جواب لکھا۔

" آپ یہ سب اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں۔"

"کیونکہ پچھلے بیس منٹ سے آپ ٹیکسٹ میسیجز پر میرے ساتھ فلرٹ کر رہے ہیں۔"

ضحیٰ نے لب بھینچے غصے میں لکھا۔انسان اپنی فطرت کبھی نہیں بدلتا۔رابعہ سے بات کرنے کے بعد وہ کتنی خوش تھی اور اب دل اتنا ہی بد ظن تھا۔کیف اس سکینہ کے میاں جیسا ہی نکلا۔یہاں کسی لڑکی نے تھوڑی تعریف کی بس وہیں پر فلیٹ۔

" غلط بالکل غلط۔فلرٹ میں نہیں آپ میرے ساتھ کرنے آئی ہیں۔آپ نے مجھے ٹیکسٹ کیا۔آپ نے پسندیدگی کا اظہار کیا میں نے تو بس آپ کا دل نہیں توڑا۔"

کیف تاہنوز مسکراتے ہوئے پیغام لکھ رہا تھا جبکہ اس کو تو جیسے اس جواب نے جلتے توے پر بیٹھا دیا تھا۔

" واہ واہ۔ آپ کو میرا دل ٹوٹنے کا بہت خیال ہے اور چاہے اس سب کی وجہ سے آپکی بیوی کا دل ٹوٹ جائے۔

آپ جیسے مرد ہی ہوتے ہیں جن کو اپنی بیوی کی پرواہ تک نہیں ہوتی لیکن غیر عورتوں کے آنسو تک پونچھنے پہنچ جاتے ہیں۔"

وہ بھڑک اُٹھی تھی اور اب لگاتار طنزیہ پیغام بھیج رہی تھی۔ کیف کے لبوں پر موجود شریر مسکراہٹ ایکدم سے غائب ہوئی۔

" بیوی بس گھر کی ذمہ داریوں اور بچوں کے لئے رہ جاتی ہیں اور پیار محبت کی باتیں غیر لڑکیوں سے کی جاتی ہیں۔"

کیف اب صرف پیغام پڑھنے پر اکتفا کر رہا تھا جانتا تھا وہ اب رکنے والی نہیں ہے لیکن اس کے یہ طنز سب سچائی جان لینے کے بعد ناقابل برداشت تھے۔

" آپ جیسے مردوں کو قدر نہیں ہوتی بیویوں کی۔ آپ بیوی کی وفا کے لائق ہی کہاں ہوتے ہیں۔"

وہ اب بنا رکے شروع ہو چکی تھی اور شاید سب شہلا نامہ بھول کر غصے میں بھری ایک کے بعد دوسرا پیغام لکھے جا رہی تھی۔ کیف نے ایک گہری سانس لی اور پھر ضبط سے لب بھینچے۔ انگلیاں اب پیغام ٹائپ کر رہی تھیں۔

" ضحیٰ "

وہ جو ٹھکا ٹھک جلے کٹے پیغام لکھنے میں مگن تھی کیف کے سکرین پر ابھرے پیغام پر نظر پڑتے ہی انگوٹھے ہوا میں معلق رہ گئے۔ بھنویں سکیڑ کر جلدی سے اپنے تمام پیغام سکرین کو اوپر نیچے اچھالتے ہوئے پڑھے کہ کہیں وہ غصے میں یہ ظاہر تو نہیں کر گئی کہ وہ ضحیٰ ہے لیکن وہاں اس نے تو ایسا کچھ بھی نہیں لکھا تھا۔ حیرت سے آنکھیں اور منہ ایک ساتھ کھل گیا۔

"بس کرو اب۔ تم کوئی شہلا نہیں ضحیٰ ہو۔ میں جانتا ہوں۔ میں تو بس تمہیں تنگ کر رہا تھا اور جو کچھ بھی اب تک کہہ رہا تھا محض مذاق تھا۔"

ضحیٰ نے لب فوراً دانتوں میں دبائے۔ اب کیف پیغام لکھ رہا تھا اور وہ اُسی طرح حیرت زدہ بیٹھی تھی۔

"رابعہ سے ساری سچائی جاننے لینے کے بعد بھی تمہیں مجھ سے بات کرنے کے بجائے مجھے جانچنے کی ضرورت پیش آئی اس بات پر مجھے افسوس ہے۔"

اس کا اگلا پیغام ایک نیا دھماکہ تھا اور اب وہ یک بعد دیگرے رابعہ کے معافی نامے کے سکرین شارٹ بھیج رہا تھا اور ضحیٰ حیرت سے آنکھیں پھاڑے سب پڑھ رہی تھی۔

"کیا تم بیویاں سمجھتی ہو۔ جذبات ، احساسات اور خواہشات صرف تم رکھتی ہو۔ ہم شوہر ربورٹ ہیں بس۔ تم چاہو ڈھنگ سے بات کرو اور تم چاہو تو نہ کرو۔ جب چاہو محبت کا اظہار مانگو اور جب چاہو شک کرو۔ جب چاہو انوسٹیگیٹ کر کے بنا کسی ثبوت مجرم قرار دے دو۔ کیا میں اب بھی تمہارے اس رویے کا حقدار تھا۔"

وہ اب کسی بھی لحاظ کے بنا جوابی طنز کے تیر برسا رہا تھا۔ کچھ لمحے پہلے والی شوخی اکتاہٹ میں تبدیل ہو چکی تھی جبکہ ضحیٰ ششدر بیٹھی تھی۔ گال ندامت سے تپنے لگے تھے۔

" میری جوانی کے لاابالی پن کی تم مجھے اتنی بڑی سزا دو گی کہ اب ساری عمر مجھ پر شک کرو گی۔مجھے مختلف زاویوں سے جانچتی رہو گی۔پورے سات ماہ۔منہ سے کہنا آسان ہے ضحیٰ۔پورے سات ماہ میں نے تمھاری بے رخی کو برداشت کیا ہے۔

اس کے باوجود جس دن رابعہ نے مجھے سب بتایا میں اُس دن سے انتظار کر رہا تھا کہ اب تم مجھ سے رابطہ کرو گی۔اب کرو گی اور پھر رابطہ کیا بھی تو کیسے۔میں اس رابطے پر بھی خوش تھا لیکن تم شاید آج بھی مجھ سے اُتنی ہی بدظن ہو جتنی سچائی جان لینے سے پہلے تھی۔"

اُس کے لبوں پر اداس مگر تلخ مسکراہٹ اُبھری۔

" تم نے رابطہ کیا بھی تو کس لئے مجھے ایک بار پھر کسوٹی پر رکھ کر جانچنے کے لئے۔"

ضحیٰ کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا پر ندامت میں لب کچلنے کے علاوہ کچھ سمجھ بھی تو نہیں آ رہا تھا۔

" یہاں افسوس مجھے ہوا۔تکلیف مجھے ہوئی۔میں تم سے پیار کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا لیکن میں اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکتا۔تمہیں مجھ پر اعتبار کرنا ہے تو کرو نہیں کرنا تو فیصلہ تم پر چھوڑتا ہوں۔تم چاہو تو چھوڑ سکتی ہو مجھے۔بائے۔"

وہ آف لائن ہو چکا تھا اور وہ یونہی ساکت و صامت بیٹھی تھی۔کیا لکھنا چاہیے ؟۔۔۔بیچارگی سے موبائل سکرین کو دیکھا۔

کچھ بھی تو سمجھ نہیں آ رہا تھا۔وہ ناراض ہو چکا تھا شاید اور اس کے پاس تو منانے کے لئے الفاظ ہی نہیں تھے۔کیسے اُسے بتائے کہ کتنا پیار ہے اس سے۔اب سے نہیں پتا نہیں کب سے لیکن اپنی جلد بازی اور بیوقوفی میں وہ شاید اس کا دل توڑ چکی تھی۔

☆☆☆☆

وہ مضطرب صورت بنائے فون کان سے لگائے بیٹھی تھی۔کیف کی ناراضگی کو اور رمضان کو بیس دن گزر چکے تھے۔

اس کے اوہم و خدشات بالکل درست ثابت ہوئے تھے کیف اس سے بے حد ناراض تھا اتنا کہ نہ تو اس کی کوئی کال اٹھا رہا تھا اور نہ ہی کسی بھی پیغام کا جواب دے رہا تھا۔

اس کی بے رخی نے دو ہفتوں میں اسے بے حال کر دیا تھا۔سارا دن بوکھلائی اور اداس سی موبائل ہاتھ میں تھامے کتنی دفعہ معافی اور پیار بھرے پیغامات بھیجتی رہتی تھی لیکن وہاں سے کسی قسم کا کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہوتا تھا۔کبھی غصہ آتا تو کبھی رونے کو دل چاہتا۔کیف تو اب گھر والوں سے بھی بات نہیں کرتا تھا کہ رمضان میں روٹین بہت مشکل ہوگئی ہے اس لئے کسی سے بات نہیں کر سکتا لیکن وہ جانتی تھی یہ سب بہانے ہیں وہ اس سے ناراض ہے۔

وہ تو اس خوش فہمی میں تھی کہ کیف اس کے پیارے بھرے پیغام پڑھتے ہی یا اس کے رونے کا سنتے ہی ساری ناراضگی بھول جائے گا لیکن ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔وہ تھک ہار کرہمیشہ کی طرح ندرت کے سامنے اپنے دکھڑے رو رہی تھی۔

”حد ہوتی ہے پچھلے بیس دن سے کبھی سوری تو کبھی آئی لو یو لکھ کر بھیج رہی ہوں لیکن مجال ہے جو ایک بھی جوابی میسج آیا ہو۔"

"بڑی بات ہے ویسے محترمہ۔اس نے تمھاری بے رخی پورے سات ماہ برداشت کی اور تم بیس دن میں ہی ہمت ہار گئی۔"

"تو کیا کروں تم بتاؤ۔"

اس کی ڈانٹ پر ضحیٰ نے رونکھی صورت بنائے مشورہ مانگا۔یہ سچ تھا وہ ہمت ہار رہی تھی۔

"میسج بھیجنے کے بجائے سیدھا فون کیوں نہیں کر لیتی۔"

"کیا ہے فون بھی بہت دفعہ۔اٹینڈ نہیں کر رہے۔"لہجہ بے حد مایوس تھا۔

"گڈ۔۔۔مطلب وہ فل ٹف ٹائم دے رہے ہیں۔"

"یہ غلط بات ہے نہ ؟" بمشکل آنسوؤں پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"تم بھی بہت کچھ غلط کر چکی ہو اُسی کا بدلہ لے رہے ہیں۔میری مانو تو اب خاموشی اختیار کرو۔"

ندرت نے برجستہ جواب دیا۔وہ جو پہلے سے ہی ضبط کی آخری سیڑھی پر تھی آنسو گال پر لڑھک ہی گئے۔

"ہوں۔۔۔"

بمشکل ہنکارا بھرا جبکہ آنسوؤں کا گولہ گلے میں اٹک گیا تھا۔

"ارے اب رو کیوں رہی ہو ؟"

ندرت نے فوراً پریشان لہجے میں پوچھا۔وہ اب باقاعدہ رو رہی تھی۔

"تو اور کیا کروں۔اب اتنا بھی کیا سخت دل ہونا ایک بھی میسج کا جواب تک نہیں دیتے۔"

"تو مت کرو نہ میسج تم بھی۔ آ رہے ہیں نہ عید پر تو منا لینا۔ایسے پاگلوں کی طرح رونا کوئی حل تھوڑی نہ ہے۔"

"کیسے مناؤں گی۔یہ سوچ کر ہی جان نکل رہی۔مجھے تو یہ لگتا ہے میں دل سے ہی اتر گئی ہوں۔"

"اف خدا سدھر جاؤ لڑکی کچھ بھی اوٹ پٹانگ مت سوچو۔جیسے ناراض کرنے پر دماغ لگاتی تھی۔ویسے دماغ لگاؤ کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آئے گا۔چلو مجھے سونے دو اب۔"

"جاؤ دفعہ ہو جاؤ۔مجھے پتا ہے جو نیند آ رہی تمہیں جھوٹی۔بائے۔"

منہ پھلائے غصے میں فون ایک طرف پھینکتی وہ پھر سے تکیے میں چہرہ دے چکی تھی۔ندرت اور فیصل کی نسبت طے ہو گئی تھی اور یقیناً وہ اب فیصل سے بات کرنے کے چکر میں اس سے جان چھڑا رہی تھی۔رات کے دو بج رہے تھے۔اس نے آنسو صاف کئے اور موبائل اٹھا کر کیف کا نمبر ملا دیا۔ پاکستان کا وقت جرمنی سے تین گھنٹے آگے تھا۔جب وہ دن میں نہیں فون اٹھاتا تھا تو رات کو کیا اٹھائے گا۔یہی سوچ کر وہ ابھی فون بند ہی کرنے والی تھی جب کیف نے فون اٹھا لیا۔دل اس زور سے دھڑکا کہ اس کے ہاتھ کانپ گئے۔

"ہیلو۔"

نیند سے بوجھل ، خمار آلودہ لہجہ تھا۔وہ یقیناً گہری نیند سے جاگا تھا۔ضحیٰ نے جھجکتے ہوئے پھیکی آواز نکالی۔

"ہ۔۔ہیلو۔۔۔کیف۔۔۔"

"کیا ہے ؟ خیریت اتنی رات کو فون کیا ؟ "

اس کا لہجہ بھاری مگر تشویش زدہ تھا۔

"وہ۔۔آپ مجھ سے ناراض ہیں ؟ "

رونے کے سبب آواز زکام زدہ تھی۔

"ہوں۔"مختصر مگر سنجیدہ لہجے میں ہنکارا بھرا۔

"تو اتنی معافی مانگ رہی ہوں۔اب بھی ناراض ہیں۔"

ضحیٰ نے نروٹھے پن سے شکوہ کیا۔

"ہاں۔"

اُسی سپاٹ لہجے میں جواب آیا۔

"کیوں ؟ "

"تم سے بہتر کون جانتا ہے۔آج معافی مانگ رہی ہو۔کل پھر سے شک کرو گی۔"استہزائیہ اور کاٹ دار لہجہ تھا۔ضحیٰ کو لگا جیسے کسی نے دل مٹھی میں لے لیا ہو۔

"کیف میری بات سنیں۔۔۔"گھٹی سی آواز میں پکارا۔

"مجھے بہت نیند آ رہی ہے۔سحری کے لئے اٹھنا ہوتا ہے بائے۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی کیف سخت لہجے میں کہتا ہوا فون بند کر چکا تھا اور وہ اب ہونقوں کی طرح بند فون کو دیکھ رہی تھی۔

☆☆☆☆

بوجھل سی شام اتری تھی اور وہ اداس صورت بنائے کچن میں پکوڑے تل رہی تھی۔کیف نے آج آنا تھا لیکن پرواز کسی وجہ سے منسوخ ہو گئی تھی۔

امان احمد نے سب کو مطلع کیا تھا کہ اب شاید کیف چاند رات کو یا پھر عید کے روز ہی پہنچے گا۔وہ یونہی مگن تھی جب عقب سے شمائلہ کی آواز سنائی دی۔

" ضحیٰ بس کرو باقی میں دیکھ لیتی ہوں۔"

وہ ہمیشہ کی طرح نماز صورت دوپٹہ اوڑھے کچن میں داخل ہوتے ہی اسے کام سے منع کر رہی تھیں۔ یہ ان کا معمول تھا وہ کچن میں داخل ہوتے ہی اسے کچن سے باہر نکال دیتی تھیں لیکن ضحیٰ نے رمضان میں اُن کی ایک نہیں سنی تھی۔

" نہیں میں کر رہی ہوں نہ۔آپ جائیں روزہ ہے آپکا۔"

ضحیٰ نے خفگی سے گھور کر کہا۔

" روزہ تو تمھارا بھی ہے میری جان۔ تھکی تھکی لگ رہی ہو۔جاؤ بیٹھو سب کے ساتھ جا کر میں لاتی ہوں یہ سب۔"

وہ دھیرے سے مسکراتی ہوئی ابھی شمائلہ کی بات پر نفی میں ہی سر ہلا رہی تھی جب باہر سے اچانک اٹھنے والے شور پر دونوں چونکیں۔

یہ عدن اور حرم کی چیخیں تھیں۔وہ دونوں بھی حواس باختہ باہر نکلی تو کیف کو سب کے ساتھ گلے ملتا دیکھ کر وہ بھی حیران رہ گئیں۔سفید شرٹ اور نیلی جینز میں ملبوس وہ بشاشت سے مسکراتا باری باری سب سے مل رہا تھا۔

امان احمد گہری مسکراہٹ لئے کھڑے تھے۔شاید کیف کے اس سرپرائز میں وہ بھی شریک تھے۔وہ ملگجے سے حلیے میں کمر پر دوپٹہ باندھے ، ہاتھ میں کف گیر لئے حیران کھڑی تھی جب کیف کی نگاہ

اس پر پڑی اور جہاں اس کی دھڑکن تیز ہوئی وہیں کیف کے سپاٹ ہوتے چہرے پر دل میں ٹیس اٹھی۔وہ بے رخی سے نگاہ موڑ چکا تھا۔

وہ ایک دم سے مڑی جلتی آنکھیں لئے کچن میں واپس آگئی۔وہ کچن میں کھڑی ابھی رو دینے کو تھی جب عقب سے عدن کی چہکتی آواز سنائی دی۔

"بھابھی باہر آئیں بھائی بلا رہے ہیں۔"

اس نے جلدی سے گہری سانس اندر انڈیلی اور جبراً مسکراتی ہوئی عدن کے ساتھ باہر آئی تو سب چہکتے ہوئے اسے پاس بلا رہا تھے جہاں کیف نے سب کے سامنے اس سے ملنے کی فارمیلٹی ہی پوری کی تھی۔انداز ایسا روکھا پھیکا تھا کہ ضحیٰ کو لگا جیسے کوئی اس کا دل دبوچ رہا ہو۔

ملنے کے بعد کیف نے ایک دفعہ بھی اس کی طرف نہیں دیکھا سب کے ساتھ افطار کرنے کے بعد وہ زین سے ملنے باہر نکل گیا تھا جبکہ وہ جو تب سے ضبط کر رہی تھی۔کمرے میں آتے ہی بیڈ پر ڈھیر ہو کر اونچا اونچا رو دی۔

☆☆☆☆

"ویسے بس کر اب بہت سزا ہو گئی اور اب جیسے ان سے مل کر آیا ہے ویری بیڈ۔"

زین نے خفگی سے کہتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائی۔وہ جو سامنے بیٹھا مسکراہٹ دبا رہا تھا۔آنکھیں خوشی اور شرارت سے چمک رہی تھیں۔وہ اس وقت زین کے گھر کے لان میں بیٹھا تھا۔

"ہاں پتہ ہے مجھے بھی لیکن محترمہ کی عقل ٹھکانے لگانی بھی ضروری تھی۔"

"اچھا اچھا زیادہ کھڑوس بننے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ سختیاں نہ وہیں جرمنی تک تھیں۔آج رات اُسے خود منا رہا ہو گا تو۔"

زین کے طعنے پر وہ جاندار قہقہ لگا گیا۔

" عین ممکن ہے۔"شرارت سے کندھے اچکائے۔

" شرم کر پھر انہیں اتنا تنگ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

کیف نے فوراً نفی میں سر ہلایا اور پھر پرسکون سانس خارج کرتے ہوئے اوپر آسمان کی طرف دیکھا۔

" نہیں اسے تنگ نہیں رہا تھا۔سکون لے رہا تھا۔اُس کی محبت کے اظہار کا سکون۔اس کا خود کے لئے تڑپنا یہ سب بہت بہت حسین تھا میرے لئے۔میں ان لمحوں کو جی رہا تھا۔پتہ نہیں دن میں کتنی دفعہ وہ مجھے پیغام بھیجتی تھی لیکن میں تو ہر دو منٹ کے بعد اس کے محبت بھرے پیغام کھول کر پڑھ رہا ہوتا تھا۔"

کیف جذب میں مسکراتا اسے اپنے جذبات سے آگاہ کر رہا تھا۔

" اور ان کا رونا۔"زین نے آبروٗ اچکائے۔

" ہاں وہ بہت مشکل تھا میرے لئے لیکن میں اُس پر یہ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا کہ وہ ان آنسوؤں کے ذریعے جب چاہے مجھے زیر کر سکتی ہے۔"

کیف نے شرارت سے آنکھ کا ایک کونا دبا کر کہا تو زین نے مصنوعی خفگی سے دیکھا۔

" بہت کمینہ ہے ویسے تو۔"

" نہیں کمینہ نہیں ہوں بس اپنی بٹر سکاچ کو ہینڈل کرنا آگیا ہے۔"

وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔زین نے محبت سے اس کی چمکتی آنکھوں کو دیکھا جن میں جرمنی جانے سے پہلے اداسیوں کے ڈیرے تھے۔

" شکر ہے۔میں تو بہت بہت خوش ہوں تیرے لئے لیکن ہاں اب ختم کر دے تنگ کرنا ترس آ رہا ہے مجھے بھابھی پر۔"

زین کی نصیحت پر وہ جاندار مسکراہٹ لئے سر کو اثبات میں ہلا گیا۔

☆☆☆☆☆

اچانک عید کا چاند نظر آ جانے کے اعلان پر افراتفری جیسا سماں ہو گیا تھا۔عدن اور حرم اس کو زبردستی محلے کی ایک لڑکی کے گھر لے آئی تھیں جہاں ان دونوں سمیت اس نے بھی دونوں ہاتھوں پر مہندی لگوائی۔ مخملی ہتھیلی پر مہندی سے لکھے کیف کی دلہن کے الفاظ اس کے دل کو اس اداسی میں بھی گدگدا رہے تھے۔

وہ تینوں گھر واپس آئیں تو کیف بھی واپس آ چکا تھا۔سب لوگ لاؤنج میں بیٹھے ٹی وی پر خبرنامہ دیکھ رہے تھے۔گھر میں بھی محلے کی طرح ہنگامہ برپا تھا۔

وہ تینوں مسکراتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئی تھیں جب کیف نے اس سے لاپرواہی برتتے ہوئے پاس کھڑی عدن کو مخاطب کیا۔

" عدن استری سٹینڈ پر میرے کپڑے رکھے ہیں۔سونے سے پہلے استری کر دینا۔"

لہجہ بڑا تحکمانہ اور جتانے والا تھا۔ضحیٰ کے لبوں سے ایک دم سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔گلابی جوڑے میں بھی چہرہ پھیکا لگنے لگا۔

" عدن کیوں ضحیٰ استری کرے گی نہ۔" دادی نے فوراً ٹوکا۔

" نہیں نہ ضحیٰ ، نہ عدن میں کر دیتی ہوں۔دیکھ نہیں رہے بچیاں ابھی تو مہندی لگوا کر آئی ہیں سوکھنے میں وقت لگے گا۔"

شمائلہ نے خفگی سے کہتے ہوئے صوفے پر سے اٹھنے کی کوشش کی جب ضحیٰ تذبذب میں جلدی سے آگے بڑھی۔

" آنٹی نہیں میں کر دیتی ہوں۔میری مہندی سوکھ گئی ہے تقریباً۔"

اس نے ہتھیلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔جہاں مہندی ابھی بھی کچھ نم تھی۔

" ارے نہیں۔اتنی جلدی مت اتارانا۔تھوڑا رنگ تو آنے دو۔میں کر دیتی ہوں۔"

شمائلہ فوراً تنبیہہ کرتی ہوئی آگے بڑھیں تو کیف جھنجلا کر اپنی جگہ سے اٹھا۔

" اف بس کریں آپ لوگ میں خود کر لیتا ہوں۔"

مصنوعی غصہ دکھاتا وہ ضحیٰ کے پاس سے گزر کر استری سٹینڈ کی طرف بڑھا تو وہ جو ہونق بنی کھڑی تھی تیزی سے کچن میں داخل ہوئی اور وہیں نل سے رگڑ رگڑ کر ہاتھ دھو ڈالے۔پلکیں بار بار جھپکتی وہ بمشکل آنسوؤں کو باہر نکلنے سے روکے ہوئے تھی۔

باہر آئی تو کیف منہ پھلائے کپڑے استری کر رہا تھا۔

" لائیں میں کرتی ہوں۔"

پاس جا کر اس کے برابر کھڑے ہوتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا۔

" میں کر رہا ہوں۔"

سپاٹ لہجے میں کہتا وہ تاہنوز سر جھکائے استری گھسا رہا تھا۔ضحیٰ کچھ دیر یونہی کھڑی رہی اور پھر زبردستی استری کے ہتھے پر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

" تھکے ہوئے ہیں۔میں کر دیتی ہوں۔چھوڑیں۔"

ضحیٰ کے یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ دینے سے وہ ایکدم ہاتھ کھینچ کر پیچھے ہوا اور پھر بنا اس کی طرف دیکھے لمبے ڈگ بھرتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔وہ رونکھی صورت بنائے اس کی پشت کو گھور رہی تھی۔

بے کیف ہیں یہ ساغر و مینا ترے بغیر
آساں ہوا ہے زہر کا پینا ترے بغیر

کیا کیا ترے فراق میں کی ہیں مشقّتیں
اِک ہو گیا ہے خُون پسینہ ترے بغیر

جچتا نہیں ہے کوئی نِگاہوں میں آج کل
بے عکس ہے یہ دیدہء بینا ترے بغیر

کِن کِن بلندیوں کی تمنا تھی عشق میں
طے ہو سکا نہ ایک بھی زِینہ ترے بغیر

تُو آشنائے شدتِ غم ہو تو کچھ کہوں
کِتنا بڑا عذاب ہے جینا ترے بغیر

ساحل پہ کتنے دیدہ و دل فرشِ راہ تھے
اُترا نہ پار دل کا سفینہ ترے بغیر

باقی کسی بھی چیز کا دل پر اثر نہیں
پتھر کا ہو گیا ہے یہ سینہ ترے بغیر

بے لگام آنسو بار بار اس کر کُرتے پر گر رہے تھے جن پر وہ استری رگڑتی جا رہی تھی۔کیف کی بے رخی اس کے دل کو جتنی تکلیف دے رہی تھی اتنا ہی ندامت اپنی ان سب بے اعتنائیوں اور کوتاہیوں پر ہو رہی تھی جو وہ کیف کے ساتھ کرتی رہی تھی۔

استری شدہ کپڑوں کو ہینگر میں ڈالتے ہوئے وہ سوچ چکی تھی اب اسے کیف کو کیسے منانا ہے۔اپنی سوچ پر مسکراتے ہوئے آنکھ کے کونوں کو اچھی طرح دبایا اور کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

☆☆☆☆☆

وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بظاہر چلتے ٹی وی کی طرف متوجہ تھا لیکن ذہن ضحیٰ کی حرکتوں پر اُلجھا ہوا تھا جو ابھی ابھی واش روم سے شادی کا لہنگا پہن کر باہر نکلی تھی اور اب سنگھار میز کے سامنے کھڑی میک اپ کر رہی تھی۔

" اسے کیا ہو گیا ہے ؟ "

کیف نے ایک آبرو اچکائے چور نگاہ اس پر ڈالی۔وہ تیاری میں مگن تھی۔میک اپ کرنے کے بعد زیور پہن کر واپس پلٹی تو کیف جو بار بار چور نگاہوں سے دیکھ رہا تھا ایک لمحے کو اس کو دیکھ کر مبہوت ہوا اور پھر فوراً سٹپٹا کر نگاہ ٹی وی پر جما دی۔

وہ اب لہنگے کو دونوں طرف سے سنبھالتی خراماں خراماں چلتی اس کے سر پر آ کھڑی ہوئی۔کیف تاہنوز مکمل اداکاری کے جوہر دکھاتا ہوا اب ٹی وی پر نگاہیں جمائے ہوا تھا جب اس نے مہندی سے سجی دونوں ہتھیلیاں کھول کر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیں۔سفید نرم ہتھیلی پر بڑی خوبصورتی سے نقش و نگار کے اندر "کیف کی دلہن" لکھا تھا۔

کیف نے آہستگی سے ہاتھ اٹھایا اور مصنوعی خفگی سے اس کے ہاتھوں کو نیچے کر دیا۔وہ تو شاید پورے عزم کے ساتھ آئی تھی فوراً پھر سے ہاتھ سامنے کر دیے۔

کیف نے گہری سانس لی اور ایک بار پھر مصنوعی خفگی سے ہاتھ نیچے کر دیے اور جب تیسری دفعہ ایسا کیا تو وہ جو تب سے شرارت کے موڈ میں تھی فوراً رو دی۔

کیف نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور ساری بے رخی ، ساری مصنوعی ناراضگی ایک پل میں بھک سے اڑ گئی۔اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور سوزش زدہ پپوٹوں سے صاف ظاہر تھا وہ ابھی نہیں بہت دیر سے رو رہی ہے وہ تڑپ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور اسے کندھوں سے تھام لیا۔ایسے کرنے کی دیر تھی وہ جو بے آواز رو رہی تھی ہچکیوں میں رونے لگی۔

"ضحیٰ ارے بس۔۔۔۔میں ت۔۔تنگ کر رہا تھا تمہیں۔"

پیار سے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیا۔وہ تو جیسے سب بھولی ہوئی تھی۔بچوں کی طرح اس کے سینے سے چمٹ کر رونے لگی۔

"مجھے معاف کر دیں۔اب کبھی شک نہیں کروں گی۔مجھے یقین ہے آپ کی محبت پر۔"

روتے ہوئے بھاری آواز میں وہ پتا نہیں کیا کیا بولے جا رہی تھی۔کیف نے ہنستے ہوئے اسے کے کندھے تھام کر خود الگ کرنا چاہا۔

" ارے ضحیٰ۔۔۔بس۔۔۔کرو۔۔۔میں مذاق کر رہا تھا۔تمھاری قسم۔"

کیف کو اس کی حالت پر ہنسی بھی آ رہی تھی اور اس کا یوں رونا برداشت بھی نہیں ہو رہا تھا۔وہ سینے میں منہ چھپائے کچھ دیر پہلے کا کیا سارا میک اپ خراب کر چکی تھی۔

کیف بار بار اس کا چہرہ اوپر اٹھانے کی کوشش میں اسے خود سے الگ کر رہا تھا لیکن وہ تو جیسے کسی ٹرانس میں نہ اس سے الگ ہو رہی تھی اور نہ ہی رونا بند کر رہی تھی اور پتا نہیں زبان کیا ٹر ٹر بولے جا رہی تھی۔

" غلطی ہو گئی مجھ سے۔لیکن میرا کیا قصور تھا اس میں رابعہ جھوٹ ہی اتنے بولتی رہی۔"

" ضحیٰ پلیز چپ کرو۔نہیں تو اب سچ میں ناراض ہو جاؤں گا۔پیچھے ہٹو اور مہندی دکھاؤ۔"

کیف نے اب کی دفعہ زبردستی اُسے کندھوں سے پکڑ کر خود سے الگ کیا۔ناک سرخ ہو رہی تھی اور رونے کی وجہ سے کاجل آنکھوں کے کنارے میں ہلکا سا پھیل گیا تھا۔وہ اب نگاہیں جھکائے کھڑی تھی اور کیف اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامے مہندی دیکھ رہا تھا۔

" بہت پیاری مہندی ہے۔بلکل تمھاری طرح۔"

محبت سے کہا اور پھر اس کی ٹھوڑی کو دھیرے سے اوپر اٹھایا جو نگاہیں جھکائے بھیگی پلکیں پھڑ پھڑا رہی تھی۔

وہ ہمت ، نخرہ ، غصہ سب ختم تھا۔کیف اس کے اس روپ پر مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔

رویا سا چہرہ ، سرخ ہوتی چھوٹی سی ناک اور آنکھوں سے باہر نکلتا کاجل وہ واقعی اس روپ میں ساری ناراضگی بھلا دینے کے سامان کیئے کھڑی تھی۔

" آپ ناراض ہیں مجھ سے۔"

نگاہیں جھکائے بھاری زکام زدہ آواز میں پوچھا۔کیف جی جان سے مسکرا دیا اور پھر اس کی گال پر آہستگی سے انگوٹھے کو پھیرتے ہوئے قریب ہوا۔

" ہاں ہوں بہت۔"

" کیا کروں کہ یہ ناراضگی ختم ہو جائے۔"

ضحیٰ نے روندھائے لہجے میں نگاہیں جھکائے پوچھا۔وہ مسکرا رہا تھا اور نگاہیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

" وہ جو دن رات میسج بھیجتی تھی نہ ابھی تمھارے منہ سے سننا ہے وہ۔"

کیف نے آہستگی سے چہرہ قریب کیا تو اس کی پلکیں باقاعدہ لرزنے لگیں۔کچھ دیر میٹھی سی خاموشی میں گزر گئے۔

" آئی لو یو۔"

مدھر سی آواز تھی لیکن کہے گئے الفاظ دل سے نکلے تھے۔وہ گلال ہو رہی تھی۔

" ایسے نہیں میری آنکھوں میں دیکھ کر۔"

کیف پوری طرح تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔ضحیٰ نے اچانک پلکیں اوپر اٹھائیں۔نگاہیں اب اس کی چمکتی ، محبت لٹاتی نگاہوں سے جا ٹکرائی تھیں۔

" آئی ہیٹ یو۔"

چھوٹی سی ناک بھینچ کر خفا لہجے میں کہا اور اس کے ہاتھوں کو پیچھے کرتی ہوئی نروٹھے پن سے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

" اتنا تنگ کیا آپ نے مجھے۔اتنا رولایا کوئی ایسے کرتا ہے بھلا۔"

آنکھ کے کناروں کو انگلی کی پور سے دباتے ہوئے خفگی بھرے لہجے میں شکوہ کیا۔کیف نے خفیف سا قہقہ لگایا اور پھر اس کے کندھے سے کندھا ملا کر برابر بیٹھ گیا۔

" تم نے جو اتنا تڑپایا تھا کوئی ایسے کرتا ہے بھلا۔"

اسی کے لہجے میں جواب دیا۔

" سوری۔"

ضحیٰ نے آہستگی سے کندھے پر سر رکھ کر اس کے ہاتھوں کو تھام لیا۔کتنا پیارا اور مکمل احساس تھا۔

" صرف سوری سے کام نہیں چلے گا ؟"

کیف ایک دم سے سیدھا ہوا تھا وہ جو کندھے پر سر رکھے ہوئے تھی سٹپٹا کر سیدھی ہوئی۔کیف کے لبوں کی شریر مسکراہٹ اور آنکھوں کی چمک دیکھ کر وہ مصنوعی خفگی دکھاتی ہوئی پیچھے ہوئی۔

" آپ حراساں کر رہے ہیں مجھے۔"

شرارت سے کہہ کر فوراً بیڈ سے اچھل کر کھڑی ہوئی اور اس سے پہلے کے کیف بھی اٹھتا بیڈ کے دوسری طرف دوڑ لگا دی۔پورے کمرے میں دونوں کی ہنسی گونج رہی تھی۔

☆☆☆☆

بظاہر وہ معاذ اور ماحد کو تھپک رہی تھی لیکن نظریں بار بار کھڑکی کے شیشے کے پار ٹیرس پر گھومتے کیف پر جا رہی تھیں جو فون کان سے لگائے ٹہلتے ہوئے بات کر رہا تھا۔کبھی ہنس رہا تھا اور کبھی سنجیدہ ہو کر بات کرنے لگتا۔

جب فون آیا تھا وہ کمرے میں تھا اور سپیکر سے نکلتی آواز کسی خاتون کی تھی یہی وجہ تھی وہ تب سے تشویش میں بھنویں سکیڑے بار بار دیکھ رہی تھی۔کیف کے بنک میں بہت سی خاتون کولیگز بھی تھیں جن سے اس کی بے تکلفی بھی تھی لیکن یہ کون تھی جو رات کے دس بجے فون کر کے گپیں ہانک رہی تھی۔اس کی شکی حس ہمیشہ کی طرح بیدار ہو چکی تھی۔

پانچ سالہ معاذ اور تین سالہ ماحد اب گہری نیند میں جا چکے تھے۔وہ ان دونوں پر کمبل درست کر رہی تھی جب کیف کمرے میں داخل ہوا۔فون ابھی بھی ہاتھ میں موجود تھا۔

" یہ کونسی کولیگ ہے ؟ "

ضحیٰ نے بظاہر مگن مگر تیکھے لہجے میں پوچھا اور کمبل درست کرنے کے بعد ناک پھلائے سیدھی ہوئی وہ اب مسکراتا ہوا بچوں کے اوپر جھک رہا تھا۔

"کولیگ نہیں تھی۔بنک کسٹمر ہے۔سو گئے دونوں ؟ "

کیف نے لاپرواہی سے جواب دیا اور پھر دونوں کے ماتھے پر باری باری بوسہ دے کر سیدھا ہوا۔وہ ہنوز آنکھیں سکیڑے ، ناک پھلائے کھڑی تھی۔

" اب کیا ہے ؟ "

کیف نے بھنویں اچکا کر استفسار کیا۔

"یہ کون سی کسٹمر ہے۔اسے عقل نہیں اس وقت فون کر رہی ہے۔"

نخوت سے ناک چڑھا کر کہا تو کیف نے گہری سانس لیتے ہوئے سر کو گھمایا اور قریب آ کر اسے کندھوں سے تھام لیا۔

"ارے بابا اسے صبح بنک آنا ہے نہ اس لئے کچھ انفارمیشن لے رہی تھی۔"

"بنک بھی آتی ہے ؟ "

ضحیٰ نے ایک دم سے ہاتھ جھٹک کر غصے میں پوچھا۔

"جی آتی ہے لیکن مجھ سے ملنے نہیں اپنے کام سے آتی ہے۔"

کیف نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"ہاں کام تو بہانہ ہو گا۔"

ضحیٰ نے نروٹھے پن سے کہا اور منہ پھلا کر کمرے سے باہر نکل آئی۔وہ اب اسی طرح منہ پھلائے اپنے بیڈ کی چادر درست کر رہی تھی جبکہ کیف کمرے کے وسط میں کھڑا گھور رہا تھا۔

"ضحیٰ۔"

پیار سے پکارا۔مگر وہ ہنوز غصے سے منہ پھلائے کام کر رہی تھی۔وہ ایک دم سے اکتا کر آگے بڑھا۔

"ٹھیک ہے تم ساری رات شک کر لو میں سونے جا رہا ہوں۔"

غصے سے کہا اور بیڈ کے اطراف میں لگے میز پر موبائل رکھ کر خود خفگی سے اپنی جگہ پر ماتھے پر بازو رکھ کر لیٹ گیا۔وہ جو بھرپور غصے میں تھی جلدی سے ساری ناراضگی بھلا کر پاس آئی اور قریب بیٹھ کر کیف کے چہرے پر سے بازو ہٹایا۔

" اچھا سوری۔۔۔"

" نہیں رکھو اپنے پاس اپنا سوری۔وہ مجھ سے ملنے ہی آتی ہے بنک میں۔اب خوش۔"

کیف نے خفگی سے بازو پھر سے اپنی آنکھوں پر رکھ لیا۔وہ شرارت سے ہنستے ہوئے اس کے سینے پر سر رکھ چکی تھی۔

" اچھا اب زیادہ نخرے مت کریں۔ڈر لگتا ہے نہ۔"

" تم کرتی ہو نخرے۔ارے یار آئی لو یو سو مچھ۔"

" آپ بھی کم نہیں ہیں۔آئی لو یو ٹو۔"

" تم سے تو کم ہوں بٹر سکاچ۔"

وہ اب بانہیں حائل کر چکا تھا۔

" اچھا چلیں چھوڑیں ایک منٹ میں آتی ہوں۔"

لاڈ سے کہتے ہوئے وہ دوسرے ہاتھ سے کیف کا موبائل اٹھا چکی تھی۔کیف نے بانہیں کھولیں تو وہ چوری سے اس کا موبائل لے کر واش روم کی طرف بڑھی۔

" ضحیٰ پاس ورڈ تو لیتی جاؤ۔معاز کی وجہ سے تبدیل کر دیا تھا میں نے۔"

وہ جو بڑے مزے سے جا رہی تھی۔دانتوں میں زبان دبا کر وہیں رک گئی۔

☆☆☆☆☆

ختم شد